

میری آخری کتاب



urdukutabkhanapk.blogspot

ڈاکٹر غلام جیلانی برق

(جملہ حقوق محفوظ)

اردو کتب خانہ
URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT

اسد نیاز
اکبر امین پرنٹرز
ایک روڈ، لاہور

ناشر:
مطبع:

مقام اشاعت:
اسد پبلیکیشنز
۱۹۹- سرکار روڈ ۵ لاہور ۵۴۰۰۰

یہ کتاب آخری کیوں؟

مک کے سینکڑوں سنیما ڈوں اور اندازاً ساڑھے تین سو فلی رسالوں اور ڈیٹا بکسوں کی وجہ سے قوم کا ذہن اس حد تک فلی بن چکا ہے کہ اسے علی اور خصوصاً اسلامی ادب سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ پلٹنر ایسی کتابیں کیوں چھاپیں جنہیں پڑھنے والا کوئی نہ ہو۔ مجھے اپنے پلٹنر سے بار بار ایسے ٹپلے سننا پڑے۔

”کیا کریں ٹی اکٹر صاحب: قوم ہیت آگے نکل گئی ہے اور اسلام میلو پیچھے رہ گیا ہے۔ ان حالات میں آپ کی کتاب کون پڑھے گا۔ پھر کاغذ کے حصول میں بھی بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں۔ کاغذ کی منظوری دینے والے اسلام سے یوں بھاگتے ہیں جیسا کہ حاخیر سے۔ اس سے کاغذ کی بہت بڑی مقدار فلی رسائل کو مے دی جاتی ہے اور ہم نہتے رہتے ہیں“

پچھلے چند سالوں میں مجھے اس طرح کی باتیں اتنی مرتبہ سننا پڑیں کہ میں نے سلسلہ تصنیف و تخلیق کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

عجہ دیکھ کر طرزیہ تپاک ناشران دل جل گیا

(غالب بہ ترمیم)

علاوہ انہیں میری عمر بھی پچھتر سے متجاوز ہو چکی تھی۔ اور بہت کار بھی جواب دے رہی تھی۔ اس لیے یہ فیصلہ کیا کہ یہ میری آخری کتاب ہوگی۔



اُردو کتب خانہ

URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT

الفہرس

صفحہ

حرفِ اول سائنسی دلائل

- ۱۱
 - ۱۸
 - ۲۲
 - ۲۶
 - ۳۲
 - ۳۸
 - ۴۲
 - ۴۵
 - ۴۸
 - ۵۰
 - ۵۹
 - ۶۶
 - ۸۰
 - ۸۸
 - ۹۳
 - ۹۹
 - ۱۱۰
 - ۱۱۶
 - ۱۲۲
- ۱۔ مطالعہ کائنات
 - ۲۔ آسمانوں میں ترکیب
 - ۳۔ الشمسی تجوی لمستقبلہا
 - ۴۔ بقائے اصلح
 - ۵۔ ارتقاء
 - ۶۔ آغازِ آفرینش
 - ۷۔ زمین کا سکڑنا
 - ۸۔ حل آور ہوائیں
 - ۹۔ سبز درخت سے آگ
 - عقلی دلائل
 - ۱۰۔ قرآن حکیم اور علم
 - ۱۱۔ عبادت کی سرستیاں
 - ۱۲۔ مغرب کی فری سوسائٹی
 - ۱۳۔ اسلام کا معاشی نظام
 - ۱۴۔ خواب، قرآن اور علمائے عصر
 - ۱۵۔ روحانیت
 - ۱۶۔ اسباب کا پراسرار سلسلہ اور ملائکہ
 - ۱۷۔ قرآن کا معجزہ فصاحت
 - ۱۸۔ الحکمۃ
 - ۱۹۔ حضور کی سیرت اور قرآن حکیم

بشارات کی شہادت

- ۱۲۱ - فرعون موسیٰ کی نافرست
۱۲۵ - قرآن کی ترتیب، تفسیر اور حفاظت کا وعدہ
۱۲۲ - دوم کی شکست
۱۲۴ - وعدہ حکومت
۱۲۶ - ابو جہل کی تباہی
۱۲۹ - گرین میں رستی
۱۵۲ - بداییم علیہ السلام کی شان

تاریخ کی شہادت

- ۱۵۵ - مصر پر لہو کی بارش
۱۶۰ - طوفانِ نوح
۱۶۶ - ایش و سار کی تباہی
۱۶۱ - کھٹمان، بھڑوں اور دیگر مشنرات کا عذاب
۱۶۵ - کائنات میں تادیبی
۱۶۹ - دوشرق اور دو مغرب
۱۸۲ - بادِ مصر سے تباہی
۱۸۵ - آسمان سے پیغمبر
۱۸۸ - آسمانی سپاہ
۱۹۲ - متن و سکوئی
۱۹۴ - آسمانی چنگھاڑ
۱۹۸ - عا و ارم
۲۰۱ - منہ کے بل گرے
۲۰۴ - صرف آلِ نوح باقی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حرفِ اول

گذشتہ پچاس برس سے میں ایسی کتابوں کا مطالعہ کر رہا ہوں جس سے اسلام کے کسی پہلو پر روشنی پڑتی ہو۔ دورانِ مطالعہ جب جس کوئی ایسا سائنسی انکشاف یا تاریخی واقعہ سامنے آتا جس کا ذکر قرآن حکیم میں آج سے چودہ سو برس پہلے آچکا ہے تو بڑی حیرت ہوتی اور ساتھ ہی یہ خواہش بھی پیدا ہوتی کہ کاش کوئی باہمت صاحبِ قلم ان تمام انکشافات و واقعات کو یکجا کر دے۔

چونکہ ہمارے سکالرز کا علم عموماً ایک پہلو ہوتا ہے۔ سائنسدان عرب نہیں جانتے اور عربی کے عالمِ علوم جدیدہ سے نا آشنا ہوتے ہیں اس لیے اس طرف کسی نے توجہ نہ دی۔ اور بالآخر یہ کام مجھے خود ہی کرنا پڑا۔ چونکہ میں سائنس کا باقاعدہ طالبِ علم نہیں رہا۔ اور میرا مطالعہ چند سہل اور سطحی مسائل تک محدود تھا۔ اس لیے میں کتاب مقدس کے سائنسی پہلو سے پورا انصاف نہ کر سکا۔ البتہ اتنا اطمینان ضرور ہے کہ میں نے منزل کی نشاندہی کر دی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی محقق اس منزل کو یوں سر کرے کہ اس نے دالے علی تافلوں کے لیے ایک نشان ہی جلتے۔

میں نے اب تک کیا لکھا؟

- میں نے عموماً ایسے مسائل پر قلم اٹھایا جن کی شدید ضرورت تھی۔ مثلاً:-
- ۱۔ میں نے محسوس کیا کہ القذافی کی تاریخ الحکماء جس میں قینی سو مسلم اور ایک سو گیارہ یونانی و مصری حکماء کا ذکر ہے۔ ریفرنس کی ایک ایسی گراں بہا کتاب ہے جس کی ضرورت محققین کو بار بار محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ میں نے اسے عربی سے اردو میں منتقل کر کے ساتھ حواشی کا بھی اضافہ کر دیا۔ اور کتاب منزل لاہور نے اسے ”حکمائے عالم“ کے نام سے شائع کیا۔
 - ۲۔ اسی طرح کی ایک اور کتاب انگریزی میں تھی۔ لین پول کی محمد بن ڈیاسٹیز جس میں ۱۱۹ حکمران خاندانوں (سلاجقہ، مسعودیہ، قاجاریہ، افشاریہ، عثمانیہ، سامانیہ، وغیرہ) کے سلاطین کے نام تو تاریخ جلوس سمیت دیے ہوئے تھے، اسے سلاطین اسلام کے نام سے اردو میں منتقل کر دیا۔
 - ۳۔ میں نے نسل نور کو اپنے عظیم باپ سے متعارف کرانے کے لیے یہ کتابیں لکھیں:-

- ۱۔ مؤرخین اسلام۔ اس میں پانچ سو مؤرخین کے حالات ہیں۔
- ۲۔ فلسفیان اسلام۔ جو ۵۰ فلسفیوں کے حالات پر مشتمل ہے۔
- ۳۔ یورپ پر اسلام کے احسان:- نام ہی مضمون کا خبر دے رہا ہے۔
- ۴۔ درمجم لکھے:-

- ۱۔ معجم القرآن:- جس میں قرآن حکیم کے تمام اعلام، اقوام اور
- الامکن پر معتاد مقالات ہیں۔

۶۔ معجم البلدان - یعنی اسلامی بلا و کائنات - یہ روم کے مشہور

جغرافیہ نگار یا قوت رومی (۱۱۴۹ — ۱۲۲۹ء) کی شہرہ آفاق کتاب

معجم البلدان درکس ضخیم جلدوں میں لکھی گئی ہے۔

۵۔ جدید تصوف پر - سن کی قرینہ لکھی۔

۶۔ حدیث کی مفصل تاریخ - تاریخ جدید - پیش کیا۔

۷۔ اسلامی تہذیب پر - ہمارے عظیم تہذیب - لکھی۔

۸۔ اسلامی تعلیمات کے علوم نو کی روشنی میں پیش کردہ کے لیے دو قرآن - تفسیر

ایمان - اسلام اور عصر و اں - الحاد و مغرب اور ہم - عظیم کائنات کا عظیم خدا، سپر و

قلم لکیں - نیز قرآن کے محتاجات اللہ ہونے پر اس کتاب میں چالیس ساخسی، تاریخی اور

عقلی دلائل دیے۔

۹۔ دانش رومی و سعدی - اور دانش عرب و عجم میں کوئی آٹھ سو تالیف و اخلاقی

حکایات جمع کیں۔

۱۰۔ حرف محمدانہ میں احمادیوں اور بھائی بھائی میں شیعوں کے عقائد پر بحث کی۔

میں اپنی زندگی میں اتنا ہی کر سکتا تھا۔

دنیا نے تصنیف و تخلیق کو چھوڑنے سے پہلے میں کتاب منزل کے شیخ نیاز احمد

صاحب کو سلام کرتا ہوں، جنہوں نے دنیا نے علم سے مجھے متعارف کرایا۔ اور

میری بیس کتابیں شائع کیں۔ محکمہ اوقاف پنجاب کے علامہ محمد یوسف گورایہ، مکتبہ جدید

کے جناب رشید احمد رفاعی - مکتبہ رشیدیہ کے مولانا عبدالرشید ارشد، انجمن ترقی اردو

دہلی - مکتبہ کاروان - لاہور - مکتبہ البیان امرتسر - مکتبہ چٹان لاہور، مکتبہ آردو لاہور -

قومی کتب خانہ لاہور - مکتبہ شاہکار اور مجیرہ کے پیر محمد کرم شاہ صاحب بھی میرے

شکر کے مستحق ہیں جنہوں نے میری ایک ایک کتاب شائع فرمائی۔

میری اس پیاس سالہ جد و جد کا مقصد بندے کا رابلہ اللہ سے قائم کر کے اُسے
عظیم بنانا، رازِ مسرت سے آگاہ کرنا اور اس کی تیر و تار راقوں میں جلوے اڑا دینا
تھا۔ اگر میں کامیاب ہوا ہوں تو میرے لیے دُعا ہے اجر فرمائیے۔ اور اگر ناکام
رہا ہوں تو اسے میری کوتاہ قلمی اور ضعفِ عمل کا نتیجہ سمجھیے۔

نہ پیوستم دریں بستان سرا دل
نہ بندِ این راں آزاده رستم
بچہ بادِ صبح گر دیدم سے چند
گھاں را آب و رنگے دادہ رستم

آغازِ تحریر _____ ۱۶ جولائی ۱۹۶۶ء
تکمیل _____ ۲۴ مئی ۱۹۶۶ء

برق کیمبلور
۲۴ مئی ۱۹۶۶ء

مطالعہ کائنات

سائنسی دلائل | نزولِ قرآن کے وقت مطالعہ کائنات کا مقصد یا تو محض تفریح تھا کہ خوبصورت درختوں، رنگ برنگ پھولوں اور چیلوں، گلے نے چشموں، مسکراتی ہاروں اور جھومتی گھٹاؤں کو دیکھ کر دل بہلایا یا وجودِ باسی پر دلائل قائم کرنا تھا۔ قرآن مقدس میں کتنی ہی ایسی آیات ہیں جن میں مختلف معجزاتِ تخلیق کا ذکر کرنے کے بعد پوچھا گیا ہے۔

عَالَمٌ مَعَ اللَّهِ۔

(کیا اللہ کے سوا کوئی اور خدا بھی ہے)

لیکن آج یہ مطالعہ قومی بقا کی اساس بن گیا ہے۔ کتنی عظیم ہیں وہ اقوام جنہوں نے اپنی تجربہ گاہوں اور دانش گاہوں میں بیٹھ کر کائنات کو مسخر کرنے کی تدابیر سوچیں اور آج وہ ہوائوں، فضاؤں اور غلاؤں پر حکومت کر رہی ہیں اور کس قدر پست، پسماندہ اور بے آبرو ہیں، وہ قومیں جو جہالت کی بنا پر کائنات کے مزا، دوائی، اور امتنع سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ کتنی حیرت ہوتی ہے یہ دیکھ کر کہ اس تاریک دور میں جب کائنات کی اہمیت، قدر و قیمت اور امکانات کا کہیں ہلکا سا احساس بھی موجود نہ تھا۔ قرآن نے ۵۹ آیات میں کائنات کی طرف متوجہ کیا اور ساتھ ہی دکھایا۔

وَلَوْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَفِي مَخْلُوٰقِ

اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّابْنُ عَصٰی اَنْ يَّكُوْنَ قَدًا اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ (اعراف ۱۸۵)

کیا ان لوگوں نے ارض و سما کی بادشاہت اور خدائی تخلیق پر کبھی غور نہیں کیا اور نہ اس بات پر کہ شاید ان کی موت قریب آگئی ہو؟
وَكَأَيِّن مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَٱلْأَرْضِ مَن يَمُرُّ بِهَا وَهُوَ عَنْهَا مُعْرِضٌ (یسف - ۱۰۵)

(زمین و آسمان میں کتنی ہی ایسی آیات (معجزات - اسباق) ہیں جن سے وہ غفلتوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔)

کیا کوئی شخص کسی ایسی بات کی دعوت سے ملتا ہے جس کی اہمیت کا انکشاف بارہ سو سال بعد ہونا ہو؟ سنا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں آسمانی دانش، فراست اور نظر کا رفرما تھی۔ قرآن نے اس دعوت کے لیے کہیں اَنْظُرْ - اَنْظُرُوا - فَلْيَنْظُرْ اور نَظَرَ کے دیگر مشتقات سے کام لیا ہے۔ کہیں سَأِئْتِ، بَصَرَ اور ان کے مشتقات کو استعمال کیا ہے۔

۱۲۱	قرآن میں نَظَرَ کے مشتقات کی تعداد
۱۴۹	بَصَرَ
۳۰۶	سَأِئْتِ
۵۶۹	میسرآن

چند آیات ملاحظہ ہوں:-

قُلْ يٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّي قَدْ خَلَقْتُكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ۖ فَٱنظُرُوٓا۟ كَيْفَ بَدَأَ ٱلْخَلْقَ (العنكبوت - ۲۰)
اے رسول! اپنے پیروں کو کہیے کہ وہ زمین میں گھوم پھر کر آغا زِ فریش کا کھوج لائیں

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے انگوڑوں اور ناروں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:-

نَظُرُوا۟ إِلَى ثَمَرِهِۦٓ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِۦ (الانعام - ۹۹)

(ان درختوں کے ساتھ پہلے لکھنے اور پھر پکھنے کے مراحل کا مطالعہ کرنا)

أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۖ وَإِلَى السَّمَاءِ
كَيْفَ رُفِعَتْ ۖ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۖ وَإِلَى الْأَرْضِ
كَيْفَ سُطِحَتْ ۖ (غاشیہ - ۱۷-۲۰)

(کیا وہ اہل باتوں پر غور نہیں کرتے کہ اونٹ کی تخلیق کیسے ہوئی!
آسمان کس طرح تعمیر ہوا؟ پہاڑ کیوں کر نصب ہوئے؟ اور زمین کیسے

بچائی گئی؟)

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی یا حکیم نے مسلمانہ فطرت کی طرف
اس زور سے توجہ دلائی تھی؟ کسی نے کہا تھا کہ اس مطالعہ سے اعراض کا قیور مرت
ہوگا؟ مظاہر فطرت کو کسی نے آیات و حقیقت کا درجہ دیا تھا؟

خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً
لِّلْمُؤْمِنِينَ (عنکبوت - ۲۴)

(ارض و سما کی تخلیق ایک حقیقت ہے - اور یہ اہل ایمان کے
لیے ایک سبق یا آیت ہے)۔

ایک مقام پر سورج اور چاند کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:-

مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ ۖ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ
يَعْلَمُونَ (یونس - ۱۰)

(اللہ کی تخلیق مبنی بر حقیقت ہے - وہ اہل علم کے لیے اپنی آیات

کھول کھول کر بیان کرتا ہے)۔

دنیا کے تمام علوم مثلاً فزکس، کیمسٹری، زواہجی، بیالوجی، باٹونی، جیا لوجی،
جبر ثقلی، اسٹراٹوجی، انجینئرنگ، میڈیسی، علم تشریح، جغرافیہ، جیو میٹری وغیرہ

مطالعہ کائنات کا نتیجہ ہیں۔ اللہ نے کس کس انداز سے اس کی ترغیب دی۔ چند آیات ملاحظہ ہوں۔

إِنَّا فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ • (یونس - ۶)

دشب مددز کے گھٹنے بڑھنے اور ارض و سما کی تخلیقات میں خدا سے ڈرنے والوں کے لیے کچھ اسباق موجود ہیں

کائنات کا مطالعہ کرنے والوں کو اللہ نے کہیں متقی، کہیں صاحب ایمان و یقین، کہیں ارباب فکر و دانش اور کہیں عالم و حکیم کہا ہے۔ قرآن مقدس کے تقریباً ہر صفحے پر اس نوع کی آیات ملتی ہیں۔

..... آیات لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ • (یہ ارباب عقل کے لیے اسباق ہیں)

..... آیات لِّقَوْمٍ يَتَّقُونَ • (یہ ارباب یقین)

..... (لَآيَاتٍ لِّلْعَالَمِينَ • (یہ اہل علم)

..... (لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ • (یہ اہل ایمان)

..... (لَآيَةَ لِّقَوْمٍ يُفَكِّرُونَ • (یہ سوچنے والوں)

..... (لَآيَةَ لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ • (عبرت حاصل کرنے والوں کے)

قرآن میں آیت کا لفظ ۸۳ مرتبہ استعمال ہوا ہے اور آیات کا ۲۹۰ مرتبہ۔ اندازہ یہ ہے کہ تقریباً تین سو ارباب الفاظ مظاہر تخلیق کے لیے استعمال ہوئے ہیں اور ان لوگوں کو ارباب عقل و خرد کہا گیا ہے جو کائنات میں غور کرنے کے بعد اللہ کی رزہ فکرن دانش کے سامنے سر بسجود ہو جاتے ہیں۔

إِنَّا فِي مَخْلِقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ • الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ

فِيهَا وَتَعُودُ اِلٰى جُودِهَا يَفْكَرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ
وَالْاَرْضِ مِنْ سَرَابٍ مِمَّا اَخْلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا ۚ

(ال عمران - ۱۹۰ - ۱۹۱)

دارن و ساد کی تخلیق اور ریل و نہار کے اختلاف میں ان ارباب عقل کے لیے کچھ اسباق ہیں جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے اٹھ کر یاد کرتے اور ارض و ساد کی تخلیقات میں غور کرنے کے بعد اعلان کرتے ہیں کہ اے اللہ تو نے کوئی چیز بے مقصد پیدا نہیں کی۔

وَفِي الْاَرْضِ مِنْ قِطْعٍ مُمْتَصِرَاتٍ وَجَنَّتْ مِنْ اَعْنَابٍ
وَتَرْعُ وَتَخِيلُ صِنَوَاتٍ لَا غَيْرُ مَصْنُوَاتٍ يُخْفِي بَيِّنَاتٍ وَاجَابَاتٍ
وَنُفُصِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاَكْمَلِ اِنَّ ذٰلِكَ لَا يَتَّبِعُ
لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (درود - ۴)

زمین میں پاس پاس (مختلف اشجار کے) قطععات ہیں۔ نیز انگوروں کے باغ، کھیتیاں اور ایسی کھجوریں جو ایک ہی جڑ سے یا مختلف جڑوں سے نکلی ہیں۔ انہیں ایک ہی پانی دیا جاتا ہے لیکن ان کے ذائقے الگ الگ ہیں۔ ان مظاہر میں عقل والوں کے لیے کچھ اسباق و اشارات پہلا ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِنَّا الْاَرْضَ مِنْ قَبْلُ اَنْبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَاوِجٍ
كَبِ يَحْرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ
(شعراء - ۸۰، ۸۱)

دیکھا وہ زمین کو دیکھتے نہیں کہ ہم نے اُس میں نباتات کے کتنے ہی عین جوڑے (نر، مادہ) اُگلائے ہیں۔ ان میں کچھ اسباق بھی ہیں۔ یکس مشترک رنگ ایسے ہیں جنہوں نے ان کی طرف توجہ نہیں کی۔ اور اس لیے ایمان

نہیں لگتے)

قرآن بار بار کہتا ہے کہ کائنات کی ہر چیز تمہارے لیے ہے۔
هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا (بقدرہ - ۲۹)

(زمین میں سب کچھ اللہ نے تمہارے لیے پیدا کیا ہے)

سوال یہ ہے کہ کیا ہم اس سب کچھ سے فائدہ اٹھا رہے ہیں؟ کیا ہم زمین کے
دفائن و خزانہ اشی کے مالک بن چکے ہیں؟ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے کائناتی
علم کی ضرورت ہے جس سے ملت اسلامیہ ابھی تک محروم ہے۔ اللہ نے ہمیں ایسی
قوی دی تھیں جن سے ہم کائنات کو مسخر کر سکتے تھے۔ لیکن علم کی کج درجہ سے ہم
ان سے کام نہ لے سکے۔

وَسَخَّ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (الحجۃ - ۱۳)

اللہ نے زمین و آسمان کی ہر چیز تمہارے غلامی میں لے دی ہے

اور سوچنے والوں کے لیے کائنات میں کتنے ہی اسباق و اشارات موجود ہیں
ماہرینِ ارض کہتے ہیں کہ ہزاروں سال پہلے زلزلوں کی وجہ سے سبز جنگلات زمیں میں
دب گئے تھے۔ زمیں کے دباؤ اور دیگر طبیعی تغیرات سے وہ پہلے سیاہ رنگ کی
گوند اور پھر کوئلہ بن گئے۔ اور آج ہم زمین سے وہی کوئلہ نکال کر جلا رہے ہیں۔
آیت ذیل اسی حقیقت کو بیان کرتی ہے۔

اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا اِذَا
اَنْتُمْ مِنْهُ تُوْقِدُوْنَ (یونس - ۵۰)

واللہ نے سرسبز درختوں سے آگ (کوئلہ) کا سامان کیا اور جلا
تم اسے جلاؤ گے)

اور آج ہم کو کڑے سینکڑوں کام لے رہے ہیں۔
 فولاد ہماری زندگی کا جزو بن چکا ہے۔ یہ ریلیں، یہ کاریں، یہ طیارے،
 یہ قریبیں اور لاکھوں دیگر اشیاء فولاد کی بدولت ہیں۔ فولاد کے بغیر نہ تو آزادی
 حاصل ہو سکتی ہے اور نہ قائم رہ سکتی ہے۔ ایک ملک کے لاکھوں کروڑوں افراد کو
 امن پسند، منظم اور نیک بنانے کے لیے بھی فولاد کی ضرورت ہے۔ تلووار پاس نہ ہو
 تو ہم مظلوم کی مدد کیسے کر سکیں گے، کچ روڑوں کو راہ راست پر کیسے لائیں گے؟ اور
 آسمانی اقدار کی حفاظت کیسے ہوگی؟

لَقَدْ أَسْرَسْنَا سُرْسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ
 وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ
 فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن
 يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ (الحديد - ۲۵)

(ہم نے اپنے رسولوں کو مددشنی آیات و تعلیمات دے کر دنیا کی
 طرف بھیجا۔ نیز کتاب و میزان (معیار و غیر و شر) سے فرازا۔ تاکہ لوگوں
 میں عدل و توازن پیدا ہو۔ ہم نے فولاد بھی نازل کیا جس میں بڑی ہیبت
 اور لوگوں کے لیے منافع ہیں۔ اور ہم جانتا چاہتے ہیں کہ فولاد سے مسلح ہو کر
 مستقبل میں خدا اور رسول کی مدد کون کرے گا؟)

قرآن عظیم کو فرسودہ و بے کار کہنے والا کیا فولاد کو مٹے، تیل، اسٹیم اور دیگر کائناتی
 خزانوں کے بغیر تم زندہ رہ سکتے ہو؟ کیا اسلام کی زندگی بخش اقدار کے بغیر کوئی اور چیز
 تمہیں استحکام و توانائی دے سکتی ہے؟ اگر نہیں تو پھر قرآن کو فرسودہ کہنے کا مقصد؟
 تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ (الباقیہ - ۲)
 (یہ کتاب غالب و حکیم رب نے نازل کی ہے)

آسمانوں میں توسیع

آج سے چودہ سو سال پہلے قرآن حکیم نے آسمانوں سے متعلق ایک ایسی بات کہہ دی جو اب حقیقت بن کر سامنے آگئی ہے۔ نئی دُور مینوں کی ایجاد سے پہلے کوئی نہیں جانتا تھا کہ ستاروں کی تعداد کیا ہے؟ ان میں کتنی مسافیں شامل ہیں، کہکشائیں کتنی ہیں؟ انداس کے شمس و کواکب کتنے ہیں؟

نئی دُور مینوں کی ایجاد سے پہلے فلک بین اُسطرلاب سے کام لیتے تھے۔ یہ ایک چھوٹی سی دُور بین تھی جو یونان کے ایک منجم اپالونیس (۲۴۰ ق م) نے ایجاد کی تھی۔ وہ اس سے ستاروں کی گردشیں، مسافیں، شب و روز کا طول پانے اور کواکب کا مقام متعین کرنے کا کام لیتا تھا۔ مسلمانوں میں اس کا استعمال چوتھی صدی ہجری سے شروع ہوا۔ مسلمانوں کی وساطت سے یہ یورپ میں پہنچا اور سب سے پہلے اسے پوپ بلسوسٹر (۹۳۰ - ۱۰۰۳ء) نے استعمال کیا۔

عصرِ رواں میں پہلی جدید دُور بینہ لینڈ کے ایک منجم (Jan Lippershey) نے بنائی۔ ۱۶۴۲ء میں اسحاق نیوٹن نے بھی ایک دُور بین تیار کی۔

۱۔ برطانیکا۔ جلد ۲ ص ۵۴۳

۲۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ لاہور۔ ۱۹۶۳ء۔ جلد ۲ ص ۶۶۶

۳۔ کامپلٹن انسائیکلو پیڈیا۔ شکاگو ۱۹۵۶ء۔ جلد ۱۳ ص ۴۶

یہ سلسلہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ انگلستان کے آفاق سے ایک نیا ستارہ ابھرا۔ نام تھا
سفر فرڈینک ولیم ہرشل (۱۷۳۸-۱۸۲۲ء) اس نے یکے بعد دیگرے کئی تعداد میں
تیار کیں۔ بیسویں صدی میں یہ فنی کمال کو پہنچ گیا۔ امریکی شعبہ فلک شناسی نے کوہ ولسن
پر ایک سوانچ شیشے والی ٹکڑی بنی نصب کی۔ ۱۹۲۹ء میں کیلیفورنیا یونیورسٹی نے
کوہ پیلومر (Palomar) پر ایک ایسی ڈھونڈ بنی نصب کی جس کے شیشے کا قطر
دو سو انچ تھا۔ اس سے آسمانوں کی لامحدود وسعتیں نظر کے سامنے آگئیں۔ اور انسان
نے وہ کچھ دیکھا جو اب تک چشم آدم سے پنہاں تھا۔
انسان نے دیکھا کہ:-

۱۔ ہماری کہکشاں کا قطر ایک لاکھ نوڑی سال ہے۔ سورج اس کے ایک
کنارے پر واقع ہے۔ مرکز کہکشاں سے تیس ہزار نوڑی سال دور سورج اپنے
مرکز کے گرد ۱۵۰ میل فی سیکنڈ، ۹ ہزار میل فی منٹ اور پانچ لاکھ چالیس ہزار میل
فی گھنٹہ کی رفتار سے گھوم رہا ہے۔
جب ہماری کہکشاں کے علاوہ ایک ارب کہکشاں ہیں اور ہمیں ہیں۔ ان میں سے
سورج کے قریب ترین دس لاکھ نوڑی سال کی مسافت پر واقع ہے اور بعید ترین
۱۵ کروڑ نوڑی سال کی مسافت پر۔

پیر ایس۔ سلے ۱۹۶۲ء

لے فرانسس ہیکس (Great Design)

عنوان:- Behold the stars.

۱۔ روشنی ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ چھیالیس ہزار میل سفر کرتی ہے۔ حساب کر کے بتائیے کہ
ایک دن میں کتنا سفر کرے گی؟ ۱۔ ایک سال میں کہاں تک پہنچے گی؟ یہ ہر گز ایک نوڑی سال۔
جلد چہارم انسائیکلو پیڈیا - لندن ۱۹۶۵ء

Kenneth Bailey

۱۷

- ۷۔ ہر کہکشاں میں میں ایک سو ارب ستارے ہیں۔
- ۵۔ ہمارے کہکشاں سے قریب ترین کہکشاں ۲۰ لاکھ نوری سال کی مسافت پر واقع ہے۔ یہ تمام کہکشاںیں بڑی تعداد میں سے نظر آتی ہیں۔ ہم اپنی آنکھ سے صرف چار کہکشاںیں دیکھ سکتے ہیں۔
- ۴۔ ہمارے کہکشاں انہیں ریگ کہکشاؤں کے۔ مد میں کہ ایک گروپ بنائی ہے اس گروپ کا قطر پچاس لاکھ نوری سال ہے۔
- ۳۔ یہ تمام کہکشاںیں ہم سے نیز ایک دوسرے سے دور جا رہی ہیں اور کائنات میں زبردست توسیع ہو رہی ہے۔ فلک شناسوں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ۔

All the galaxies are racing away from us and from each other... this suggests that the whole universe is expanding

تمام کہکشاںیں ہم سے نیز ایک دوسرے سے دور بھاگ رہی ہیں.....

معلوم ہوتا ہے کہ کائنات پھیل رہی ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ بعید ترین کہکشاں ۴۴۰۰۰ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کر رہی ہے۔ جب کہکشاںیں ایک دوسرے سے دور ہٹتے جاتی ہیں تو خالی جگہ میں نئی کہکشاںیں بن جاتی ہیں۔

کتنی حیرت انگیز ہے یہ حقیقت کہ آج سے چودہ سو سال پہلے جب

حیرت انگیز | عربوں کے پاس لکھ بینی کا کوئی آلہ موجود نہ تھا۔ قرآن نے ایک

ایسی بات کہہ دی جس کا انکشاف ۱۹۴۸ء کے بعد کوہ پیلوٹر کی دُور بین نے کیا۔ یعنی کہ یہ کائنات پھیل رہی ہے۔

وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَقَرَّانَا الْمَوْضِعُونَ

(الذاریات ۴۷)

اہم نے آسمان کو اپنے ہاتھوں سے بنایا اور ہم اس میں تڑکیں کرتے رہیں گے)

قرآن کے وحی ہونے پر اس سے بڑی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے؟

الشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا

فلک شناس نامعلوم زمانوں سے آسمان کے مشاہدہ میں مصروف ہیں۔ تمام قدیم و
ہنڈ اقوام مثلاً یونانیوں، مصریوں، سمیریوں، بابلیوں اور چینیوں کے ان
اجرام فلکی کے متعلق کافی مواد ملتا ہے۔ مسیح علیہ السلام سے تقریباً چھ سو برس پہلے
یونان کے ایک فلسفی تھیلز (Thales.) ۶۴۰ - ۵۵۰ ق م نے زمین کو گول
اور نور قرار دیا تھا۔ اس نے ۵۸۲ ق م ولس سورج گرہی کے متعلق صحیح
پیش گوئی کی تھی۔ فیثاغورث (۵۸۲ - ۵۰۶ ق م) نے کہا تھا کہ زہرہ و مریخ سورج
کے گرد گھوم رہے ہیں۔ اسکندریہ کے اریستارکس (Aristarchus.)
نے تیسری صدی ق م میں سورج، چاند اور زمین کا نصف قطر معلوم کیا اور اُسے
گمان گذرا کہ غالباً سورج ساکن ہے اور زمین دیگر تاروں سمیت سورج کے
گرد چکر کاٹ رہی ہے۔ یونان کے ایک اور مخم ہپارکس (Hipparchus.)

۱۶ تھیلز یونان کا ایک بستی ملیطس (Miletus) میں پیدا ہوا تھا۔ یہ یونان کے
سات عظیم فلاسفہ میں سے ایک تھا۔ یہ پانی کو مدار حیات و کائنات قرار دیتا
تھا۔ یہ فلک شناس بھی تھا۔ (سٹیٹوڈ - ص ۱۲۰۹)

سکے البرٹٹ ان سولڈ (Albrecht unsold.) کتاب (The New Cosmos)

(انگریزی ترجمہ نیویارک ۱۹۶۹ء ص ۱-۳)

۱۵۰۱ ق م) نے فلک بینی کے آلات کو زیادہ مؤثر بنایا اور ستاروں کی ایک ایسی فہرست تیار کی جو سو لہویں صدی تک صحیح سمجھی جاتی رہی۔ ۱۵۰۰ء میں پطیرس کا نظام شمسی سامنے آیا۔ اس نے زمین کو کائنات کا مرکز قرار دے کر سورج اور دیگر ستاروں کو اس کے گرد گھما دیا۔ تمام مسلم، یہودی اور عیسائی منجم پندرویں صدی تک اسی نظام کے قائل رہے۔

پندرہویں صدی میں پولینڈ کے ایک منجم نیکولس کاپرنیکس (Nicholas Copernicus ۱۴۷۳-۱۵۴۳ء) نے یہ اعلان کر کے سورج ساکن ہے اور زمین اس کے گرد گھوم رہی ہے۔ دنیائے علم میں ایک زلزلہ سا ڈال دیا۔ جب موت سے چند ماہ پہلے گردشِ ارضی کے متعلق اس کی کتاب شائع ہوئی تو پوپ نے جوہر نئے انکشاف کا دشمن تھا اسے کافر قرار دیا اور اس کی گرفتاری کے احکام جاری کر دیے، لیکن اس وقت تک کاپرنیکس مر چکا تھا۔ جب جرمنی کے مشہور ہیئت دان جے۔ کپلر (Johannes Kepler ۱۵۷۱-۱۶۳۰ء) نے اپنی کتاب خلائے نظام کاپرنیکی میں کاپرنیکس کی تائید کی تو کلیسے نے اس کی کتاب ضبط کر لی۔

ان دونوں کے نظریات میں کچھ اختلاف بھی تھا۔ کاپرنیکس سورج کو غیر متحرک سمجھتا تھا، اور کسی طرح کی حرکت کا قائل نہیں تھا۔ لیکن کپلر کی رائے یہ تھی کہ سورج اپنے

سے پطیرس ۱۲۷۴ء سے ۱۵۱۵ء تک اسکندریہ میں کام کرتا رہا۔ یہ بہت بڑا منجم تھا۔ اس نے سورج اور ستاروں کی گردش پر تیرہ جلدوں میں ایک کتاب لکھی تھی جو عربوں کے ان الجسطی کے نام سے مشہور ہے۔ (سٹینڈرڈ - ص ۱۱۳۵)۔

یہ ڈاکٹر ڈیوید ہارکس، مذہب و سائنس - اردو ترجمہ - از مولانا خضر علی خاں طبعِ اولیٰ ص ۲۳۲

۱۹۱۹ء

محور پر گھوم رہا ہے۔

جب کاپرنیکس کے انکشاف کو دینے نے ایک حقیقت سمجھ لیا تو دنیا نے اسلام میں اضطراب کی ایک لہر دوڑ گئی۔ کیونکہ قرآن مقدس سورج کو متحرک قرار دیتا ہے۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ

الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ۔ (یس - ۳۸)

دسورج اپنی منزل کی طرف محو سفر ہے۔ غالب و صاحبِ علم رب کی

تقدیر (تدبیر فیصلہ) پہنچا ہے۔

چونکہ اس وقت مسلمانوں کے پاس نہ علم تھا نہ رصد گاہیں اور نہ لکھ بیل دوربینیں۔ اس لیے وہ یورپ کے علمی انکشافات و نتائج کی تردید نہ کر سکے۔ آخر قرآن کی مخالفت کر کے والے رب نے قرآن کی تائید کا انتظام خود ہی کیا۔ اور یورپ میں ایسے منجم پیدا کر دیے جنہوں نے سالہا سال کے مشاہدہ و مطالعہ کے بعد پورے وثوق سے اعلان کیا کہ سورج کسی نامعلوم منزل کی طرف جا رہا ہے۔ ان میں سر فہرست سر فرڈینک ولیم ہرشل (Herschel ۱۷۳۸-۱۸۲۲ء) تھا۔ اس کا قول ہے۔

The sun is travelling through space.

(سورج خلا میں سفر کر رہا ہے۔)

(ایف۔ بیس۔ گریٹ ڈریزن۔ یو۔ ایس۔ اے۔ ۱۹۶۲ء۔ ص ۲۴)

سورج کی منزل کونسی ہے؟ اس کی وضاحت نہ ہرشل نے کی نہ قرآن مجید نے۔

سورج کی رفتار کیا ہے؟ اس سوال کے کئی جواب ملتے ہیں۔ کیلیفورنیا کی ایک رصد گاہ

کے ڈائریکٹر۔ آر۔ جی۔ ایٹکین (Aitken) کا اندازہ یہ ہے کہ ہمارا انتظام

شمسی اپنی کہکشاں کے ساتھ ۲۲ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے کسی نامعلوم منزل کی

طرف جا رہا ہے (ایٹا ص ۲۴)

ہر کہکشاں میں دو قسم کی حرکات ہوتی ہیں۔ ایک اپنے مرکز کے گرد (محوری) دوسری کسی منزل کی طرف۔ (ایضاً ص ۲۸)

ایک منجم کہتا ہے کہ سورج میں بھی دو قسم کی حرکات پائی جاتی ہیں..... ایک کہکشاں کے ہمراہ غلام میں..... اور دوسری مرکز کہکشاں کے گرد۔ سورج اس مرکز سے تیس ہزار نورانی سال کی مسافت پر واقع ہے اور ایک پھر ۲۲ کروڑ ۵۰ لاکھ سال میں پورا کرتا ہے۔ ایکٹ اور منجم نے غلام میں سورج کی رفتار ۵۰ میل فی سیکنڈ، نو ہزار میل فی منٹ اور پانچ لاکھ چالیس ہزار میل فی گھنٹہ بتائی ہے۔

دیکھا آپ نے کہ اللہ نے یہ حقیقت کہ سورج گردش میں ہے۔ (انما یان مغربے کس طرح منوالی۔ کیا اب بھی اس کے منباب اللہ ہونے میں کوئی شک باقی ہے؟

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ شَأْنِ الْعَالَمِينَ

(السجدہ - ۲)

(اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن رب کائنات کی تنزیل ہے)

بقائے اصلح

یورپ کے عجائب گھر میں بعض ایسے مہیب جانوروں کے رُحانچے رکھے ہیں جو آب دنیا میں کہیں موجود نہیں۔ بعض فاسلز (متحجر حیوانات) ابھی اسی نوع کی شہادت فراہم کرتے ہیں۔ آٹا کے مطالعے دان یا مغرب اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ کائنات میں انتخابِ طبیعی یا نیچرل سلیکشن کا اصول کار فرما ہے۔ اور صرف وہی انواع باقی رہتی ہیں جو نافع، مفید اور صلاحیتِ حیات سے آراستہ ہوں۔ انتخابِ طبیعی کا معروف نام نظریۂ بقائے اصلح ہے۔ جس کا سب سے بڑا شارح ڈارون (۱۸۰۹ء — ۱۸۸۲ء) تھا۔ یہ کہتا ہے کہ جنگلِ حیات میں شیرِ بکر کا کوئی بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو اور طاقتور اقوام کمزوروں کو ہرپ کر رہی ہیں اور اس پیکارِ موت و حیات میں وہی اشیاءِ زندہ رہ سکتی ہیں جو زخمِ رہنے کی صلاحیت رکھتی ہوں۔ اس شکل کو اس نے جہادِ بقا (Survival of the Fittest) کا نام دیا تھا جس نے فلسفہٴ تناسلِ دار

۱ (Thomas Robert Malthus) (۱۶۹۹ — ۱۸۳۳ء)

ایک انگریز ماہرِ اقتصادیات جس کی دو کتابیں بہت مشہور ہیں۔

اول (Essay on the Principal of Population) ۱۶۹۸ء

دوم (Principales of Political Economy) ۱۸۲۰ء

سینڈرڈ میس ۸۴۶

مکتبوں سے لیا تھا۔ مکتبوں کے عیب دیکھ کر آبادی بڑھ رہی ہے اور غذا کم ہو رہی ہے۔
 تو اس نے ۱۸۹۶ء میں آبادی کو کنٹرول کرنے کے لیے چند تبادیلاتی کتاب.....
 "دی پرنسپل آف پاپولیشن"..... میں پیش کیں اور کہا کہ نوع انسان ایک ایسی جنگ
 میں الجھی ہوئی ہے جسے جہادِ غذا کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

(Struggle for subsistence)

ڈارون نے اس میں ذرا سی تبدیلی کر کے اسے

(Struggle for Existence)

بنالیا۔
 مکتبوں کی کتاب کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اسے لاکھوں انسانوں نے پڑھا
 ان میں ڈارون اور الفریڈ رسل بھی شامل تھے۔ یہ دونوں ہم عمر بھی تھے، اور
 دوست بھی۔ ڈارون نے سترہویں بقائے اصیل پر تیس صفحات کا ایک مضمون لکھا
 جو دو سال بعد ۲۳ صفحات کی ایک کتاب بن گیا۔ سترہویں رسل نے جوان دور طایا
 میں تھا انتخابِ طبی پر ایک مضمون

On the tendency of Varieties to depart indefinitely from the original type.

کے عنوان سے لکھا۔ اور ڈارون کو تنقید کے لیے بھیجا۔ ڈارون کو اپنے نظریہ کی
 تائید مل گئی۔ اور اس نے تین سال بعد

(On the origin of species)

کے نام سے ایک ایسی کتاب لکھ ڈالی جس نے دنیا کے علم میں ایک تبدیلی ڈال دیا۔ ساتھ
 ہی اس پر شدید تنقید ہونے لگی۔ جب ۱۸۸۱ء میں ڈارون کی ایک اور کتاب

شائع ہوتی ترتیب تلخ تر ہو گئی۔ اس امکان کو کہ

(Descent of Man)

شاید حالات و ماحول کی تبدیلی سے خوگوش شتر مرغ بن جائے اور شتر مرغ بھیڑ۔ اہل علم تسلیم کرتے تھے۔ لیکن یہ ماننے کو تیار نہیں تھے کہ سلسلہ ارتقاء میں انسان پہلے بندرتھا۔ سلسلہ میں ارتقاء کے قائلین و منکرین کا ایک اجتماع آکسفورڈ میں ہوا۔ جب آکسفورڈ کے لارڈ بشپ، ڈاکٹر سمول و لبر فورس

نے ڈارون کے ایک عقیدت مند ہنری کیسے (Henry) سے پوچھا کہ کیا تمہارے آباؤ اجداد بندرتھے تو اس نے کہا بندر کی اولاد ہونے پر مجھے عار نہیں۔ لیکن اگر مجھے اجداد میں کوئی ایسا انسان لکھ آیا جسے حقیقت سے چڑھو تو میرا سرا احساسِ غلامت سے جھک جلتے تھے۔

ہنری ڈارون سکاٹ لینڈ کے ایک پروفیسر ہنری ڈرنمڈ (۱۸۵۱-۱۸۹۷ء) نے

(Descent of Man) کے جواب میں (Ascent of Man)

لکھی۔ یہ علمی جنگ مددیر تک گرم رہی۔ ہنری ڈارون جب ایک پادری نے اپنے سر میں (خشبے) میں انسان کو گوریلے کی اولاد قرار دیا تو دنیا اس کے پیچھے پڑ گئی اور اب بھی

لے دی مریکل آف لائف۔ مٹا

تھا مس ہنری کیسے ایک انگریز سائنس دان تھا جو ۱۸۵۴ء میں پروفیسر مقرر ہوا۔ اس نے حیوانی زندگی اور ارتقاء پر کئی کتابیں لکھیں (سینڈرڈ - ص ۱۶۶)

(Henry Drummond) سکاٹ لینڈ کا سائنس دان تھا۔ پہلے پادری

تھا۔ پھر ۱۸۷۷ء میں ملاسکو کے ایک کالج میں پروفیسر لگ گیا۔ اس نے سائنس اور مذہب کے تقادم کو ختم کرنے کے لیے "نیچرل لادان دی سپرچوئل ورلڈ" اور بعد میں کئی دیگر کتابیں لکھیں۔ (سینڈرڈ - ص ۱۶۸)

کبھی کبھی اس کے "گوریلا سرمن" کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔

سر رچرڈ اوڈن (Owen) فنانسڈ انوار حیات پر سب سے بڑی اختصار ٹی ہیں۔ آپ نے ان جانوروں کے فنا ہوجانے کے کچھ اسباب بتائے ہیں مثلاً۔
۱۔ قلتِ باران کی وجہ سے غذا ناپید ہو گئی تھی۔ پانی سوکھ گئے تھے اور
زمانہ قبل از تاریخ کے بڑے بڑے احمق، گیڈھے، گھوڑے، ہنگ اور بھینسے
مر گئے۔

ب۔ موسم کی تبدیلی سے بعض انواع ہلاک ہو گئیں۔

ج۔ بعض کوشکاریوں نے ختم کر دیا۔

د۔ بعض انواع زلزلوں اور سیلابوں سے تباہ ہو گئی تھیں۔ وسطی ایشیا کی
کھدائیوں میں کئی بڑے بڑے ————— قبل از تاریخ ————— جانوروں کے
پنجر ایک ہی جگہ سے ملے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ رات کو ایک جگہ آرام کر رہے ہوں گے کہ
زلزلے سے زمین میں دب گئے۔

۴۔ کچھ انواع برف باری سے تباہ ہو گئیں۔ ان کے پنجر آج یورپ کے
عجائب خانوں کی زینت ہیں۔

قرآن اور قبلے اصل

قرآن مقدس میں اس موضوع پر متعدد اشارات ملتے ہیں۔ اور جو آیتیں بالکل

ملے سر رچرڈ اوڈن (۱۸۶۳ — ۱۸۹۲) لٹکاسٹر (برطانیہ) کے رہنے والے تھے
اور ایک ایسے عجائب گھر کے بانی، جس میں فنانسڈ جانوروں کے ڈھانچے اور دیگر
آثار تھے۔ ساری عمر اسی نوع کی تحقیق میں بسر کی۔ سٹینڈرڈ۔ ص ۹۲۳۔

واضح ہیں۔ اقلید۔

وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَمَا كُنْتُ فِي الْأَسْرِ كَذَلِكَ
يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ۝

(رعد - ۱۷)

لیکن جو چیز لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہے وہ زمین میں باقی رہتی ہے
انسان اسی طرح کا ستائن بیان کرتا ہے۔

کہتے ہیں کہ گدھا سلسلہ ارتقاء و تخلیق میں بہت پہلے نمودار ہوا تھا۔ اس
وقت بڑے بڑے مانتی، بھینسے اور گھوڑے بھی موجود تھے۔ وہ سب ناپید ہو گئے۔
لیکن گدھا اب تک باقی ہے۔ کیونکہ یہ بہت مفید ہے۔ یہ لوگوں کے بوجھ اٹھاتا
ہے اور غریبوں کے لیے وسیلہ روزگار ہے۔

روح :- انسانوں میں صلاحیت حیات، توانائی اور عظمت اُن اعمال سے پیدا
ہوتی ہے جن کی تفصیل قرآن لے دی ہے۔ یعنی علم، عبادت، صداقت، دیانت، محبت،
خدمت، عدل اور گناہ سے نفرت۔ سچائی، قوت ہے اور جھوٹ، ضعف۔ اسی طرح
عدل، دیانت اور عبادت قوت ہیں اور نافرمانی، خیانت اور عبادت سے فرار ضعف
دنیا میں وہی اقوام باقی رہتی ہیں جو اعمالِ خیر سے اپنے اندر صلاحیتِ حیات کر لیں۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ إِنَّ الْأَنْسَانَ

يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحِينَ ۝ (انبیاء - ۱۰۵)

(ہم نے زبور میں خیر و شر کی تفصیل کے بعد یہ بات لکھ دی تھی کہ زمین
کے وارث وہی لوگ ہوں گے جو اعمالِ صالحہ سے اپنے اندر صلاحیت
حیات پیدا کر لیں گے) ۷

اسی مضمون کو اللہ نے یوں بھی ادا کیا ہے۔

إِنَّ الْأَنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَاذِبٌ ۝ إِنَّ الْأَنْسَانَ يُكْفِّرُ إِنَّ الْأَنْسَانَ

دَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (اعراف - ۱۲۸)

(زمین کا مالک اللہ ہے وہ جسے چاہے اس کا وارث بنا دیتا

ہے لیکن انجام کار فیصلہ ارباب تقویٰ کے حق میں ہوتا ہے)

یورپ نظریہ بقائے مسلح سے انیسویں صدی کے آغاز میں آئندہ ہوا تھا۔ لیکن قرآن مقدس تیرہ سو سال پہلے اس کا ذکر کر چکا ہے۔ کیا اب بھی اس حقیقت میں کوئی شک ہے کہ قرآن مقدس کی آیات حیات ایسی صداقتیں ہیں جن سے کوئی صاحب علم انکار نہیں کر سکتا۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخْطُّهُ
بِإَمْرٍ إِذْ أَلْهَيْتَ أَصْغَارَ الْمُبْتَغُونَ . بَلْ هُوَ آيَاتُ
بَيِّنَاتٍ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْعَدُ
بِأَيِّتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ . (عنکبوت - ۴۸-۴۹)

(نزدک قرآن سے پہلے تم نہ کوئی تحریر پڑھ سکتے تھے اور نہ لکھ سکتے تھے۔ اگلیا ہوا قرآن باطل پسند تم پر شک کرتے۔ قرآن کی مدد سے صداقتیں ایمان بن کر اہل علم کے سینوں میں راہ پا چکی ہیں اور ان سے کوئی ظالم عاجل ہی انکار کر سکتا ہے)۔

ارتقاء

چارلس ڈارون (۱۸۰۹-۱۸۸۲) ارتقاء کا وہ پہلا مستند شاعر ہے جس کی ساری زندگی اسی موضوع پر سوچتے اور تحقیق کرتے بسر ہوئی۔ سبب سلسلہ میں اسی کی کتاب (The Origin of Species) شائع ہوئی تو کئی علماء نے اس سے اختلاف کیا۔ لیکن آج علی دنیا میں ارتقاء کو اس طرح ایک حقیقت سمجھا جاتا ہے جیسے طلوع و غروب آفتاب کو۔

ڈارون سے پہلے بھی ارتقاء کا دھندلا سا تصور کئی دماغوں میں موجود تھا۔ ان لوگوں نے جب مرغابیوں اور طوطوں کی چھوٹی بڑی کئی قسمیں دیکھیں۔ پھولوں اور پھلوں میں رنگ، ہیئت اور ذائقہ کا اختلاف پایا تو وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ تنوع حالات اور ماحول کے اختلاف کا نتیجہ ہے اور یہ اختلاف یا تغیر کائنات کی فطرت ہے۔

ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

لے ڈارون انگلستان کے ایک شہر شروسبری (Shrewsbury) میں پیدا ہوا تھا۔ ایڈنبرگ اور کیمبرج میں تعلیم مکمل کی۔ اس کی ایک اور مشہور کتاب (Descent of Man) ہے۔ اس کی وفات ۱۸۸۲ میں ہوئی۔

(سٹینڈرڈ۔ انسائیکلو پیڈیا یا ریمیٹی۔ طبع اول)

تقریباً ارتقاء کا پہلا مترانخ ایمپیدوکلیس (Empedocles) کے انکار میں

مات ہے جو سترہ سے سولہ سے چار سو سال پہلے گذرتا تھا۔ لاطینی شاعر لیوکریٹیس
۹۸-۵۵ ق م) بھی کسی مذہب ارتقاء کا قائل تھا۔ پندروں

ہندی میں اٹلی کے مشہور شاعر لوسیٹ اور سائنسدان لیونارڈو (Leonardo
۱۴۵۲-۱۵۱۹ء) نے اعلان کیا کہ فاسلز (Fossils) ان جانوروں کی

داستانی سنار ہے۔ بی سو سال بعد فرانس کے مشہور ماہر حیوانات جی بی لیمرک (G.B. Lamarck
۱۷۴۴-۱۸۲۹ء) نے کہا کہ میراث یا تو ارث ایک زبردست قوت

ہے جو اسلاف کے اعمال و عادات کو اختلاف تک پہنچاتی ہے، اور ساتھ ساتھ تبدیلیاں
بھی جاسا رہتی ہیں۔ جب وہ میل جمیلی نے پیمبل ٹانگوں سے کام لینا چھوڑ دیا تو وہ
غائب ہو گئیں۔ بہت پہلے کیلے میں بیج ہوتے تھے۔ جب لوگوں نے شاخیں لگانا شروع
کیں تو بیج ناپید ہو گئے۔ ڈاروین لیمرک ہی کا خوش بین تھا۔

شجرہ حیات

ڈاروین اور دیگر قائلین ارتقاء کے اہل سب سے پہلے واحد الخلیہ جانور خود دار
ہوا۔ پھر سلسلہ یوں چلا۔

واحد الخلیہ پرائیڈو

نباتات

ریڑھ کی ہڈی بغیر ریگنے اور تیرنے والے چھوٹے ہاندار

سانپ، مچھلیاں اور ریڑھ والے جانور

بڑے جھٹل اور آبی جانور

پرندے

بندر اور دودھ والے جانور

اور آخر میں انسان

قرآن اس شجرے کا قائل نہیں ہے۔ وہ انسان کو اپنا نائب قرار دیتا ہے۔
نہ کہ بندر کا بچہ۔

قرآن نے ارتقاء پر کوئی واضح بات نہیں کہی۔ البتہ چند اشارے ضرور ملتے ہیں۔
ایک آیت سے تو گمان گزرتا ہے کہ ارتقاء کا سلسلہ بعد از مرگ بھی جاری رہے گا۔
گو اس کو دنیا میں اہل ایمان المراد تعلیمات میں گھرے ہوئے ہوں گے۔ باقی ہمہ
وہ تکمیل نور کی دعائیں مانگیں گے اور یوں سلسلہ جاری رہے گا۔

نُورٌ هُمْ يُسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِأَیْمَانِهِمْ یَقُولُوْنَ
سَبِّحْنَا اَکْبِرْهُ لَنَّا نُورٌ نَّآ۔ (غفریم - ۸)

اس دن روشنیاں اہل ایمان کے آگے اور دائیں جانب دوڑ

رہی ہوں گا۔ بایں ہمہ وہ دعائیں مانگ رہے ہوں گے کہ اے رب ہمارے
نور کی تکمیل کر۔

ماں کے پیٹ میں بچہ کئی مراحل سے گزرتا ہے۔ ماہرین تولید کہتے ہیں کہ جنین
در چیزوں کے طاپ سے تشکیل پاتا ہے۔ سپرم اور اؤدم۔ سپرم مرد کی طرف سے
آتا ہے اور اؤدم بچہ دانی کے دروازے پر منتظر ہوتا ہے۔ طاپ کے بعد یہ آمیزہ رک
کر رحم (بچہ دانی) میں چلا جاتا ہے اور رحم نراہ کے لیے بند ہو جاتا ہے۔ اس طرح
میں جنین کن مراحل سے گزرتا ہے۔ عموماً اللہ سے نیچے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍ ۖ ثُمَّ
جَعَلْنَاهُ نَظْفًا فِى قَرَارٍ مَّكِينٍ ۚ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ
عَلَقَةً ۖ فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً ۖ فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا
فَكَسَوْنَا الْعِظْمَ لَحْمًا ۖ ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ۚ
فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۚ ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ
ذَلِكَ لَمَيِّتُونَ ۚ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ تُبْعَثُونَ ۚ

(مومنوں - ۱۶:۱۲)

(ہم نے شروع میں انسان کو کچھڑ (سمندری دلدل) کے جھیر
نامیہ یا واحد الخلیہ پرائیڈو (ا) سے پیدا کیا تھا۔ پھر اس کا تولید کا سلسلہ
رحم مادر سے شروع کر دیا۔ پہلے نطفے کو ایک محفوظ مقام تک پہنچایا
پھر اسے منجھ خون کا شکل میں تبدیل کیا۔ پھر اسے گوشت کا لوتھڑا
بنایا۔ بعد ازاں ہڈیاں پیدا کیں۔ پھر ان پر جلد چڑھائی اور آخر
میں اسے ایک نئی صورت دے کر باہر لے آئے۔ مبارک ہے رب
کائنات کہ وہ بہترین خالق ہے۔ کچھ وقت کے بعد تم مریاؤ گے اور

اللہ تمہیں پھر زندہ کرے گا
جب فرعون نے حضرت موسیٰ سے پوچھا کہ تمہارا رب کون ہے ؟ تو انہوں نے
جواب دیا۔

سَرُّنَا الَّذِي أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ

(طہ - ۵۰)

اے ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے پیدا کی اور پھر اُسے ارتقا
کی راہوں پر ڈال دیا
ایک اور مقام پر ارشاد ہوا۔

فَلَا أَفْهَمُ بِالشَّفَقِ لَا وَالْيَلِ وَمَا وَسَقَ لَا وَ
الْقَمَرِ إِذَا اتَّقَى لَا تَرَكَبَتْ طَبَقًا عَنْ طَبَقِ

(الشقاق - ۱۶، ۱۷)

اشام کے وقت افق پر چھا جانے والی رنگیں شفق - رات کے
حسین مناظر اور بدر کا لیل بن جانے والے چاند کی قسم کہ تم منزل بہ منزل
اُد پر کی طرف پڑھو گے
نیز فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا
فَمُؤْتِيهِ -

(انشقاق - ۶)

اے انسان ! تو اللہ کی طرف بڑھتے وقت بڑی مشقت سے
دوچار ہوگا۔ اور ہمارا خرچہ اُسے پلے گا
اور یہ بھی۔

وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوحِينَ لَا عَلَىٰ أَنْ تَبْدِلَ أَمْثَالَكُمْ

وَنَشْكُرُ فِي مَا لَمْ نَحْلُكْهُ
 ہم اس بات پر قادر ہیں کہ قہاری صورتیں بدل ڈالیں اور انہیں
 ایسی حیثیت میں پیدا کریں جس سے تم اس وقت نا آشنا ہو
 علم و عبادت سے شخصیت میں اس حد تک تبدیلی آتی ہے کہ صورت تک بدل
 جاتی ہے۔ وسیع افریقہ کے ایک نازشیدہ حبشی سے ایک مہذب، صالح اور بلند
 تعلیم یافتہ انسان کی شکل و صورت اتنی مختلف ہوتی ہے کہ وہ ایک علیحدہ نوع نظر
 آتا ہے یہ بھی ارتقاء کی ایک صورت ہے۔

مَسْبُوحٌ اسْمُكَ يَا رَبِّ اَلَّذِي خَلَقَ قَسْوَى
 وَالَّذِي قَدَّرَ فَهْدَى .
 (الاعلیٰ - (۳۶)

(تم اپنے ربِّ عظیم کی تعریف کرو جس نے ہر چیز کو پیدا کرنے
 کے بعد پہلے اُسے سنوارا۔ پھر اس کی صلاحیتوں کا اندازہ لگانے کے
 بعد اُسے کمال کی راہوں پر ڈال دیا۔)

آغازِ آفرینش

زندگی کا آغاز کہاں، کب اور کیسے ہوا؟ انسان نامعلوم زمانوں سے اس چیشان کا محل ڈھونڈ رہا ہے۔ لیکن وہ ابھی تک کسی قطعی و یقینی نتیجے تک نہیں پہنچا۔ تاہم زمین شناسوں کی اکثریت نتائج ذیل پر متفق ہے۔

اگلے لے۔ کہ شروع میں ارض و سماء کا ہیوا ایک تھا۔ اور یہ خلاء میں دھوئیں کا طرح اُڑ رہا تھا۔ پھر نہ جلنے کیا ہوا کہ اس دھوئیں میں چکر چلنے لگے۔ ذروں نے گرد کی شکل اختیار کر لی۔ یہ گرد سے ایک دوسرے سے دور ہٹنے لگے اور بہت دور جا کر اپنے محور اور کسی مرکز کے گرد گھومنا شروع کر دیا۔

دوم:- تشریح جنرل (۱۸۶۶-۱۹۴۶ء) کہتے ہیں کہ ہمارے یہ زمین کسی ستارے کا کشش سے جو سورج کے قریب سے گزرا تھا۔ سورج سے الٹکی تھی۔ یہ چپٹے آگ کا ایک گولہ تھی۔ جب ہزاروں سال بعد اس کی سطح ٹھنڈی ہو گئی تو

لے سینڈرک فان لون، نفع انسان کی کہانی (اردو ترجمہ) المہود ۱۹۳۹ء ص ۲
لے جارج گیمن، سورج کی تخلیق و تہی، لندن - سن ۲۲۹

لے (Astronomy and Cosmogony, London, 1929)

ص ۳۰۹

کتاب (Geoffy Hoyle)

طبع لندن ۱۹۶۹ء ص ۱۰۵

ASK me Why

ارد گرد کے بخارات پانی بن کر برس پڑے۔ اور یوں سمندر تعمیر ہو گیا۔

ہجوم۔ جب پانی زمین کی درزوں میں داخل ہو کر بطنی زمین کے اُبھتے ہوئے لادے تک پہنچا تو اندر کے پتھر سلیم کے زور سے باہر آ کر جھاڑ بن گئے اور اس تجربے سے زمین اسی طرح متوازن ہو گئی جیسے ڈولتی ہوئی کشتی میں ریت کی بوریاں یا پتھر دکھ دیے جائیں۔ نیز اندرونی عناصر کے باہر آ جانے سے بیرونی سطح روئیدگی کے قابل ہو گئی۔

چہا دم۔ ساحل دلدلوں پر طویل زمانے تک سوج کے چکنے سے دلدلوں میں ایک ہاڈار ذرہ پیدا ہو گیا جسے ماہرین گھبانیات (Auto isoph) کہتے ہیں جو ایک غلیے (Cell) سے بنا تھا۔ ایسا قدرے بعد کی تخلیق ہے۔ ایسا میں تقسیم ہونے کی صلاحیت برتی ہے۔ یہ دو سے چار چار سے آٹھ اور آٹھ سے سولہ بن جاتا ہے۔

قصر حیات کی پہلی نشت یہی تھا۔

پنجہ۔ جب قیامت کے غزلے سے پہاڑ اڑ جائیں گے اور تارے پاش پاش ہو جائیں گے تو ارض و سما کا ہیول (مادہ) پھیر دھوئیں کی طرح خلا میں اُڑنے لگے گا۔

تخلیق کسان حاسہ کا ذکر قرآن نے بھی کیا ہے مثلاً:-

اولیٰ

أَوَلَمْ يَرِ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا

لے فرع انسانی کی کہانی۔ ص ۲۲

(An approach to Biological Science)

تہ پر فیروز جاہت اشرف

پہلا ایڈیشن ص ۱۱۵۔ نیز برائیتہ ر جلد ۱۸۔ لندن ص ۶۲۱۔

(پہلا ایڈیشن بمبئی ص ۳۳-۳۴)

(The Miracle of Life)

تہ بیئر لدویل:-

سَرَقْنَا فَفَتَقْنَهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ
أَفَلَا يَذْكُرُونَ - (انبیاء - ۳۰)

ایکا کافر تانا بھی نہیں دیکھتے کہ آغاز میں ارض و سما کا ہیوولی ایک تھا۔
پھر ہم نے اُسے الگ کیا۔ اور زمین کا آغاز پانی سے کیا۔ کیا وہ اب بھی
نہیں مانتا۔

دوم:- خلا میں دھان (دھوئیں) کا اڑنا۔

ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ
لِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ
فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ مِائَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ صَمَاءٍ
أَمْرَهُنَّ ۚ (حکم سجدہ - ۱۱-۱۲)

دھیر اللہ نے آسمان بنانے کا ارادہ کیا۔ اس وقت آسمان (کا مواد)
دھواں بن کر خلا میں اڑ رہا تھا۔ اللہ نے ارض و سما سے کہا کہ خوشی سے
آؤ یا ناخوشی سے۔ اور اپنے فرائن سننا کہ کہنے لگے: ہم آپ کا حکم خوشی
سے بجالائیں گے۔ پھر اللہ نے دو دن میں سات آسمان بنا ڈالے اور
ہر آسمان کو اس کا لائحہ عمل سمجھا دیا۔

سوم:- بارشوں میں زمیں میں زلزلے آنا اور زمین کا روئیدگی کے لیے تیار ہو جانا۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْتَ ذَرَى الْأَرْضِ خَاشِعَةً فَإِذَا
أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۚ

(حکم سجدہ - ۳۹)

(خدائی نشانات میں سے ایک یہ کہ زمین خاموش اور بے جان سی
نظر آتی تھی۔ ہم نے اس پر بارش برساتی تو وہ ہلنے اور چھوٹنے لگی۔)

چهارم۔ زمین کو متوازن بنانے کے لیے پہاڑوں کی تعمیر۔
وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ

(انبیاء۔ ۳۱)

(ہم نے زمین کو ہلکوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اس پر پہاڑ ڈالے)

پنجم۔ واحد الخلیہ نامیہ (ایبیا) کا ذکر۔

خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ۔ (زمر۔ ۶)

(اللہ نے تم کو ایک ایسے جاندار نامیہ سے پیدا کیا ہے جو ہر لحاظ سے

ایک تھا)۔

ششم۔ یہ نامیہ سمندر اور اس کی دلدلوں میں پیدا ہوا تھا۔

إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَازِئٍ۔ (صافات۔ ۱۱)

(ہم نے انہیں لیسدار دلدل سے پیدا کیا)

وَاللَّهُ خَلَقَ سَكَّاءَ تَابُوتٍ مِنْ تَمْرٍ۔ (نور۔ ۴۵) (اللہ نے تمام جاندار پانی سے پیدا کیے)

ہفتم۔ زلزله قیامت کی وجہ سے ارض و سماء پھر فرات میں تبدیل ہو کر دھوئیں
کی طرح غلامی میں اڑنے لگیں گے۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِكُحُلٍ مَبِينٍ۔

(اُس دن کا انتظار کرو جب غلامی میں پھر دھواں نمودار ہوگا)

الصفا فرمائیے کہ کیا آج سے چودہ سو سال پہلے کوئی شخص اس قسم کی باتیں سوچ سکتا

تھا۔ اُس دور میں ان مسائل کا تصور تک موجود نہ تھا۔ اس لیے تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ

قرآن مقدس آسمانی کتاب ہے اور اس کی ہر بات خدائی ہے۔

وَيَذَرُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْإِلٰهَ الْغُلُوٰى أَنْزِلَ مِنْ سَمَاءٍ هُوَ الْحَقُّ۔ (سبا۔ ۶)

(اہل علم دیکھ رہے ہیں کہ جو کچھ اللہ نے تم پر نازل کیا ہے وہ حقیقت ہے)

زمین کا سکڑنا

زمین کے مسئلے میں دو سوال بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔
 اول۔ زمین کب بنی؟
 دوم۔ کیسے بنی؟

ہزاروں سال کی تحقیق و تلاش کے باوجود حکماء کسی حتمی نتیجہ تک نہیں پہنچ سکے۔
 ماہرین ارض کا اندازہ ہے کہ زمین کی عمر تین او۔ پانچ ارب سال کے درمیان ہے۔
 شمالی آئرلینڈ کے ایک آرچ بشپ جیمز اشپ (Usher) (۱۵۸۱-۱۶۵۶ء)
 نے طویل تحقیق کے بعد اعلان کیا تھا کہ زمین کی تخلیق ۲۲ اکتوبر ۴۰۰۴ء کو ہوئی تھی۔
 زمین کی یہ وہی عمر ہے۔ جس کا ذکر تورات کے باب پیدائش میں ہے۔ ایک پادری
 خواہ وہ کتنا ہی آزاد خیال کیوں نہ ہو۔ کوئی ایسی بات نہیں کہہ سکتا جو بائبل سے متصادم
 ہوتی ہو۔ بہر حال سائنسدانوں نے اس اعلان سے اتفاق نہیں کیا۔ اور کہا کہ زمین
 کے مختلف تغیرات، پہاڑوں کی تعمیر اور سمندروں کی تخلیق پر ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں
 سال صرف چھڑتے ہیں۔

امٹارٹھویں صدی کے آخر میں سکاٹ لینڈ کے ایک جیالوجسٹ جیمز ہنی

لے چلڈن اناسٹیکو پیڈیا۔ ص ۵۰
 لے ایضاً ایضاً

Earth | میں زمین کی عمر کئی طین سال بتائی۔ پٹانوں کی بنیت، زمین کے قشر، مگد میں مقدار، نمک اور یورانیئم کے ماہرین نے انکار نہ لگایا کہ زمین کی عمر کم از کم ساڑھے تین ارب سال ہے۔ راپہ سوال کہ زمین کیسے بنی؟ صدیوں سے خاک شناس، ریاضی دان، جیالوجسٹ، طبیعی اور کیمسٹ اس سوال کا حل تلاش کر رہے ہیں۔ اور مختلف نظریات ہمارے سامنے آئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ بعض نامعلوم اسباب کی بنا پر غلام میں گرم گیسوں کا ایک گولہ سا بن گیا جو قدرے ستیاں صورت میں رہا۔ رفتہ رفتہ یہ گولہ قدرے ٹھنڈا ہو گیا اور سطح پر قشر بن گیا۔ یہاں گولہ زمین کہلاتا ہے۔ پھر بے شمار بارشیں برسیں۔ جب پانی زمیں کی وریوں میں داخل ہو کر گرم حصوں تک پہنچا تو سیم کی وجہ سے بے شمار زلزلے آئے جن سے کہیں پہاڑ بن گئے اور کہیں بے چوڑے کھڈے جن میں پانی بھر گیا اور وہ سمندر کہلانے لگے۔

سر جیمز جیمز (۱۸۶۶ - ۱۹۴۹) کا خیال یہ ہے کہ آغاز میں ایک بہت بڑا سا سورج کے قریب سے گذرا۔ زور کشش سے سورج کا ایک ٹکڑا کٹ کر دُور غلام میں گھومنے لگا۔ اور زمین کہلایا۔ شروع میں زمیں کا درجہ حرارت رہی تھا جو سورج کا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ زمیں ٹھنڈی ہونے لگی اور اب تک ہو رہی ہے۔ جب یہ گرم تھی تو پھیل ہوئی تھی اور اس کا حجم زیادہ تھا۔ ٹھنڈی ہو جانے کے بعد یہ سکڑنے لگی۔ اور سکڑتی چلی جا رہی ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ مِنْ نَحْنُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا

(رعد - ۱۴)

دیکھا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو اطراف سے سیکڑتے ہوئے آ رہے ہیں۔

قرآن مقدس کا یہ کتنا بڑا اعجاز ہے کہ لاکھوں برس پہلے کی باتیں جو دنیا کو آج
معلوم ہو رہی ہیں۔ اس نے آج سے چودہ سو سال پہلے بتا دی تھیں۔

سَنَرِيَهُمُ الْيَتَنَافِي الْاَفَاقِ ذَوْنِ اَنْفُسِهِمْ عَشْيَ يَسْبَبَيْنَ
لَهُمْ اَنْتَهُ الْحَقُّ -
(نجم سجدہ - ۵۳)

وہم آفاق دالفس دکائنات اور نفس انسانی سے ایسی شہادتیں
مہیا کریں گے جن سے اُن پر یہ حقیقت کھل جائے گی کہ قرآن اللہ کا
کلام ہے۔

مقالہ لکھا اور بعد میں ایک کتاب مرتب کی۔

پھول والے پودوں کی انواع دو لاکھ پچاس ہزار کے قریب ہیں۔ ان میں کچھ نر ہوتے ہیں اور کچھ مادہ - نر میں نر و رنگ کے ذرات ہوتے ہیں جو پولن (Pollen) کہلاتے ہیں۔ اگر یہ ذرات مادہ تک نہ پہنچیں تو بیج اور پھل نہیں لگتے۔ قدرت ان ذرات کو مادہ پھول تک پہنچانے کے لیے کئی طریقے استعمال کرتی ہے۔ بعض پودوں میں دونوں قسم کے پھول ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں۔ جب ہوا یا بھونروں کے بیٹھنے سے شاخیں ہلتی ہیں تو پولن مادہ پھول پر گر پڑتا ہے۔ اگر نر اور مادہ پھولوں کے پودے الگ الگ ہوں تو عموماً ہواؤں سے کام لیا جاتا ہے۔ ہوائیں پولن کو اڑا کر مادہ پھولوں پر طاری دیتی ہیں۔ بھونروں سے بھی یہی کام کرتے ہیں کہ جب وہ پھولوں کا رس چوسنے کے لیے نر پھولوں میں لگتے ہیں تو پولن کی کچھ مقدار ان کے پردوں اور ٹانگوں کے ساتھ چٹ جاتی ہے اور جب وہ مادہ پھول میں داخل ہوتے ہیں تو کچھ پولن وہیں چھوڑ آتے ہیں۔ دریاؤں میں آگنے والے پودوں کا پولن پانی میں سفر کرتا ہے۔ پرندے، گلہری، چوہے اور کیڑے مکوڑے بھی یہی فرض انجام دیتے ہیں۔

چونکہ پولن کی تقسیم کا سب سے بڑا ذریعہ ہوائیں ہیں۔ اس لیے قرآن مقدس نے انہیں کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔

عَلَىٰ زَمَانٍ مِّن لَّقَحٍّ مَّعْنٰی ہِی (حمل کرنا)

لَّقَحَّتِ الْمَرْأَةُ: (عورت حاملہ ہو گئی)

لَوَاقِح: (حاملہ دھنیاں)

سَبَّحْتَ لَاقِحًا : (حمل کر دینے والی ہوا)

وَأَسْرَسْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحٍ - (ہجر - ۱۲۲)

اہم نے حاد کر دینے والی ہوائیں چلائی

قرآن مجید میں ایک ایسی حقیقت کا ذکر آجانا جس کا انکشاف آج سے دو سو سال

پہلے ہوا تھا۔ اس امر کا اعلان ہے کہ۔

تَنْزِيلُ قُرْآنِ التَّائِبِينَ الرَّحِيمِ كَتَبَ فَصَّلَتْ آيَتُهُ
قُرْآنُ الْمَعْرِفَةِ الْقَوْمِ يَعْلَمُونَ.

(الم سجدہ - ۳۱۲)

(رحمن و رحیم رب نے ایک با علم قوم کے لیے ایک ایسی کتاب نازل کی ہے

جس کی آیات مفصل ہیں اور وہ عربی زبان میں ہیں)۔

سبز درخت سے آگ

آج سے ہزاروں برس پہلے جب انسانوں کی تعداد کم تھی۔ زمین پر دودھ اور
 مک گنے جمل پھیلے ہوئے تھے۔ بڑی بڑی جھیلوں اور دریاؤں کے کنارے
 اونچی اور گہنی کاٹیاں تھیں۔ مروجہ زمانہ سے بوڑھے درخت جوان درختوں پر گرتے
 رہے۔ اور سال خوردہ کاٹیاں ٹوٹ ٹوٹ کر انبار ہوتی رہیں۔ زلزلوں سے بھی
 پہاڑ جنگلات پر گڑے اور زمین میں دب گئے۔ اوپر سے بارشیں برسیں جن سے
 مٹی ان دبے ہوئے درختوں میں داخل ہو گئی۔ زمین کی حرارت سے یہ گلنے سڑنے لگے
 اور نسواری رنگ کے گوند میں تبدیل ہو گئے۔ بعد میں یہی گوند کالا ہو کر کوئلہ بن گیا۔
 آج ہم بھی کوئلہ نکال کر جلا رہے ہیں۔ اللہ نے قرآن مجید میں جہاں اپنی بے شمار
 نعمتوں کا ذکر کیا ہے۔ وہاں یہ بھی فرمایا ہے۔

الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا
 أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ۔

(اللہ نے تمہارے لیے سبز درخت سے آگ پیدا کی جسے تم
 نکلالتے ہو یا سلاؤ گے)

مسندنی کوئی کے متعلق آج حکمتائے مغرب کے دہریہ بات کہی ہے جو خود سو سال پہلے قرآن حکیم نے کہی تھی۔ بے شک۔

بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ

(العنکبوت - ۴۹)

(قرآن کی باتیں اہل علم کے سینوں میں کھل آیت ہیں)

قرآن حکیم اور علم

عقلی دلائل کیا آپ نے کبھی کوئی ایسا آدمی دیکھا ہے جو علم کی عظمت پر بحث کرتا ہو۔ نیابتِ الہیہ کو علم کا قیصر قرار دیتا ہو؟ پالی کو مدارِ حیات ٹھہراتا ہو۔ آغازِ آفرینش پر اس انداز سے بحث کرتا ہو کہ بڑے بڑے طبیعی حیرت میں ڈوب جاتے ہوں؟ حوالہ س غصہ کے علاوہ تاریخِ اکاثبات، انفس اور وحی کو بھی ناخوگوار قرار دیتا ہو؟ اگر نہیں دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس کو دیکھیے۔ ایک طرف ناخواندگی کا یہ عالم کہ اپنا نام تک نہ پڑھ سکیں اور دوسری طرف یہ کیفیت کہ گم شدہ ماضی کی خبریں سے رہے ہیں۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان معنوں میں ناخواندہ تھے کہ آپ نے کسی کتب میں تعلیم نہیں پائی تھی۔ ورنہ منصبِ نبوت یا سرِ فرمانہ ہونے کے بعد آپ کو تعلیم دینے کے لیے دو استاد ملنا دیے گئے تھے۔ اول جبریل علیہ السلام عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى ذُو مِرَّةٍ ط (نجم ۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تمہیب، پُر قوت اور عظیم فرشتے یعنی جبریل علیہ السلام نے تعلیم دی۔ دوسرا استاد خورشیدِ خدا تھا۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُهُ (النار ۱) اللہ نے تمہیں وہ کچھ سکھایا، جو تم نہیں جانتے تھے (سَقَر ۱۰) تَنشِی (الاعلیٰ ۶) ہم تمہیں یوں پڑھائیں گے کہ تم اپنا سبق کبھی نہیں بھولو گے)

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْعِيبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ يَٰ مُوسَىٰ

تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَٰذَا ۚ

(ہود - ۴۹)

دیوہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہیں بذریعہ وحی بتا رہے ہیں۔ آج

سے پہلے تم اور تمہاری قوم ان سے بے خبر تھی۔

قرآین بتا دینا کی تسہیل بتا رہے ہیں۔ نظریہ مکاناتِ عمل پر روشنی ڈال رہے ہیں۔ خیر و شر کی حد بندی کر رہے ہیں۔ حیات بعد الموت کی خبریں دے رہے ہیں اور بار بار اس حقیقت کو واضح فرما رہے ہیں کہ کائنات کی تسخیر علم سے ہوگی اور رب کائنات تک رسائی عبادت سے۔

قرآن نے انسان کو اللہ کا نائب اور خلیفہ کہا ہے۔ نائب کا کام آقا کی مشیت کی تعمیل و تکمیل ہے۔ خدا خالق و مبالغہ بھی ہے اور علیم و حکیم بھی۔ منصب نیابت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان بھی اس حد تک علم و حکمت میں کمال پیدا کرے کہ وہ عناصر میں رد و بدل سے نئی نئی اشیاء بن سکے۔ اس کام کے لیے بڑی بڑی درس گاہیں اور تجربہ گاہیں قائم کرنا ہوں گی۔ تلاشِ علم میں دنیا کے ہر کونے کھدے تک جانا پڑے گا۔ فوجوں طلبہ کا کوئی گروہ طبیعیات کے مختلف شعبوں، مثلاً طبیعیات، الیکٹریسیٹی، حیاتیات، نباتات، معدنیات، ریاضیات وغیرہ میں کمال پیدا کرے گا۔ اور کوئی آسمان کے تاروں آفتابوں، مہتابوں اور کہکشاؤں کو گن رہا ہوگا۔

حیاتِ انسانی کے دو پہلو ہیں۔ ظاہر اور باطن۔ اسلام دونوں پہلوؤں کو سنوارنا چاہتا ہے۔ ظاہر کو علم و حکمت سے اور باطن کو اخلاقِ حمیدہ سے۔ علم کی دنیا لامحدود ہے۔ علمبر رسولؐ میں ساری دنیا کے پاس شاید پانچ سو کتابیں بھی نہ ہوں گی۔ اور آج صرف ایک ہی دارالکتب یعنی واشنگٹن کی قومی لائبریری میں نو کروڑ کتابیں ہیں۔

علم صدائے شعوب میں بٹ چکا ہے اور ہر شعبے میں لاکھوں کتابیں ہیں۔ ان کتابوں میں دنیا کی درس گاہوں اور تجربہ گاہوں سے فائدہ اٹھا کر ظاہر حیات کو کسٹھانا، انشائیاتی ایجادات کرنا۔ اور کائنات کے خفیہ امکانات سے حجاب اٹھانا قرآن اور خدا سے قرآن کا منشا ہے۔ قرآن میں اس موضوع پر سائل سے سات سو آیات ملتی ہیں۔

لفظِ علم

قرآن مقدس میں لفظِ علم و دیگر مشتقات مثلاً عالم، عالین، علماء، علیم وغیرہ کے ساتھ چھ سو چھیالیس مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ تفصیل یہ ہے:-

۱۔	عَلَمَاءَ	مرتبہ	۲
۲۔	عَالَمِينَ	۱	۲
۳۔	عَالِمٍ	۱	۱۲
۴۔	عَلَّمَ	۱	۲۲
۵۔	عَلَيْهِمْ	۱	۶۳
۶۔	عِلْمَ	۱	۱۸۷

۷۔ دیگر مشتقات بعلم، تعلم، معلوم وغیرہ ۱ ۲۹۳

میزان = ۶۸۶

لفظِ قلم

لفظِ قلم قرآن میں دو بار اور لفظ کتاب ۱۵۳ بار استعمال ہوا ہے۔

اللہ نے کائنات میں علم کو کون سا مقام دیا ہے۔ یہ چند آیات ملاحظہ ہو۔
قرآن میں دو قسم کی آیات ہیں۔

۱۔ محکمات۔ جن کا مفہوم واضح اور صاف ہوتا ہے ان میں تمام امام و
نور اہی شامل ہیں۔

۲۔ مشتبہات۔ جن کی تفسیر و توضیح نئے انکشافات و معلومات کی منتظر
ہو۔ مثلاً علمائے طبعی حال ہی میں اس حقیقت تک پہنچے ہیں کہ حیات کا آغاز سمندر اور
ساحل سمندر سے ہوا تھا۔ یہ آیت ۱۔

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۝

(انبیاء۔ ۳۰)

ہم نے حیات کا آغاز پانی سے کیا تھا

پہلے مشتبہات میں داخل تھی اور اب محکمات میں شمار ہوتی ہے۔ جنوں جنوں
علم بڑھ رہا ہے مشتبہات محکمات میں بدل رہی ہیں۔

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَالرَّاسِخُونَ فِي

(عمران۔ ۶)

الْعِلْمِ ۚ

مشتبہات کا مفہوم یا تو اللہ جانتا ہے اور یا وہ لوگ جن کا علم تحقیق و

تلاش کی وجہ سے چاٹروں کی طرح محکم ہو چکا ہے۔

دیکھا آپ نے کہ اللہ نے اہل علم کو کتنا اُونچا مقام دیا ہے کہ انہیں مشتبہات میں
اپنے ساتھ شامل کر لیا ہے۔

۳۔ کائنات کی الجھی ہوئی حقائق میں سے ایک توحید ہے۔ دنیا
کے ڈیڑھ ارب اشتراکِ جن کے راکٹ چاند تک جا رہے ہیں۔ خدا کے وجود ہی
منکر ہیں۔ ساتھ کروڑ ہند اعداد و افریقہ کے بے شمار قبائل سینکڑوں خداؤں کے

قائل ہیں۔ اس حقیقت کو بالینا کہ خدا ایک ہے، بے پناہ علم ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

شَهِدَ اللَّهُ أَنفَلَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَا دُلَّةَ لَنَا وَلَا دُلَّةَ لَكُمْ وَكَرُّوا أَعْيُنًا

قَائِمًا أَيْ الْقَبْضِط (عمران - ۱۸)

اللہ شہادت دیتا ہے کہ کائنات کا خالق و معبود ایک ہے۔ اس شہاد میں فرشتے اور ارباب علم بھی شامل ہیں جو قائم بالعدل ہیں اور ان کے اخذ کرنے نتائج افراط و تفریط سے پاک ہیں۔

سورہ جس طرح اقبال، رومی یا گوشتے کی عظمت کا اذکار لگانے کے لیے ان کے کام کا مطالعہ ضروری ہے۔ اسی طرح اللہ کی حکمت و صنعی کا بھی تصور قائم کرنے کے لیے اس کی کائنات و تخلیقات پر غور کرنا لازمی ہے۔ اسی غور و فکر سے دل میں حمد و ثناء کی تحریک اٹھتی اور جنینیں جو کہ جسے بے تاب ہر بات ہیں۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَخَالَطَ بِهِ
ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا مِنَ الْجِبَالِ جُدُودٌ يُّصْبِتُ تَحْتَهُ مُّخْتَلِفٌ
أَلْوَانُهَا وَغَايِبٌ مُّوَدَّدٌ مِنَ النَّاسِ وَالْقَوَابِ وَالْأَنْخَامِ
مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَلِكَ إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَسَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ
الْعَلَمُونَ (فاطر - ۲۷-۲۸)

دیکھا تم نے اس حقیقت پر کبھی غور کیا کہ اللہ نے آسمان سے پانی تو ایک ہی قسم کا برسا یا بتا۔ لیکن اس سے پیدا ہونے والے پھول کے رنگ الگ الگ ہیں۔ اسی طرح پہاڑوں میں تمہیں سفید، سرخ، سیاہ اور دیگر رنگوں کی مساوی نظر آئیں گی۔ انسانوں، چمپانسیوں اور موشیوں کے رنگ بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ بے صرف عالم کائنات ہی دُرستہ ہیں۔

ظاہر ہے کہ جو لوگ عجائباتِ فطرت پر غور نہیں کریں گے وہ اللہ کی دانش و رحمت کا کوئی تصور قائم نہیں کر سکتے اور اس لیے ڈرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
 چہارم :- دنیا میں اندازاً ۵ ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں۔ زبانوں کا یہ اختلاف نوعِ انسان کے لیے رحمت ہے۔ ہر گروہ اور ہر قوم کا کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی زبان کو ترقی یافتہ زبانوں کا ہم پلہ بنائے۔ اس کوشش سے اس زبان کی قدر و قیمت بڑھتی اور علوم و فنون میں اضافہ ہوتا ہے۔ راز نگوں کا اختلاف تو دنیا کا خوشی اسی سے ہے۔ یہ نیلے پیلے سُرخ اور جامنی پھول۔ یہ صد رنگ طیور و حشرات کائنات کا سنگھار ہیں۔

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالاختِلَافِ
 الَّيْنِكُمْ وَالْوَايْنِكُمْ - إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالَمِينَ

(الروم - ۲۲)

زمین و آسمان کی تعمیر نیز زبانوں اور رنگوں کا تنوع اللہ کے کمالِ تخلیق پر شہادت دے رہا ہے۔ ان مظاہر میں اہلِ علم کے لیے کچھ اسباق پنہاں ہیں!

ان اسباق کی کچھ تفصیل ان سینکڑوں کتابوں میں دیکھیے جو رنگ و رخی پر کج تک لکھی جا چکی ہیں۔

پنجم :- جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو حاجت روا سمجھ بیٹھے ہیں وہ اس کرب کی طرح ہیں جو کمزور ترین تاروں سے اپنا گھرتیار کرے۔ اہلِ علم اس حقیقت کا آگاہ ہیں کہ اللہ کے ہوا کرتے اور ذات نہ تو قابلِ اعتماد ہے اور نہ کار ساز۔

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ
 الْعَنْكَبُوتِ عَلَى الْعَنَاقِ إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ لَيَكُونَنَّ

لَبِيتَ الْعَبَكُوتَ مَلُوكًا ذَا يَعْلَمُونَ.

(العنكبوت - ۲۱)

ذَٰلِكَ الْأَمَّالُ نَفَرُيْهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا

(العنكبوت - ۲۳)

الْعَالِمُونَ.

ہو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بنا بیٹھے ہیں۔ یہ اس کڑی کی طرح ہیں جس نے گھر بنایا۔ اور کون نہیں جانتا کہ کڑی کا گھر کمر در تیرے گھر ہے۔

گو ہم یہ باتیں عام لوگوں کو بتا رہے ہیں۔ لیکن انہیں صرف اہل علم ہی سمجھ سکتے ہیں۔

مشہور :- آج سے چودہ سو سال پہلے جب دنیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی منظر تھی۔ مورخے عرب کے نو لاکھ مربع میل میں یا تو ریت تھی یا کیکر اور یا خار دارہ جھاڑیاں۔ علم کا کوئی تصور کہیں موجود نہ تھا۔ وہاں نہ کوئی کتاب تھی نہ مصنف اور نہ صاحب علم کہتے ہیں کہ اُس وقت سارے عرب میں ایسے افراد کی تعداد تقریباً دو دہائی تھی جو اپنا نام یا خط لکھ سکتے تھے۔ ان حالات میں یہ دیکھ کر انتہائی حیرت ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سبب پہلی مرتبہ وحی نازل ہوئی تو اس میں پڑھنے، انسانی تخلیق پر غور کرنے، اللہ کی عظمت اور قلم کی وساطت سے علم پھیلانے کا ذکر تھا۔ اللہ اکبر! قرآن نے علم اور قلم کو کیا مقام دیا ہے؟

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۖ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۚ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۚ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (علق - ۱ تا ۵)

(پڑھ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے خالق کا نام لے کر پڑھ

جن سے انسان کو کونست کے ایک کوہر سے ملے بنایا۔ پڑھ اس عظیم و بڑے نام کے کہ پڑھ جس نے قلم کی دسالت سے علم پھیلایا۔ اور انسان کو وہ کچھ بتایا جس سے وہ بے خبر تھا۔

انسان نے آغازِ آفرینش سے اب تک کیا کہا؟ کیا بنایا؟ کیا سوچا اور کئی مشکلات سے دوچار ہوا؟ اس کی ناکامیوں کے اسباب کیسے تھے؟ اگر وہ کسی وقت بامِ عروج پر پہنچا تھا تو اس کی وجوہ کیا تھیں؟ ان تمام واقعات و حادثات کو صرف قلم محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اگر قلم رہے تو ہم آؤ اجداد کے تجربات سے بے خبر ہو جائیں اور آئندہ الی نسلیں ہمارے تجربات سے نا آشنا رہیں۔

ایک سوال

قدتاً ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان علم اور کائنات پر یہ حکیمانہ احوال کیا ایک اُمّی کے منہ سے نکل سکتے ہیں؟

لَا يَتَذَكَّرُ أَلَمْ يَكُنْ مِنْ أُولَئِكَ

(القلم - ۱-۲)

يَعْبَثُونَ

د قلم اور قلم سے لکھی ہوئی کتابیں شاہد ہیں کہ قرآن اللہ کے فضل سے

دیر لے نہیں ہوا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں میں ہزاروں طبیب، فلسفی، محدث، محاسب، مہندس، محدث، مفسر اور فقیہ ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں نے کتابیں لکھ لکھ کر دنیا کی لائبریریاں بھریں۔ ان میں سے بعض اتنے عظیم المرتبت تھے کہ ساری دنیا نے ان پر درود و سلام بھیجا، مثلاً ابن رشد، ابن عربی، ابن طفیل، بوعلی سینا، ابن حزم،

ابن ہوزی، غزالی، رومی وغیرہ۔ کیا کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ ان اعظم کے امام و مرشد حضور مکی اللہ علیہ وسلم دیوانہ تھے۔ اگر دیوانہ نہیں تھے بلکہ حکیم و عظیم کے ہیں القدر رسول تھے تو وہ کتاب بھی یقیناً بہت عظیم ہوگی جو ان کی وساطت سے ہم تک پہنچی۔

وَيَعْلَمُ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ

(الحج - ۵۴)

اہل علم یقیناً اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ یہ قرآن من جانب اللہ ہے)

۱۱۔ عبادت کی مستتیاں

کم نظر، عیاش ادا دارہ لوگ عبادت کا ذاق اڑاتے ہیں۔ لیکن ایک حقیقت میں فلسفی کے ان یہ زندگی کا معراج ہے۔ اگر نہ کسی سینہ کے خیال میں ڈوبا ہوا ہے اور عمر بھال الہی کے فاش میں محو ہے تو ظاہر ہے کہ عمر کی مستیاں عین تراود پابندہ تہ ہوں گی۔
آر۔ ڈبلیو۔ ٹرائن کہتا ہے۔

God is creating working and ruling through the agency of Certain Laws...There is a force which is known as the MAKER OF LAWS. He Fills the universe with Himself alone...When we bring our lives into harmony with These great Laws we open ourselves to Divine inflow.

(In Tune with the Infinite)

دائے تخلیق، تدبیر اور حکومت کے فرائض بعض قوانین کے ذریعہ سر انجام دیتا ہے..... کائنات کی ایک قوت ان قوانین کی واضح ہے۔ کائنات میں ہر طرف ہی قوت نظر آتی ہے..... جب ہم اپنی زندگی ان قوانین کے سانچے میں ڈھال لیتے ہیں تو روح کے دروازے خدائی فیوض کے

یہ مکمل جلتے ہیں۔

یہی فلسفی اسی کتاب میں ایک اور مقام پر کہتا ہے۔

Religion in true sense is the most joyous thing the human soul can know. It is the agent of peace and happiness

(ایضاً ص ۲۰۸)

(انسانی روح جی مسرتوں سے آشنا ہے ان میں بلند ترین مذہب

ہے۔ یہ سکون قلب اور مسرت کا سرچشمہ ہے۔)

امریکی کے حکیم و دانش ور ایمرسن (۱۸۰۳ء تا ۱۸۸۲ء) کا قول ہے:-

Let a man fall in to Divine Circuit and he is enlarged

اللہ کے دائرے میں آتے ہی انسانی ہی ہستی میں وسعت پیدا ہو جاتی

ہے۔

یہی وسعت حیات انسانی کا مسنون سفر ہے۔ زندگی کے قبیحہ خیز اور منافع آمیز سفر وہ ہی ہیں۔ ایک علمی بلند یوں کی طرف اور دوسرا اللہ کی جانب۔ علم کا مسافر آڑاٹھان، نوادین، نیوٹن، بوئل، سینا، البیرونی، ارسطو اور سقراط کی منازل سے گزرتے نہیں جاسکتا۔ لیکن دنیا کے عشق کا وہاں عبادت کے پر لگا کر طریش تک پہنچ سکتا ہے۔

عشق کی ایک جہت نے لے کر دیا قصہ تمام

اس فضا کے نیلگوں کو بے گراں سمجھا میں

عشق کی راہ میں کئی دکھش اور نظر فریب مقام آتے ہیں۔ مثلاً وصل و فصل، اکشف و انکشاف، استغراق و محویت، ابتلا و فنا وغیرہ۔ یہی وہ علم ہے جس میں شریعت و طریقت، مجاز و حقیقت، معلول و اسباب، کثرت و وحدت اور ذات و صفات جیسے اسرار و رموز زیر بحث

آتے ہیں۔ انبیاء و اولیاء اسی دنیا میں ملتے ہیں اور طور و تار ان پر تار سے اسی آسمان سے ٹوٹتے ہیں۔

منور اور منحوس چہرے | انسانی چہرہ جذبات و تصورات کے سانچے میں ڈھلتا ہے۔ جو شخص شب و روز یہ سر چٹا رہتا ہے کہ اگلے نقب کہاں لگتا ہے؟ اس کا جیب کاٹنی ہے؟ جوڑے میں ہمارا مال کس طرح واپس لینا ہے؟ کس کو دھوکا دینا ہے؟ اور قانون کی گرفت سے کس طرح بچنا ہے؟ تو اس کے چہرے پر گناہ و خوف کے سانچے پھیل جائیں گے۔ تمام آب و تاب و نصرت ہو جائے گی۔ وہ ذلیل و منحوس ہو جائے گا۔ اور دنیا اس سے نفرت کرنے لگے گی۔ دوسری طرف وہ انسان جو ہر وقت اللہ کے تصور میں گدبا رہتا ہے۔ اسی کی روح عمیق لذات سے مرشاد ہوتی ہے۔ یہ سولہ حسن و نور بن کر اس کے چہرے پر نقش کرنے لگتا ہے اور سکون ہی کر دل میں سمجھاتا ہے۔ دیکھتے نہیں کہ بُری خبر سنتے ہی چہرہ نہ رو۔ آنکھیں سفید اور ہونٹ نیلے پڑ جاتے ہیں۔ لیکن اچھی خبر سے چہرہ چمک اٹھتا ہے اور اسی نوع کی چمک اچھے لوگوں کی علامت ہے۔

سَيِّئًا مَعْدُومًا ۖ ذُجُوٰهُمُ يَذُفُّ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوٰدِ ۚ

(الفتح - ۲۹)

و ان کی شناخت اس چمک سے ہے جو ان کے چہروں پر سجدوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔

دوسری طرف۔

ذُجُوٰۃٌ يُّؤْمِنُوْنَ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۖ تَرْفَعُهَا قَتَرَةٌ ۚ اُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَّٰةُ الْعَجَبَةُ ۚ

(عبس - ۴۰ - ۴۲)

اُس روز کچھ ایسے چہرے بھی ہوں گے جن پر سیاہی اور گر ر پڑی ہوگی یہ بدکار کفار کے چہرے ہوں گے۔

عبادت فحشاء و منکر سے روکتی ہے | فحشاء سے مراد جنسی صحت دلازی اور عیاشی ہے اور لفظ منکر کا مفہوم ہے ناپسندیدہ

چیز۔ خواہ وہ بیماری ہو یا پریشانی۔ نازان دوزں سے روکتی ہے۔ ایک عبادت گزار کو لوگ احترام کی نگاہ سے دیکھنے لگتے ہیں۔ وہ یہ کیسے برداشت کر سکتا ہے کہ لفظ کا امداد و فرہن کر لوگوں کی نفرت کا نشانہ بن جائے۔ رہے امراض و معائب۔ قرآن کے ذکر اور قرآن مفہوس کی تلاوت سے جسم ایسی رطوبتیں خارج کرتا ہے جو مرض کی غلاظتوں کو ہٹا دیتا ہے۔ ایک امریکی ڈاکٹر کہتا ہے۔

On the other hand Love, good will, benevolence and kindness tend to stimulate a healthy purifying and life-giving flow of bodily secretions which will Counter-act the disease giving effect of the vice (R. Trine : In tune with the Infinite).

دوسری طرف محبت، نیک اندیشی، نیامنی اور ہمدردی سے جسم میں ایسی صحت افزا، پاک کن اور حیات بخش رطوبتیں پیدا ہوتی ہیں جو کھسکے بیماریاں اثرات کو زائل کر دیتی ہے۔

ابچ سٹڈنٹس میں دفاتر حکومت نے عالمی پیمانے پر ایک ریت کا نفرس منعقد کی تھی جس میں دیگر ممالک کے کوئی ستر مندوبین نے حصہ لیا تھا۔ اس میں ایک محقق طبیب نے کہا۔
”میرا یہ دعویٰ ہے کہ غار اور روزے کی پابندی زیادہ پیٹنس، فالج اور تپ دق جیسے امراض سے بچاتی ہے۔“

(نمائے وقت۔ اشاعت ۹ مارچ ۱۹۶۶ء)

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاوِ وَالْمُنْكَرِ الْمَذْمُورِ (۲۵)

(نماز عیاشی اور امراض و معائب سے یقیناً بچاتی ہے)۔

اللہ کے الفاظ میں کتنی طاقت ہوتی ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ اس نے کہا: "کن" (پیدا ہو جاؤ) اور اب کھرب سیارے، آسمان اور زمین خود دار ہو گئی۔ اس وقت زمین ویران اور سنسان تھی اور ہر چار سو اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

God said let there be light and there was light.

پھر:-

(بائبل پیدائش - ۱/۳)

(خدا نے کہا، کہ اُجالا ہو جائے۔ اور ماضی اُجالا ہو گیا)

اللہ کے طاقتور الفاظ سے بیماریاں بھی دور ہو سکتی ہیں۔ بشرطیکہ مریض تائب ہو کر اللہ کی طرف آئے اور گناہ سے پرہیز کرے۔ برص کے ایک مریض نے جو حضرت مسیح کے مَس سے شفا پا گیا تھا، مسیح سے پوچھا: "حضرت! میں آئندہ کیا کروں کہ بیماریاں سے محفوظ رہوں۔ فرمایا:-

Go and sin no more.

(جاؤ اور آئندہ گناہ سے بچو)۔

اللہ کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے جہیں رکوع و سجود کا حکم کر دیا۔ یوں، حادثوں، ذہنی و مادی پریشانیوں اور زندگی کا الجھنوں سے بچایا۔ سکونِ قلب کی نعمت سے نوازا۔ شخصیت کو بذب اور چہروں کو پر نور بنایا۔ اور میدانِ جنگ میں جیتنے کا گڑ سکھایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا الْقِيَمَةُ فُتِّتْ فَأَثْبِتُوا وَ

إِذْ كَسَّ وَاللَّهُ كَثِيرٌ أَعْلَمُ تَقْلِحُونَ (النمل - ۴۵)

اے ایمان والو! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو میدان

میں ڈٹ جاؤ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم بہت جاؤ (اگر اسلام میں عبادت کا حکم نہ ہوتا تو یہ اتنا بے رنگ و بے کیف ہوتا کہ شاید ہی اسے کوئی تسلیم کرتا۔ انصافاً کہیے کہ کیا عبادت کے اسرار و حکم کو اللہ کے سوا کوئی اور بیان کر سکتا تھا۔

بات ختم نہیں ان بہنوں اور بیٹیوں کو جو اپنے چہروں کو نکھار قائم رکھنے کے لیے لکس اور رکسوں کا سہارا لیتی ہیں، مشورہ دیتا ہوں کہ وہ نماز قائم کریں۔ ان کے ایک ایک سے تعلیمات پھوٹ نکلیں گی اور انوار ان کا طواف کریں گے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ . قُلُوبُهُمْ يَتْلُو بَيْنَ أَيْدِيهِمْ
وَبِأَيْمَانِهِمْ - (تحریر - ۸)

(جو لوگ رسول پر ایمان لے آئے، دوشنیاں ان کے آگے آگے
نیز دائیں جانب دوڑتی ہوئی ملیں گی)۔

نیویارک کا ایک پادری | اقتصادی نقطہ نگاہ سے ۱۹۳۲ء بدترین سال تھا۔ اس میں بڑے بڑے سوداگر تباہ ہو گئے۔ بینکروں بینکوں کا دیوالہ فنکلیا اور ہر شخص اس ہمدردی سے متاثر ہوا۔ اسی سال ایک اتوار کو جب پنڈا دی نیویارک کے ایک گرجے ماربل کالجیٹ چرچ میں عبادت کے لیے جمع ہوئے تو انہیں منبر پر ایک نیا پادری نظر آیا۔ نام تھا نارمن ولسنڈیل۔ اس کا انداز خطابت بڑا دلکش اور مؤثر تھا۔ اس کے وعظ کا خلاصہ یہ ہے۔

”خواتین و حضرات! ہمارے موجودہ مصائب کا باعث مذہب ہے
انحراف ہے۔ مذہب رتوں میں توانائی بھرتا اور تمام خطرات دمرانہ کو
دور کرتا ہے۔ عبادت سے ہماری زندگیاں بدل جاتی ہیں۔ آپ بائبل سے

ہدایت حاصل کریں۔ بائبل روح افزا و احیاء بخش افکار و تعلیمات کا سرچشمہ ہے۔ اس کے الفاظ تو انائی سے لبریز ہیں۔ کئی ڈاکٹر و سائنس دانوں نے مجھے بتایا ہے کہ عبادت گزار ذہنی امراض کا شکار نہیں ہوتے۔ ڈاکٹر کارل ینگ () نے ایک دفعہ کہا تھا کہ میرے مریضوں میں سے وہی صحیح معنوں میں شفا پاتے ہیں جو عبادت گزار ہوں۔

Millions of people can be helped simply by turning whole heartedly to God.

دکڑوں انسان اللہ کی جانب پوری طرح رجوع کر کے مصائب سے نجات پا سکتے ہیں)

(مقالہ از ایل۔ ایم۔ ٹر۔ ریڈرز ڈائجسٹ۔ مارچ ۱۹۵۲ء۔ س ۱۲)
 نغراہم ای جہاں دساں جہاں را
 مرا ای بس کہ رانم ر مر جہاں را
 سجدہ سجدہ کہ از سوز و سر دیش
 بوجد ارم زمین و آسمان را
 (اقبال)

۱۲۔ مغرب کی فری سوسائٹی

فری سوسائٹی سے مراد مرد و زن کا آزادانہ اختلاط اور قید نکاح کے بغیر آتش جنس کو فرو کرنا ہے۔ تورات مقدس نے اس گناہ کا سزا موت رکھی تھی۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے نہ صرف اس سزا کو برقرار رکھا۔ بلکہ ایک قدم اور آگے بڑھ کر فرمایا:-
 "تم کسی بچے کو کہہ کر کہنا کہ زنا کر۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بڑی خواہش سے کسی عورت پر نگاہ ڈال۔ وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔"
 (متی باب ۵۔ آیت ۲۸)

تمام انبیاء نے آدم سے خاتم الانبیاء تک مرد و زن کے آزادانہ اختلاط پر کڑی پابندیاں عائد کی تھیں تاکہ معاشرہ ان آفات و مصائب سے محفوظ رہے جو آج مغرب کی تقدیر بن چکی ہے۔
 امریکہ کا ایک مفکر رابرٹ ماسکین لکھتا ہے:-

"ہماری نئی نسل تمام اخلاقی پابندیوں سے آزاد ہو چکی ہے۔ یہ آزادی

۱۔ استشار۔ باب ۲۲۔ آیت ۲۲-۲۳

۲۔ انجیل متی۔ باب ۵۔ آیت ۱۷

۳۔ گلک میگزین۔ اشاعت ۲۳ ستمبر ۱۹۶۳ء

سے شراب پیتی، جزا کھیلتی اور باہم جنسی روابط قائم کرتا ہے۔ قیصر یکسر بد
ملک شدید اخلاقی بحران کا شکار ہو چکا ہے۔ آپ کو جا بجا فحشیات کے
مادی زبوران، حاملہ دھیزائیں، کنواری داییں اور حواسِ بچے غل کے طول نظر
آئیں گے۔ اگر یہ صورت حال ایسا طرح باقی رہی تو امریکہ جرائم پیشہ اور بدشعور
اور وحشیوں کا ملک بن جائے گا۔

امریکہ کی بے شمار لڑکیاں حاملہ ہو جانے کی وجہ سے قیصر چھوڑ جاتی ہیں۔
سکولوں میں حاملہ طالبات کی تعداد سپاس فیصد تک جا پہنچی ہے۔ خواتین کی
اس بے راہی کی وجہ سے امریکہ میں طلاقوں کی تعداد بہت بڑھ چکی ہے۔
سالہ میں ۱۸ لاکھ عورتوں کو طلاق ہوئی تھی۔ اور ان ٹوٹے ہوئے گھرانوں
کے بچوں کی تعداد ایک کروڑ تیس لاکھ تک جا پہنچی تھی۔ (مخلص)
نیویارک ٹائم لکھتا ہے۔

• ریاستہائے متحدہ کی ایک ریاست "NEVADA" میں شراب،
جوئے اور طلاقوں کی کثرت کی وجہ سے خودکشی کا تناسب لاکھ میں ساڑھے
بائیس تک پہنچ گیا ہے۔ ان میں کالمی طلبہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ بعض
دیگر ممالک میں خودکشی کی رفتار یہ ہے۔

۱۲	ایک لاکھ میں	انگلستان
۱۵ اشاریہ ۵	۱	فرانس
۹ ۶ ۱۶	۲	سوئٹزرلینڈ
۵ ۶ ۱۸	۴	سوئیڈن

۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷

پاکستان ٹائٹلز کی اشاعت، مئی ۱۹۶۳ء میں یہ خبر وسیع پیمانے پر ۱۹۶۳ء کے آخری چھ ماہ میں کیلیفورنیا کے ہانچ لاکھ اور لاس اینجلس کے ۲ ہزار افراد نے خود کشی کی تھی۔

میرا جو دنیا کا مشغول ترین بیٹا ہے۔ وہاں کی فی کس آمدنی ہم سے بھی گن زیادہ ہے۔ وہاں کے خاکہ دہ بھی کاروں کے مالک ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ اتنی تعداد میں خود کئی کیوں کر رہتے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ سب سے بڑی وجہ عورت کا ہر جانی پن ہے۔ حسین لڑکیاں پانچ فی صد سے زیادہ نہیں ہوتیں لیکن ان کا تعاقب کرنے والے بے شمار ہوتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ دس کو کسی شام شہر کی ایک حسین لڑکی مل جاتی ہے واپس جاتے وقت وہ اگلی شام پھر آنے کا وعدہ کرتی ہے لیکن کسی اور کے ساتھ چلی جاتی ہے دس دن کی تلاش میں نکل پڑتا ہے اور کسی ہوٹل میں اسے شراب میں مست کی اور کے ساتھ نلچتے دیکھ کر اسے انتہائی صدمہ ہوتا ہے چنانچہ گھر پہنچ کر وہ آٹھ دس خواب آور گویاں کھا کر لیٹ جاتا ہے اور پھر کبھی بیدار نہیں ہوتا۔

میرے ایک دوست نے جو ۱۶/۱۵ برس سے انگلستان میں ہیں، بتایا کہ وہاں کی عورتوں کے تین گروہ ہیں: اول ۱۴ سے ۱۹ سال تک - دوم ۲۰ سے ۲۵ سال کے مابین۔ تیسرا ۲۵ سے اوپر۔ پہلے طبقہ کی حسین لڑکیاں ہر شام اور ہر رات کمبلیں نہ کھینچ کر جاتی ہیں۔ طبقہ ثانیہ کی لڑکیاں عموماً بے نیازی کا شکار رہتی ہیں اور تیسرے طبقہ کی خواتین باہر

اگر ایک شوہر سفر سے ٹھکانا نہ آئے اور اپنی بیوی کو کسی اور کی آغوش میں پائے تو شدت غضب میں وہ یا تو اپنی بیوی کو مار ڈالے گا یا اپنے آپ کو ختم کرے گا۔ اگر آپ وارداتِ خودکشی کی تہ میں جھانکیں تو وہاں جذبہ عشق و جنس کی کار فرمائی نظر آئے گی۔ بھوک کی وجہ سے کوئی شخص خودکشی نہیں کرتا۔ اگر ایسا ہوتا تو ایشیاء میں خودکشی کرنے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہوتی۔ جذبہ جنس ہی وہ طوفانی لہر ہے۔۔۔ جو زندگی کو تنکے کا طرح پہاڑے جاتی ہے اور دماغ کو سوچنے کی اہلیت نہیں دیتی۔ انگلستان کے ایک دانشور مسٹر ایم۔ سی۔ بیننگ لکھتے ہیں:-

”اس وقت برطانیہ کی ہر ترقی لڑکیوں میں سے ایک عصمت باختہ ہے اور ہر لاکھ بچوں میں سے پانچ ہزار تا جائزہ۔ انسانی ضابطہ اخلاق میں عصمت ایک بنیادی قد ہے۔ اس سے کوئی لڑکی لاکھ انکار کرے لیکن قدیم روایات مذہب اور رائے عامہ کا دباؤ اتنا زبردست ہے کہ وہ احساسِ جرم سے نہیں بچ سکتی۔ ایک نوجوان لڑکا کسی لڑکی کو استھمال کرنے کے بعد عموماً اس سے الگ ہو جاتا ہے۔ وہ بے یار و مددگار رہ جاتی ہے۔ تنہائی بے کسی اور جرم کا احساس اس کی زندگی میں زہر بھرتا ہے اور وہ دمِ واپس تک گڑھتی رہتی ہے۔ کوئی مرد خواہ کتنا ہی عیاش کیوں نہ ہو صرف پاکیزہ دبا عصمت لڑکی کو رفیقہٴ حیات بنائے گا اور کسی ہرجائی کو کبھی نہیں اپنائے گا۔“

چونکہ عیاشی پاکستان میں بھی بڑھ رہی ہے۔ اس لیے یہاں بھی ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو تقلیدِ مغرب میں مرد و زن کا آزادانہ اختلاط اور رسم نکاح کو اڑانا

چاہتے ہیں۔ ایک ایسے ہی صاحب سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا:-

۱۔ نکاح کی تین ڈرجاں کے بعد اگر آپ کی بیوی کو کوئی خا کو ب اٹھائے گیا تو آپ کیا کریں گے؟ نکاح کا رشتہ تو ہے نہیں۔ اس لیے وہ بھی آپ کی بیوی کا استحصال کرنے کا حق دیکھتا ہے۔

ج۔ حرامی بچوں کی پرورش، اخلاقی تربیت اور تعلیم کے مصارف کون اٹھائے گا؟

ج۔ جو لڑکی ہر شب اک نئے مرد کی آغوش میں ہوگی، اسے بیوی سا بھی کون بنائے گا؟

۵۔ حرامی بچے کس کے وارث ہوں گے؟ کیا یہ ستم نہیں کہ ایک کروڑ پیسے کا بیٹا باپ کی دراشت سے محض اس لیے محروم رہے کہ باپ نے اس کی ماں کو صرف ایک رات کے لیے استحصال کیا تھا؟

۴۔ یہ کیسے پتہ چلے گا کہ کون کس کا بیٹا ہے؟ کیا اس سے بن فلاں بن فلاں کا جیسی سلسلہ ختم نہیں ہو جائے گا؟ باپ کی فہرت، عظمت اور تھمیلیات کا اثر اولاد پر بھی پڑتا ہے۔ سرسید اشبیل اور اقبال کی اولاد کا احترام کون نہیں کرے گا؟

۷۔ انسان کا ہزار سالہ تجربہ ہوتا ہے کہ اولاد کی صحیح تربیت ماں کی ماتا اور باپ کی شفقت ہی سے ممکن ہے۔ ماں کا پیار وہ جھولا ہے جس میں حیات جھولتی ہے اور باپ کی شفقت وہ روشنی ہے جو زندگی کی راہوں کو مہیا کرتی ہے۔ اخلاق تہذیب و تربیت انہی دو توانائیوں سے جھولتی ہے۔ جو بچے ان حسین بہاروں سے محروم رہیں وہ ہمیشہ جھٹکتے ہی رہیں گے۔

۸۔ یہ بھی تو سوچئے کہ جس گھر میں بچوں کے ہلکے پھلکے قہقہے، نئے نئے مسخے تھانے اور مہولی بھالی ادائیں نہیں ہوں گی وہ گھر کتنا سناں اور دیران ہوگا۔ بچوں کے بغیر زندگی سخت بورڈ کر لے گئی ہے اور اس بورڈم سے بچنے کے لیے لوگ دوسروں کے بچے خریدنے یا اٹھانے تک سے گریز نہیں کرتے۔ مغرب کے بعض

شہروں میں ایسے ادارے موجود ہیں جہاں ہائپر مارکیٹوں کو پالتے اور پھر بے اولاد لوگوں کے ان بیج ڈالتے ہیں۔ امریکہ نے ایک شہر ٹیکساس میں اس طرح کے ایک ادارے کا انتظام سنسز ایڈن گلیڈنی (Edna Gladney) کے ماتحت میں تھا۔ اس نے چند برس میں دس ہزار نابالغ بچے فروخت کیے۔

۴۔ بعض رشتے بہت پیارے ہوتے ہیں۔ مثلاً خالہ، بھوپھی، باجی، ماموں، خالو، چچا، تایا، نانا، دادا وغیرہ۔ کیا کسی نابالغ بچے کو ان رشتوں کی محبت، شفقت، مسرت اور قرب کی لذت نصیب ہو سکتی ہے؟

ط۔ بعض جانوروں کے نندادہ آزادانہ زندگی بسر کرتے ہیں مثلاً بھیڑ، بکری، گائے، بھینس، آدنٹ، گھوڑا، گدھا وغیرہ۔ اور بعض دیگر جوڑے بن کر رہتے ہیں مثلاً شیر، بھیڑیا اور میشر طیر۔ انسان بھی ایک ایسا ہی جانور ہے جو جوڑا بننے پر مجبور ہے۔ مرد زرذی کمانے اور دیگر امور سرانجام دینے کے لیے عموماً گھر سے نکلتا ہے اور عورت گھر کی دیکھ بھال کرتی، شوہر اور بچوں کی ضروریات کا خیال رکھتی اور خاندان کی غم رشاہی میں شامل ہوتی ہے۔ شاید یہی ہے کہ جب کبوتر اور کبوتری کا جوڑا بن جاتے تو تمام دیگر کبوتر اس کبوتری کا احترام کرتے ہیں اور اس سے ڈر رہتے ہیں۔ یہی حال دیگر جوڑوں کا ہے۔ لیکن عیاش لوگ نابالغ ہائپر مارکیٹ پر دا نہیں کرتے اور ہر عورت کا تعاقب کرتے نظر آتے ہیں۔

ی۔ زندگی میں جس اور کائنات میں امن و سکون، قاری و آئین کی پابندی سے ہے۔ پانی کناروں کے اندر ہے تو آجھ کہلاتا ہے۔ کناروں کو چلا لگ جلتے ترسیلا بن جاتا ہے۔ تہذیب کیا ہے؟ جذبات کو قابو میں رکھنا۔ غم و شادی میں آپے

سے باہر نہ ہونا۔ تمام حقوق و روابط کا احترام کرنا اور جائز و ناجائز کا خیال رکھنا۔ جو لوگ مرد و زن کے معاملے میں تمام پابندیوں کو توڑنا چاہتے ہیں وہ انسان کو پھر ابتدائی فود و وحشت و سمیتیت کی طرح گھسیٹنا اور حیات کرشمی و رعنائی سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔

ک۔ نکاح ایک مقدس معاہدہ ہے جو زن و شوہر کے رشتہ داروں اور دیگر معتمدین کی موجودگی میں طے پاتا ہے۔ اس کی زد سے شوہر بی بی بچوں کے تمام مصارف پر را کرنے اور ان سے حسن سلوک کی ضمانت دیتا ہے۔ نیز وعدہ کرتا ہے کہ وہ کسی اور عورت سے جنسی روابط قائم نہیں کرے گا۔ دوسری طرف بیوی شوہر کو اپنی وفاداری کا بعد ازل اور پاکیزہ کردار کی یقین دلاتی ہے۔ اس معاہدہ کی تمام ضمانت ان آیات و احادیث میں ملتی ہیں جو روابطِ نکاح پر روشنی ڈالتی ہیں۔ کروڑوں گھروں کا سکون اس معاہدہ سے وابستہ ہے جو لوگ عورتوں کو درغلا کر گھروں کا سکون دہم دہم کرتے ہیں وہ کسی رحم کے قابل نہیں۔ انہیں یا تو مار ڈالیجے یا سنگسار کیجیے اور کم سے کم سزا یہ کہ سوڈے لگائیے۔

ل۔ تاریخِ عالم کا یہ ناقابلِ تردید فیصلہ ہے کہ جو قوم خواتین کا احترام نہیں کرتی۔ اور انہیں طوائف کی سطح تک گرا دیتی ہے اُسے تین قسم کے نتائج جھگٹنا پڑتے ہیں۔
اقرآن ہے۔ وہ بے غیرت ہوجاتا ہے اور ساتھ ہی بزدل۔ قویں اپنی روایات و اقدار اور خواتین کو بچالے کے لیے لڑتی ہیں۔ اگر خواتین طوائف سے بدتر ہوجائیں تو ان کو بچانے کے لیے اپنی جان کون دے گا؟

حرحس۔ عصمت باختہ خواتین اپنے بچوں کی اخلاقی تربیت نہیں کر سکتیں۔ جو چیز خود ان کے پاس نہیں وہ دوسروں کو کیسے دیں گی؟
سسوہی۔ بہادر، نیک اور اولوالعزم بیٹے بدکردار ماؤں کا کدو سے کبھی

پیدا نہیں ہو سکتے۔ جیسی کہ تولد ہی جنم سے سکتی ہے اور مسیح کہ مریمؑ جو لوگ جنسی آزادی کا دھار کر رہے ہیں۔ وہ مردوں کی بے غیرت، عورتوں کو طوائف اور بچوں کو طوائف زادہ بنانا چاہتے ہیں۔

احتجاج | دنیا اس صورت حال سے اتنی تنگ ہے کہ ۲۹ مارچ ۱۹۷۳ء کو برطانیہ کے ایک شہر ٹرننگم میں پچاس ہزار آدمیوں نے ناجائز نچول اور استقلیٰ عمل کے خلاف زبردست مظاہر کیا۔ بی بی سی کے ایک مبقر نے بتایا کہ ۱۹۷۲ء میں صرف ٹرننگم میں ۱۵۹۲۵۰ ناجائز بچے پیدا ہوئے تھے یعنی اذان ۲۵۰ بچے روزانہ۔

مغرب میں ہتی ذلیل تری گروہ ہے۔ غلیظ، بد کردار، تمام اخلاقی منواب کا منکر اور لوگوں کے سامنے کھسے بندوں فراخس کا ارتکاب کرنے والا۔ یہ گروہ ۱۹۳۰ء کے بعد ظاہر ہوا۔ آزمانہ جنسی فعل میں اتنی کشتش تھی کہ تیس پتیس برس میں اس کی تعداد کو ٹرننگم تک پہنچ گئی۔ ان میں نصف کے قریب دو خیزائیں تھیں۔ یہ لوگ اپنے گھروں سے نکل کر دنیا کے ہر حصے میں پہنچے۔ خوب بدکاری کی۔ چرس، پانڈو، بھنگ اور افیون کا بے تحاشا استعمال کیا۔ اس کا خیال یہ تھا کہ وہ اس طریقے سے سکون قلب کی دولت پائے گا۔ لیکن اسے رسوائی، ذلت، غفلت اور نفرت کے سوا اور کچھ نہ ملا۔ چنانچہ ان میں احساس زیاں پیدا ہوا اور ۱۹۷۵ء کے اواخر میں دس لاکھ مہیوں نے شکاگو میں اس صدی کا سب سے بڑا جلوس نکالا۔ ان کے اٹھوں میں کئی لاکھ میٹرز (کتبے) تھے جن پر قوم تھا۔

Back to religion

غذیب کی طرف واپس چلو

یہ اولاد چالیس سال کے تلخ تجربات، مسلسل رسوائی اور عالمی لعنت کا نتیجہ تھی۔ پاکستان کے ہتھیار اور خواتین دشمن اور ہاشمہ! کیا مغرب کے کرڈلے ہپیوں کا تجربہ تمہارے لیے کافی نہیں؟ کیا سوال کہ انبیاء کی حسین تعلیمات کو تم ہڈیاں سمجھتے ہو؟ کیا تم اُس بے غیرتی کے لیے آمادہ ہو کہ تمہارا ہیرو کوئی خاکروب لے جائے اور جوان بہن کو کوئی لٹھا لٹھا کر تمہارے پاس مضطرب انسانیت کے لیے بھی کچھ ہے؟

ڈاکٹر جے۔ ڈی۔ انون کی تحقیق | کیمبرج یونیورسٹی کے ایک پروفیسر ڈاکٹر (J.D. Umwin) جے۔ ڈی۔ انون

نے جنسیات پر برسوں تحقیق کی۔ اور یہ دیکھنے کے لیے کمزور ذہنی کے آزادانہ اختلاط اور بے لگام جذبہ جنس کا اثر تہذیب پر کیا پڑتا ہے؟ اُسی اقوام و قبائل کے حالات کا مطالعہ کیا۔ اور پھر اپنے چھ سو صفحے کی ایک فاضلانہ کتاب کے عنوان سے لکھی۔ اس میں وہ کہتا ہے:-

”جنسیات“ اور کچھ کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ جذبہ جنس پر قابو پانے کے بعد انسان میں ایک خاص قرآنی پیدا ہو جاتی ہے جس سے معاشرہ کے کسی بلند نصب العین کی نیکیں کا کام لیا جاسکتا ہے۔ جو لوگ عیاشی و شہوت رانی میں پڑ جاتے ہیں۔ ان کو توانائی اتنی کم ہو جاتی ہے کہ وہ کوئی بڑا کارنامہ مثلاً ایجاد، تخلیق، تصنیف، التعمیر وغیرہ سرانجام نہیں دے سکتے۔ ان کے قوائے عمل پر اداس پڑ جاتا ہے۔ اور رائی کی بعیرت مذہبانت و معذلا جاتی ہے۔ قدیم زمانے میں سیریلوں، باپیلوں اور مصریوں کا عروج، ساتویں صدی میلاد ہی میں قیصر دگر کی پریوں کی فٹار سب اسی داخل قرآنی کے

کرتے تھے جو بحکم آئینہ کی تخلیق بھی اسی قرآن کا مقصد ہوتا ہے۔ اس لیے ایک
فاتح قرآن فخریہ لطیفہ کی بھی خالق بن جاتی ہے اور دوسری طرف جنسی آزادی
تباہی لاتی ہے۔

Any extension of sexual opportunity must always be the
immediate cause of cultural decline.

اجنبہ جنس کی بد لگامی بلاشبہ زوالِ تہذیب کا سبب بن جاتی ہے
دوسری صدی میلادی میں رومن امپائر پر سے عروج پر تھی۔ پھر رفتہ رفتہ ایسی نسل
آگئی جس کا مقصد حیاتِ جذبہ جنس کی تسکین تھا۔ بے ہمت اور بے عمل۔ چنانچہ امپائر کا
زوال شروع ہو گیا۔ بعد ازاں ایسے سیاسی نظم و نسق میں داخل ہو گئے۔ جنہیں اپنی خواہشات
پر پورا کنٹرول تھا۔ چنانچہ چوتھی صدی میں امپائر پھر طاقت ور بن گئی۔
اگر کسی سوسائٹی میں خواتین کا جنسی تعلق صرف اپنے شوہروں سے ہو تو اس کی زوال
بہت بڑھ جاتی ہے۔ (ص ۲۶۹)

اسی اقوام و قبائل کے حالات کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تو
فائدہ ترین سطح پر ہی لوگ پہنچے تھے جو نکاح سے پہلے لڑکیوں کو جنسی تعلق قائم کرنے
کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ (ص ۲۶۹)

دیکھا آپ نے کہ جنسی آزادی کے نتائج کتنے تلخ اور کتنے ہمد گیر ہیں، اسی بناء پر فرشتے
قرآن نے دنیا کو فحاش سے روکا تھا۔

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ سَرِيقِ الْفَوَاحِشِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا
بَطْنٌ - (اعراف - ۳۳)

اے رسول! کوئی کر کہہ دو کہ میرے اللہ نے تمام فحاش کو خوار و

ظاہر مہر یا پوشیدہ، ختم کر دیا ہے)

اس موضوع پر قرآن پاک میں ۴۲ آیات ہیں۔ قرآن نے فراسٹ کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے سورتوں کی سزا بھی مقرر فرمائی ہے۔

الْزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا سَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا تَشْهَدَا عَلَيْهِمَا ظُلْمًا إِنَّهُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (نور - ۲)

زانیہ اور زانی دونوں کو سو درے مارو۔ اگر تم خدا اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو ان پر رحم نہ کھاؤ اور مومنوں کے ایک گروہ کے سامنے انہیں سزا دو

پاکستان میں ایسے عداشعراء، افسانہ نگار، اساتذہ، رسائل کے مدیر اور ادیب (سینا گھر، ناچ گھر، بڑے بڑے ہوٹل) موجود ہیں جو فراش چیلر رہے ہیں۔ اس نے انہیں خوشنماک قذاب کی شکل دی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ يَكْفُرُونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ لَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَا (نور - ۱۹)

ہر رنگ اہل ایمان میں فراش چیلر ناچا رہتے ہیں، انہیں ہم دنیا و آخرت میں خوشنماک قذاب دیں گے) ایک اور مقام پر ارشاد ہوا۔

وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا (نساء - ۲۴)

جگہ جانا۔

چونکہ یہ تمام خرابیاں مردوزن کے آواز اور اختلاط سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس لیے قرآن مقدس نے عورت پر کچھ پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ مثلاً۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ كُلِّ لَيْلَةٍ رَاحِلَةً وَبَيْتِكَ وَنِسَاءِ
الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيقِهِنَّ ذَلِكَ
أَدْنَى أَنْ يَحْفَرْنَ فَلَا يُكْذِبْنَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور اہل ایمان کی بیویوں سے
کیسے کہ وہ بڑی چادر سے اپنے آپ کو ڈھانپ کر باہر نکلیں تاکہ لڑکے
اس چادر کی وجہ سے سمجھ جائیں کہ یہ مسلمان عورتیں ہیں اور انہیں پریشان نہ
کریں۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسَلُّوهُنَّ وَسَاءَ

حِجَابٌ

جب تم ازواجِ رسول سے کوئی چیز مانگو تو پر سے کے نیچے
کھڑے ہو کر طلب کرو۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا
فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَّهُمْ ذَرَاتٍ ۚ اللَّهُ خَبِيرٌ ۚ أَمَا يَتَعَوَّنَ
وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ
وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْحَكُنَّ يَخْفَيْنَ
عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ
أَبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ

بَعُولَتِهِنَّ أَوِ الْخَوَالَئِ أَوْ صِبْيَ الْخَوَالِئِ أَوْ صِبْيَ إِخْوَاتِهِنَّ
أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ الشَّعْبِ
غَيْرِ أَوَّلِ الْأَرْبَعَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الذِّكْرِ
لَمْ يَطْلَهُ زُاعِلُ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبَنَّ
بِأَسْرِ جَلِيهِنَّ لِيَعْلَمَ مَا يَخْفَيْنَ مِنْ رَيْبَتِهِنَّ وَلَا
تَوْبُوْا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا آيَةُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تَقْلَعُونَ

(نورس - ۳۰ - ۳۱)

اے رسول! مومنوں سے کہیے کہ وہ نظریں نہ چلیں اور اپنی
شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اس سے ان میں پاکیزگی پیدا ہوگی۔ اور
اللہ ان کے اعمال سے باخبر ہے۔ مومن عورتوں کو بھی ہدایت کی کہیے کہ وہ
نظریں نہ چلیں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور زینت کو چھپا کر
رکھیں۔ سولے اس کے کہ جسے چھپاؤ شوارہ (مثلاً دست و پا کے زیور
وغیرہ) وہ اپنے سینوں کو اوڑھنیوں سے ڈھانکیں۔ اور اپنے شرمہروں،
اپنے آباد شرمہروں کے آباد اپنے بیٹوں، شرمہروں کے بیٹوں، بھائیوں،
بھتیجیوں، بھانجیوں، گھر کی عورتوں، غلاموں، کنیزوں، نامر ملازموں اور
بالغہ راکوں کے سوا کسی اور کے سامنے اپنی زینت ظاہر نہ کریں۔ زمین
پر زور سے پاؤں نہ ماریں تاکہ لوگوں کو ان کے ہفتی سنگار کا علم نہ ہو جائے
تم سب اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو تاکہ نجات حاصل کر سکو

اسلام نے عورت کو بہت اونچا مقام دیا ہے۔ جنت بان کے قدموں میں رکھ دی
ہے۔ ازواج رسول اکرمہات المؤمنین کا اعزاز بخشنا ہے۔ قرآن مقدس نے جن نفوس
کو بلور مثال پیش کیا ہے۔ ان میں دو خواتین بھی شامل ہیں یعنی حضرت مریم اور زہرا

اسلامی معاشرہ نے خواتین کو کسبِ روزگار سے بے نیاز کر دیا ہے۔ شادکامی سے چلے نہیں باپ پالتا ہے اور بعد میں شوہر۔ یوں اگر وہ خود بھی کما چاہیں تو کوئی رکاوٹ نہیں۔ اسلام جن اقدار کی حفاظت کے لیے جہاد کا حکم دیتا ہے۔ ان میں عورت بھی شامل ہے عورت ایک عظیم قدر ہے۔ اور ہم ہمیشہ ہر قیمت پر اس کی حفاظت کرتے رہے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے۔

قرآن کے علام الغیوب خالق کو معلوم تھا کہ بیسویں صدی میں مرد و زن کے آزادانہ اختلاط کا ایک ایسا فتنہ اٹھے گا جو سیلاب بنی کہ اقوام مغرب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ چنانچہ اس نے ایسی ہدایات نافذ کیں جن پر عمل کرنے کا نتیجہ مستقبل میں امن — گھروں میں سکون اور روابط میں توازن ہو — جوں جوں زندگی آگے بڑھ رہی ہے۔ قرآن مقدس کا عظیم ہدایات کا نقش ذہنوں پر حکم تراور عینق تر ہوتا جا رہا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوا:-

إِنَّ هَؤُلَاءِ ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ • وَلَكَلَّمَنَّ نَبَأًا بَعْدَ حِينٍ •

(ص - ۸۶ - ۸۷)

(یہ قرآن دنیا کے لیے درسِ ہدایت ہے اور تم اس کی حقیقت کو کچھ
وقت کے بعد سمجھو گے)

۱۳۔ اسلام کا معاشی نظام

اس وقت دنیا میں در معاشی نظام رائج ہیں۔ سرمایہ داری اور اشتراکیت۔ ہر دو نوع انسان کے لیے مصیبت بنے ہوئے ہیں۔

ماہرین معاشیات کے ان اصل سرمایہ کار کن کی محنت ہے جو بخر
 زمین کو زرخیز بناتا، کپاس کو کپڑے، لہجے کو موٹر اور خاکہ۔

سرمایہ داری

ریگ کو محل میں تبدیل کرتا ہے۔ لیکن یہ دولت سرمایہ دار کی جیب میں چلی جاتی ہے۔ سرمایہ دار کی بے لگام حوس چھوٹے چھوٹے تاجروں کو ہڑپ کر جاتی ہے۔ وہ جب چاہتا ہے اجناس کے نسخ گھٹا کر چھوٹے دوکانداروں کو اور بڑھا کر عوام کو مصیبت میں ڈال دیتا ہے۔ یہ مشینیں لگا کر پہلے بے روزگاری بڑھاتا اور پھر کام کے ارتقا بڑھا کر اُجرت گھٹا دیتا ہے۔ اور اس طرح منافع کا بہت بڑا حصہ اس کی جیب میں چلا جاتا ہے۔ دولت مند بن کر وہ کئی کھیل کھیلتا ہے۔ مثلاً:-

۱۔ وہ غریبوں کے ووٹ خرید کر قانون ساز اسمبلی میں چلا جاتا ہے۔ جہاں وہ اپنی دولت بڑھانے کے لیے فحش راہیں سوچتا اور غریب کو غریب تر بنانے کے لیے قانون بناتا ہے۔

۲۔ وہ تیز رفتار کاروں کا غبار غریبوں کے منہ پر ڈالتا ہے اور بڑے بڑے محل بنا کر عوام میں مایوسی، نا انصافی، بے لوائی اور پسپائی کا احساس پیدا کرتا ہے۔

۳۔ اُسے عوام سے نفرت ہوتی ہے۔

د۔ اس کی خردت کا دھارا شراب خافوں اور قہر خانوں کی طرف بہہ نکلتا ہے

اور وہ اشدک تمام راہوں کو چھوڑ جاتا ہے۔

اشتراکیت میں کئی خامیاں ہیں۔

اشتراکیت

اولیٰ حصہ۔ انفرادی ملکیت نہ ہونے کی وجہ سے ہر کارکن اپنے آپ کو ایک ایسا قیدی سمجھتا ہے جو جیل میں جک پیسے پر تو مجبور ہے لیکن آٹے سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ روس میں بارہا یہ اتفاق ہوا ہے کہ کسانوں کی بدولی اور اکتا ہٹ کی وجہ سے یہ کارکن کے کروڑوں ایکڑ کھیت بے کاشت رہ گئے اور روس کو امریکہ سے غلے کی جھیک مانگنا پڑی۔ کارکن کو اپنی محنت کا صلہ نہ ملے تو ڈنڈے کے ڈر سے کب تک کام کرے گا؟ جب شروع میں اشتراکیوں نے روس کے کاشتکاروں سے ان کی زمینیں چھینیں، تو انہوں نے سخت مقابلہ کیا اور لاکھوں افراد گولیوں کا نشانہ بن گئے۔

امریکا کا ایک نامور نگار لکھتا ہے کہ ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۲ء تک لینن نے ایک کروڑ بیس لاکھ روس قتل کیے تھے۔ (ریڈینڈ ڈائجسٹ اپریل ۱۹۵۲ء ص ۱۳)

بعد میں کٹالین نے جو ۱۹۲۸ء میں لینن کے مرنے پر بد سراقتار آیا تھا۔ اور ۱۹۵۳ء تک رہا تھا۔ کوڑا اور ٹریڈر کوڑا کے درمیان انسانی موت کے گھاٹ

آتا رہیے (ایضاً ص ۱۲)

یہ بہتے دگی ٹینکوں سے کہاں تک لڑتے۔ بلا سزا انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور

بدول قیدیوں کی طرح کام کرنے لگے۔ آج سے کوئی چالیس برس پہلے حکومت نے

انہیں دو فیصد زمین کا مالک بنا کر کہا کہ اس کی پیداوار تنہا ہی ہوگی۔ تم جہاں اور جس

طرح چاہو خرچ کرو۔ آپ یہ سن کر یقیناً حیران ہوں گے کہ اس دو فیصد سے ملک

کی چالیس فیصد ضروریات پوری ہونے لگیں۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے شخصی ملکیت پانچ فیصد

کر دی گئی اور ملک پیداوار میں بخود کفیل ہو گیا۔

۱۹۵۵ء میں روڈن یہ حالت تھی۔

کہ جھڑی، بھگیاں اور قودھ دینے والے جانور بہت کم رہ گئے.....

گوکس زوں کے پاس دس لاکھ ٹریکٹر تھے اور اتنے ہی کارفرما ڈنڈے لے کر ان کے کام کا نگرانہ کر رہے تھے۔ لیکن روس کی فصلیں ناکام ہوتی گئیں۔ کیونکہ کس زوں کے پاس اپنی زمینیں نہیں تھیں اور شوق کار مفقود تھا۔ زمین بھیننے کی جنگ کئی سال جاری رہی۔ اور تقریباً پچاس لاکھ کن ہلاک ہو گئے۔ (ملخص)

دوہ: اپنی منت سے پیدا کردہ فصل نکوت کے سپرد کرنے کے بعد کسان دفتری اہل کاروں کا محتاج ہو گیا اور اسے اپنی ضروریات حاصل کرنے کے لیے دفاتر کے چکر کاٹنے پڑتے۔

سوم: روس میں ہر فرد اس حد تک بائندار معتد ہے کہ وہ نہ اپنی مرضی سے کوئی پیشہ اختیار کر سکتا ہے اور نہ اپنا کارخانہ اور رکیت بدل سکتا ہے۔

چهارم: اس نظام کی سب سے بڑی خرابی یہ کہ وہاں خدا کا قصود ہی موجود نہیں اور زکوٰۃ، خیرات، صدقہ، سائین دیتا ملی پروری سے تعمیر شخصیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ تعمیر بڑی حد تک روحانی، اخلاقی اور معنوی ہوتی ہے جس کے بڑے

سے مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ای۔ ریٹانڈ کا مقالہ۔

ریڈرز ڈائجسٹ، اشاعت ۱۹۵۵ء۔ ص ۶۹ (Russia, Angry FARMERS)

یہ مقالہ نگار ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۴ء تک روس میں امریکی سفارت

کا ایک رکھی تھا۔ ۱۹۴۴ء سے ۱۹۴۶ء تک واشنگٹن میں امیڈیروس کا مشیر رہا اور چھریو بارک ریڈیو سٹی میں فرانسیسی سرانجام دیتا رہا۔

بڑے ذرائع تین ہیں۔ علم، عبادت اور صدقات۔ صدقات سے مراد بڑھوسوں، معذوروں، بے فوائدوں، بیواؤں اور یتیموں کی مدد کرنا ہے۔ رُوس نے لوگوں سے خدا چھین کر عبادت سے اور مالی چھین کر صدقہ و خیرات کی لذت سے محروم کر دیا۔ اُن کے پاس صرف علم رہ گیا ہے۔ جس پر کسی شریعت اور آسانی صحیفے کا کنٹرول نہیں۔ اس لیے ممکن ہے کہ وہ کسی وقت دنیا کی تباہی کا سبب بن جائے۔

ایک اشتر کی سے مکالمہ | ایک دن ایک اشتر کی سے معاشی نظام پر بحث چھڑ گئی تو وہ کہنے لگا کہ ہم ایک ایسا غیر طبقاتی معاشرہ قائم

کرنا چاہتے ہیں جس میں آؤ بیچ بیچ نہ ہو اور سب برابر ہوں۔
 میں نے آپ جانتے ہیں کہ ذہنی، جسمانی اور دماغی لحاظ سے افراد میں بڑا اتفااق ہوتا ہے۔ کوئی لمبا اور کوئی چھوٹا۔ کوئی طاقتور اور کوئی کمزور۔ کوئی تندرست اور کوئی بیمار۔ کوئی ذہین اور کوئی کند ذہن۔ علمی لحاظ سے کوئی آئی سٹائٹ ہے اور کوئی ابو جہل۔ ان تمام کو ہر لحاظ سے برابر رکھنا خلاف عدل بھی ہے۔ اور خلاف فطرت بھی۔ کیا اس کائنات میں زمین سے آسمان تک کہیں بھی مساوات نظر آتی ہے۔ کوئی درخت اونچا ہے اور کوئی نیچا۔ کوئی سایہ دار ہے اور کوئی بے سایہ۔ کسی کے ساتھ پھل لگتے ہیں اور کسی کے ساتھ کانٹے۔ باغوں میں صد قسم کے پھول ہیں، سب کی حیثیت اور گو مختلف۔ ہر پھل کا ذائقہ جدا اور پتے الگ۔ یہی تنوع حسن کائنات ہے یہاں مساوات کی تلاش بے کار ہے۔

پھر یہ بھی تو سوچیے کہ اگر دنیا کی ساری دولت تمام انسانوں میں برابر بانٹ دی جائے تو ہمارے کام کون کرے گا اور بوجھ کون اٹھائے گا؟ چونکہ لوگوں کے مزاج اور حقوق میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس لیے بہت ممکن ہے کہ کوئی اپنی دولت عیاشی میں کھائے۔ کوئی جڑا کھیل کر مار جائے اور چند روز کے بعد پھر وہی ناہمواری

پیدا ہو جائے۔

تسلیم! کہ آپ تعمیر ملک کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن آپ کی محنت سے آنے والی نسل ہی فائدہ اٹھائے گی۔ اور خود آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ کیا یہ ظلم نہیں کہ محنت تو آپ کریں اور فائدہ کس اور کو پہنچے؟
 وح: کیا آپ کے ان اعلیٰ نسلوں کے لیے کام نہیں ہوتا؟

ہیجے، ہوتا ہے۔ لیکن ہم دو دنیاؤں کے قائل ہیں۔ اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ خدا عادل ہے اس لیے ہر شخص کو اس کے عمل کا اجر یہاں یا وہاں مل کر رہے گا۔ چونکہ آپ خدا کے قائل ہیں نہ آخرت کے۔ اس لیے آپ کو اپنی محنت کا صلہ کہیں نہیں ملے گا۔

وح: تو پھر اس مساوات کا مفہوم کیا ہے جس کا چرچا صدیوں سے اسلامی حلقوں میں ہو رہا ہے؟

ہیجے، اس مساوات کے دو مفہوم ہیں:-
 اقل سے: کہ تمام انسان قافلوں کی نگاہ میں برابر ہیں۔ بزم شاہ سے مرزد ہو یا گدرا سے۔ دونوں برابر برابر سزا پائیں گے۔

کثیر سے: بحیثیت انسان سب برابر ہیں۔ سب احسن التقویٰ کے مالک ہیں۔ اور خدائی صورت پر پیدا کیے گئے ہیں۔ فرق ہے تو انفرادی تفصیلات یعنی علم، کردار اور اعمال کی وجہ سے۔ چونکہ علم و عمل کے لاکھوں ماسج ہیں۔ اس لیے انسانوں میں بھی یہ تفاوت پایا جاتا ہے۔

اسلام کا نظام معاشیات | اسلامی نظام معاش کی بنیاد عدل، احسان، اخوت، انسانی محبت اور اللہ کے خوف پر رکھی گئی ہے۔ اس میں فرد کو پوری آزادی ہے کہ کسب رزق کی جائز راہ میں تلاش

کرے اور اللہ کا ماہلہ میں دل کھول کر خرچ کرے۔ اللہ سے ڈرنے والے کبھی گراں فرشتی، ذخیرہ اندوزی اور استحصال کے مرتکب نہیں ہو سکتے۔

يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ

(نور - ۲۴)

(وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جب دل الٹ جائیں گے اور آنکھیں

پھٹ جائیں گی)

زندگی کے معنی منازل طے کرنا گو یا کسی شہسوار گنار گھاٹی سے گزرنا ہے۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ • فَكَّ رَقَبَةٍ • أَوْ اطْعَمٌ

فِي يَوْمٍ مَرَّ ذِي مَسْعَةٍ • يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ • أَوْ مَسْكِينًا

(البلد ۱۲ تا ۱۶)

ذَا مَقْرَبَةٍ •

دہانتے ہو کہ یہ گھاٹی کیا ہے، کسی گردن کو آزاد کرانا، یا مشکل

ایام میں رشتہ دار، یتیموں یا گرد آلود مسکینوں کو کھانا کھانا)۔

اشتراک کیا جانیں کہ والدین کی خدمت، یتیموں، اسبے لڑکوں اور یتیموں کی پرورش

غریب طلباء کے تعلیمی مصارف برداشت کرنے اور افادی ادارے کھولنے میں

کتنی لذت ہے اور اس سے روح کو کتنی عظمت و رفعت نصیب ہوتی ہے۔

اسلام تیور ذیل کے ساتھ انفرادی ملکیت کی اجازت

دیتا ہے :-

انفرادی ملکیت

۱۔ اسراف نہ کریں۔

۲۔ عیاشی، بکری داری اور مشاغل قبیمہ سے بچیں۔

۳۔ ہر حاجت مندی حد کریں۔

۴۔ اپنے آپ کو لڑائی کھیں اور جب سربراہ ریاست آپ سے آپ کی جمع کردہ

دولت کی مفاد کے لیے طلب کرے تو آپ بے چون و چرا پیش کر دیں۔

۵۔ زکوٰۃ اور دیگر واجبات باقاعدگی سے ادا کریں۔

۶۔ ضابطہ میراث کی پابندی کریں۔

خَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْيَتَامَىٰ ذَاتِ السَّبِيلِ ط

ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَرِيْضُوْنَ رِجْبَهُ اللّٰهُ - (روم - ۳۸)

درشتہ دار کو اس کا حق دو مسکین و مسافر کی مدد کر دو۔ ان میں

ان لوگوں کی بہتری ہے جن کی منزل اللہ ہے۔

یہ یاد رہے کہ کائنات کی تمام نعمتیں انسانوں کے لیے ہیں۔ ان میں مسلمان بھی

شامل ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوْشَاتٍ وَغَيْرِ مَّعْرُوْشَاتٍ

..... كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهِنَّ اِذَا اَلْمَدْرَ اَتَوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حِصَادٍ ط

وَلَا تَسْرِقُوْا - (انعام - ۱۳۱)

اللہ وہ ہے جس نے ایسے باغات پیدا کیے جن میں کچھ تو بھلدار

بلیں (انگور وغیرہ) ہیں۔ اور دیگر درخت سب ان کے ساتھ چھل

لیں تو کھاؤ۔ لیکن غریبوں کو مت چھو۔ اور اسراف سے بچو۔

اسلام نے درست جمع کرنے والوں اور سرمایہ داروں پر لعنت بھیجی ہے۔ اسلامی

تعلیمات پر عمل کرنے والا سرمایہ دار ہی نہیں سکتا۔ جو شخص حلال کی روزی کماٹے،

زکوٰۃ، صدقات، خیرات اور نذیر دے۔ احکام میراث کی پابندی کرے۔ اور اپنے

آپ کو اللہ کی طرف سے ٹرسٹی سمجھے وہ سرمایہ دار ہو ہی نہیں سکتا۔ سرمایہ دار کا نتیجہ

ہے حرام خوردی، مہنگائی، رشوت، شہ بازی، ضمیر فرشی، وطن کے خلاف جاسوسی،

ہیرا پھیری اور چوری چکاری کا۔ اور اسلام ان ذمائم کی بیخ کنی کے لیے آیا تھا۔

انصافاً فرمائیے۔ کہ یہ متوازن، معتدل، فطری تقاضوں کے عین مطابق، افراط و تفریط سے مبرا۔ دنیوی آس و گل، اخروی ترقی اور معنوی عظمت کا کفیل نظام جس کے ثمرات و نتائج دیکھ کر عمیرہ داں کے ماہر معاشیات انگشتِ حیرت بندیاں ہیں۔ ایک اُمی کا دماغ سوچ سکتا ہے۔

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَكُم
مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَعَزِيزٌ ذُكِّرُوا
(حدید - ۱۹)

(یہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے بندے پر نہایت واضح اور روشن آیات اس لیے نازل کیں تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے چلتے اور بے شک اللہ انسانوں پر بہت مہربان ہے۔)

۱۴۔ خواب، قرآن اور علمائے عصر

حضور صلعم کا ارشاد ہے۔

لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا كُنْتَ الْمُبَشِّرَاتِ سَأَوِيَا الرَّجُلِ
الْمُؤْمِنِ وَهُوَ جُزْءٌ مِنْ أَجْنَاءِ النَّبُوَّةِ

(مسند احمد بن حنبل - ترقی - المستدرک للحاکم)

(میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا) (سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے)

اور اب صرف مبشرات (بشارات) باقی رہ گئی ہیں، یعنی مومن کے خواب جو نبوت کا ایک جزو ہیں)۔

یہی حدیث الفاظ کی ذرا سی تبدیلی کے ساتھ صحیح مسلم، سنن نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں بھی مروی ہے۔

قرآن مقدس نے صرف چار خوابوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے تین کا تعلق حضرت یوسف علیہ السلام سے تھا۔ اور ایک کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام زندان مصر میں قید کاٹ رہے تھے تو ایک روز دو قیدی اُن کے پاس آئے اور اپنا اپنا خواب بیان کرنے لگے۔ ایک نے خواب میں دیکھا کہ وہ انگوروں کا رس پھوٹ رہا ہے۔ دوسرے نے دیکھا کہ وہ سر پر روٹیاں اٹھاتے جا رہا ہے۔ اور اُن روٹیوں کو پرندے کھا رہے ہیں۔

حضرت یوسفؑ نے پہلے سے کہا کہ تم جلد فرعون کے ساتی بن جاؤ گے اور دوسرے سے کہا کہ تم کو پھانسی دے جائے گی۔ تم کئی ہفتے ٹھکتے رہو گے۔ پرندے تمہارا پیچھا کر رہے ہوں گے۔

۲۔ انہی دنوں فرعون نے خواب میں دیکھا کہ سات پلے ہوئی موٹی گائیوں کو سات ڈبلی گائیں کھا گئی ہیں۔ ساتھ ہی گندم کے سات سبز اور سات خشک خوشے ہیں۔ دیکھے۔ اس نے اپنے مشیروں اور باریوں اور اہل علم سے اس کی تاویل پوچھی۔ لیکن کوئی نہ بتا سکا۔ اس موقع پر فرعون کے ساتی کو حضرت یوسفؑ کا خیال آگیا۔ چنانچہ وہ زندان میں گیا اور فرعون کا خواب بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ سات سال تک مصر میں بہت عمدہ فصلیں ہوں گی۔ کسانوں کو کہیے کہ وہ کچھ قلعہ خوشوں ہی میں رہنے دیں۔ پھر سات خشک سال آئیں گے۔ جو خوراک کے تمام ذخائر کو ہارپ کر جائیں گے۔

یہ تاویل سن کر فرعون نے حضرت یوسفؑ کو حیل سے نکالا اور وزیر خوراک بنا لیا۔ (یوسف - رکوع ۶۱۵)

۳۔ ہجرت کے چھٹے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ وہ مسجد حرام میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپؐ پندرہ سو صحابہؓ کے ہمراہ چل پڑے۔ لیکن قریش مکہ نے مزاحمت کی۔ بالآخر چند شرائط پر صلح ہوئی۔ یہ صلح نامہ معاہدہ حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ دو سال بعد حضورؐ نے آٹھ ہزار صحابہؓ کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ تمام اہل مکہ اسلام لے آئے اور حضورؐ نے سب کو معاف کر دیا۔ اس خواب کا ذکر اللہ نے ان الفاظ میں کیا ہے:-

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ سَأُولَهُ الْكُرْءِيَا بِالْحَقِّ وَلَقَدْ خَلَقَ
الْإِنْسَانَ أَحْسَنَ تَحْوِيلٍ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ آمِينَ

(اللہ نے اپنے رسولؐ کا پیغام اب کہ وہ نہایت امن سے مسجد الحرام میں داخل ہو رہے ہیں، سچا کر رکھا یا ہے)۔

آسٹریا کا مشہور طبیعی حکیم اور ماہر نفسیات سگمنڈ فرویڈ (۱۸۵۶-۱۹۳۹ء) خواب کو بے معنی، بیمار ذہن اور چند دیگر عوامل کا قبیح قرار دیتا ہے یا ان خوابوں کا علامتی اظہار جو ناکام بہنہ کے بعد بلا شعور میں چلی گئی تھیں۔ فرویڈ کی تردید میں پہلی طاقتور آواز سوئٹزر لینڈ کے ایک فلسفی سی۔ جی۔ یونگ (C.G. Jung) نے بلند کی اور کہا۔

• خواب خدا کی آواز ہے۔ یہ ایک پیغام ہوتا ہے۔ اشارات و علامات پر مشتمل۔ اسے سمجھنا اتنا ہی مشکل ہے جیسا کسی قدیم تحریر یا کتبہ کو پڑھنا۔ خواب کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے خواب دیکھنے والے کے حالات کو دیکھیں۔ اس کی مشکلات و خواہشات کو سمجھیں۔ خواب کے پورے ماحول پر نظر ڈالیں۔ ایک ایک علامت کا تجزیہ کریں اور پھر کسی نتیجہ پر پہنچیں۔ (ملخص)

(F. Fordham:—An Introduction to Jung's Psychology. U.K.

'1940 96

اَكْفُوْطُ

(H.V. Meegreen)

میگرین کے سچے خواب | (H.V. Meegreen) اکسپریٹ
میں لڑھکتا تھا - ۸۰ء - ۹۴ء کی رات کو

اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ ۹ مارچ کے ایک اخبار میں گھسٹروڈز کے نتائج پڑھ رہا ہے اور بنڈل نام کا ایک گھوڑا اول آیا ہے۔ یہ ریس کورس میں چلا گیا۔ وہاں اُسے معلوم ہوا کہ واقعی بنڈل نام کا ایک گھوڑا اوڈر میں شامل ہو رہا ہے۔ اس نے بھی ٹکٹ لے لیا اور تین پونڈ جیت لیے۔

۲۰۱۱ء میں پریل ۱۹۹۵ء کو اسے پھر جینے والے کھڑے کا نام خواب میں بتایا گیا۔ اس طرح کے سچے خواب اس نے چھ مرتبہ دیکھے۔

(ریڈرز ڈائجسٹ - جنوری ۱۹۵۴ء صفحہ ۲۴)

خود مجھے خوابوں کے تجزیے کا شوق ہے اور اپنا خواب بڑی حد تک سمجھ لیتا ہوں۔ اگر خواب میں بہتا ہوا صاف پانی یا مرغابیاں، ٹیسر، تیترا، چکرا اور دھبہ دیکھوں تو خوش نصیب ہوتا ہے۔ سانپ، کتا، بکھڑا، چھپکلی یا چوہا نظر آئے تو کوئی مصیبت ٹوٹتی ہے۔ ریل دیکھوں تو کوئی مہمان آتا ہے یا کسی کا خط۔

دنیا جانتی ہے کہ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو بھارت نے لاہور پر **میرا ایک خواب** اچانک حملہ کر دیا تھا۔ اس جنگ میں طرفین کو شدید

نقصان اٹھانا پڑا۔ بلاخر اقوام متحدہ کی کوششوں سے ۲۲ ستمبر کو جنگ بند ہو گئی۔ ۸ اکتوبر ۱۹۶۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایرانِ صدارت (راولپنڈی) میں ایک جگہ کھڑا ہوں۔ وہاں کسی دعوت کا پرچا ہے۔ جس میں صدر ایوب خان، وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو اور بھارت کے وزیر اعظم لال بہادر شاستری نے شامل ہونا ہے۔ صدر وزیر خارجہ کے ہمراہ مقامِ دعوت کی طرف چل پڑے۔ میں بھی پیچھے پیچھے ہونیا۔ آگے گئے تو شاستری ایک نیٹے کے کنارے کھڑا تھا۔ سب نے اسی لہجے سے آکر کو مقامِ دعوت تک جانا تھا۔ جب ایوب خان شاستری کے پاس پہنچے تو اسے زور سے ایک دھکا لگا دیا وہ لاٹکتے ہوئے نیچے جا گرا اور مر گیا۔

میں نے یہ خواب اشاعت کے لیے روزنامہ جنگ کو بھیج دیا اور یہ ۸ اکتوبر ۱۹۶۵ء کے اخبار میں شائع ہوا۔

تین ماہ بعد روس کے وزیر اعظم کو سیلگی نے شاستری اور صدر ایوب کو تاشقند میں صلح کے لیے بلایا۔ یوں ۳ جنوری کو پہلے۔ ۱۰ جنوری کو دونوں نے ایک معاہدے

پر دستخط کیے۔ جب شاستری نے اس معاہدہ کی تفصیل سے اپنے کابینہ کی بعض ارکان کو فون پر مطلع کیا تو انہوں نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ چنانچہ تقویٰ دیر بعد شاستری پر دل کا حملہ ہوا۔ اور وہ ۱۱ جنوری ۱۹۶۶ء کی صبح کو ۳ بجے مر گیا۔

اس پر ۱۲ فروری ۱۹۶۶ء کو امریکی کے پریس نے یوں تبصرہ کیا کہ
 "امریکی براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کے فرانسیسی نامہ نگار نے بیاکسپ
 شاستری نے اپنے رفقاء کو بھارت میں فون پر تفصیل معاہدہ سے آگاہ کیا تو
 انہوں نے سخت احتجاج کیا۔ جس سے شاستری کی اس قدر دل شکنی ہوئی کہ
 اس پر دل کا حملہ ہو گیا۔ اور وہ چھ گھنٹے بعد مر گیا۔"

(پاکستان ٹائمز۔ اشاعت ۱۲ فروری ۱۹۶۶ء)

مسئلہ خواب پر تنگ کی رائے پیش کرنے کا مطلب خدا اور رسول کی تائید نہیں بلکہ
 یہ بتانا مقصود ہے کہ عصرِ رواں میں کوئی قیہ اخذ کرنے کے لیے وسیع مطالعہ طویل فکر و
 تحقیق اور تمام جدید وسائل سے کام لینا پڑتا ہے۔ اگر آج کا ایک جلیل القدر فلسفی پورے
 وژن سے یہ اعلان کرتا ہے کہ خواب اللہ کی آواز ہے۔ اور نادانستہ طور پر وہ ہمارے
 حضور کی تائید کر دیتا ہے تو قدرتا یہ سوال پیدا ہوگا کہ اس تائید کرنے میں ایک امتی
 نے علم النفس کے ایک نہایت پیچیدہ مسئلے پر صحیح حکم اور مثبت رائے کیسے دی تھی، تو
 جواب ہے:-

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ .

(نجم - ۳۰)

(وہ (رسول) اپنے دل کی بات نہیں کہتے۔ بلکہ اللہ کی بات سنا رہے ہیں)

۱۵۔ روحانیت

روحانیت ایک حسین و اخلاقی انقلاب کا نام ہے جو پاکیزگی، بلند اخلاقی اور انسانی عبادت سے پیدا ہوتا ہے۔ روحانیت ہم زندگی ہے اور خالص مادیت ہم زندگی۔ آج کی دنیا ہم زندگی سے کر آشت ہے۔ لیکن ہم زندگی سے بے گانہ۔ اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ذکر، تقویٰ، خشیت، محبت، خدمت اور عدل و احسان کی تعلیم دے کر ہمیں سوز و گداز کی لذتوں سے آشنا کر دیا۔

انیسویں صدی کے اواخر تک یورپ میں سائنس کے علم کا آخری سرحد سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اب اس کی سرحدیں بالعدا الطبیعات سے مل گئی ہیں اور فزکس، میٹافزکس کا شعبہ بھی گئی ہے جس طرح متناہیسی لہریں زمین میں اور بلی لہریں اشر میں سفر کرتی ہیں۔ اسی طرح جذبات خیالات کی خاموش لہریں ایک دل سے دوسرے دل تک جاتی ہیں۔ کتنے ہی پیغام لہروں کے ذریعے دوسروں تک پہنچتے ہیں۔ مدینہ سے فاروق العظمیٰ کا پیغام۔

یاساریۃ الجبل (طبقات سعد۔ الفاروق)

رہے ساریہ پہاڑ کے دامن میں ہر جاؤ

شام میں حضرت ساریہؓ تک اپنی لہروں کی وساطت سے پہنچا تھا۔ انگلستان کے شہرہ آفاق روحانی فلسفی ڈاکٹر الیگزینڈر کانن نے اپنی کتاب (The Invisible Influence)

میں اور امریکہ کے ولیم جیمز نے (The Religious Experience) میں اس نفع

لے ڈاکٹر غلیظ عبدالمکیم لاموری نے اس کا اردو ترجمہ نفسیات واردات روحانی کے نام سے کیا تھا۔

کے کتنے ہی پیغامات کا ذکر کیا ہے۔

کیمبرج کے مشہور پروفیسر اور تاریخ اوب عربی کے مصنف ڈاکٹر آرنلڈس نے اپنی ایک کتاب "رومی" (طبع لندن ۱۹۵۰ء) میں گزشتہ دو عالمی جنگوں کی ہلاکت آفرینی پر بحث کرتے ہوئے یورپ کو مشورہ دیا ہے کہ وہ مشرق کے صوفیاء، مفکرین اور اولیاء کی تحریکات کا مطالعہ کرے۔ کیونکہ:-

This will open their eyes and they will see that the universe is spiritual and that men are sons of God.

(۱۷)

۱) اس سے اُن کی آنکھیں کھل جائیں گی اور وہ اس حقیقت کو چاہیں گے کہ یہ کائنات ایک روحانی حقیقت ہے۔ اور لوگ خدا کے بیٹے ہیں)۔
نارمن ونسنٹ پیل کا قول ہے :-

The universe is spiritual...the current scientific investigation lends support to the soul theory".

Stay Alive All your life.

(طبع لندن - ۱۹۶۴ء - ص ۲۹۵)

یہ کائنات ایک روحانی حقیقت ہے۔ مربوطہ سائنسی تحقیقات اس نظر پر کہ تائید کرتی ہے۔
ایک اور مغربی مفکر لکھتا ہے:-

Science without conscience spells ruin for the soul, while conscience without science means ruin too (L. Pouwels:- The morning of the Magicians.

(طبع انگلینڈ - ص ۴۷)

مائنس روحانیت کے بغیر اور روحانیت مائنس کے بغیر دنیا کے
لیے لعنت ہے۔
ایک اور مفکر لکھتا ہے:-

Send forth a great thought from Mount Sinai from
galile and from the desert of Arabia and you may again
remodel all men's institutions, change their principles of
actions and breath a new spirit into the scope of their
existence.

(W.S. Blunt:—The Future of Islam).

(طبع لاہور۔ ۱۹۶۵ء - ص ۱۲۲)

دنیا میں ایک نئی روح چھوٹنے، اہل دنیا کے رسم و رواج بدلنے اور
انسانی حیات کو تبدیل کرنے کے لیے کہہ طور ڈی گلیلی یا صحرائے عرب سے
روحانیت کی ایک طاقتور لہر نکلے (لائے)

فرانس کی ممتاز فلسفی برگس (۱۸۵۹-۱۹۳۱ء) کہتا ہے کہ انسانی روح میں ایک
ایسی طاقت خرابیدہ ہے کہ اگر وہ عیاں ہو جائے تو ہم اپنے آپ کو پہچان لیں اور کائنات
کو ایک نئے نور سے دیکھنے لگیں۔

علامہ اقبال نے ۱۱ جون ۱۹۱۸ء کو اکبر الہ آبادی کی طرف ایک خط (مکاتیب اقبال)
میں لکھا تھا:-

”میرے نزدیک حقیقی اسلامی بے خودی اپنے ذاتی اور شخصی میلانات

رجحانات اور تنبیہات کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے احکام کا اس طرح پابند ہو
جانا ہے کہ انسان اس پابندی کے نتائج (فوائد) سے لاپرواہ رہ جائے
اور رضا و تسلیم کو اپنا شعار بنائے۔ اسلامی تصوف میں اسی کا نام فنا ہے۔

عشق کے ہیں معجزات سلطنت و فقر و دیں
عشق کے ادنیٰ غلام صاحب تاج و تہیں
عشق مکان و مکیں عشق زمان و زمیں
عشق سراپا یقیں اور یقیں فتح باب

(حضرت سلیمان)

اقبال کے مان عشق یعنی روحانیت ایک زبردست قرآنی ہے اور ایک ایسا معجزہ
جس کے گرد اس کی خودی گھومتی ہے۔ امیو کے ایک مفکر نارمن ونسنٹ پیل
(Norman vincent Peale) نے ایک کتاب (Stay Alive All you Life).

اس کے عنوان سے ۱۹۵۷ء میں لکھی تھی۔ اس کا بنیادی خیال یہ ہے
کہ اللہ سے رابطہ قائم ہونے کے بعد انسان اپنے اندر ایک چراسرار قرآنی محسوس کرتا
ہے۔ وہ جس طرف کا رخ کرتا ہے، کامیابیاں اس کے قدم چومتی ہیں۔ اس میں یقین
پیدا ہو جاتا ہے کہ خدا اس کے ساتھ ہے۔ اس لیے اس کی کوشش ناکام نہیں ہوگی۔
اس کتاب کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

Start living by faith, Pray earnestly and humbly and get
into the habit of looking expectantly for the best (p. 3)

د اپنی زندگی میں ایمان کو داخل کرو۔ خضوع و خشوع سے دعائیں مانگو
اور بہترین مستقبل کا انتظار کرو۔

ILL —will corrodes the soul and impedes the channel through which spiritual and creative power flows. (p. 8).

(بدنیت سے مسدود کردہ و مضاعف ہو جاتی ہے اور وہ راستہ بند ہو جاتی ہے جس سے روح کو تخلیقی توانائی ملتی ہے)

They conquer who believe (p. 9. 10)

(خدا پر ایمان لانے والے جیت جاتے ہیں)

When you and God form a strong combination, then you can do the impossible (p. 17)

جب تم خدا کو اپنا لیتے ہو تو ناممکن کو ممکن بنا سکتے ہیں

Get your life right in terms of god's law—think believe and visualise success. (p. 23)

(اپنی زندگی کو خدائی قوانین کے سانچے میں ڈھال لو..... بس پورا ایمان لاؤ، اور کامیابی کا انتظار کرو)

Real Power is developed in those deep centres of inner-quietness where the soul and the mind meet the God. (p. 219).

(حقیقی قوت، اُن اُس خاموش و پرسکون مرکز سے جنم لیتی ہے جہاں روح اور دماغ اللہ سے ملتے ہیں۔)

Put your trust in God and forget all fear. He has a plan for you and in such a situation who can be against you. (p. 237)

اٹھ پر اعتماد رکھو۔ ہر قسم کے خوف کو جھٹک دو اور یقین رکھو کہ کوئی طاقت تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اللہ نے ہمیں روحانیت کا سبق دے کر ہزار مصیبتوں سے بچایا۔ روحانیت کو وہی لوگ بے کار کہتے ہیں جو زندگی کے باطن میں جھانک نہیں سکتے۔

۱۶- اسباب کا پراسرار سلسلہ اور ملائکہ

عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ اُستاد کا نافرمان علم سے محروم رہ جاتا ہے۔ ادب باب کے نافرمان کو نافرمان اولاد ملتی ہے۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ راضی اور حرام خود اہل کار عموماً کسی جہلک مرض یا مستقل مصیبت میں پھنس جاتے ہیں۔ وہ دل کے چین، آنکھوں کی جھلک اور ہجرے کی نازگی سے محروم ہو کر ذلیل و بے وقعت رہ جاتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ انسانی اعمال کو ان کے نتائج تک پہنچانے میں کچھ مخفی کا رکھی ہوئی سرگرم عمل رہتے ہیں۔ نتیجہ فوراً مترتب ہوتا دس بیس سال بعد اچھے اعمال کا نتیجہ ہمیشہ اچھا ہوتا ہے اور اعمالی بدکارا۔ ایک شریف، خدا ترس، متقی، رحمدل اور ہمدرد انسان کی زندگی بڑے آرام سے گزرتی ہے۔ وہ عموماً مصائب، امراض، آلام اور حادثات سے محفوظ رہتا ہے۔ دوسری طرف ایک ٹھگ، چور، حرام خور اور ظالم کی زندگی مختلف مصائب اور حادثات کی زد میں رہتی ہے۔ کبھی خود بیمار، کبھی مرض میں مبتلا اور بچے گرفتار، کبھی تجارت میں خسارہ، کبھی غمزدہ و محسب کا ڈر اور کبھی آوارہ بے راہ اولاد سے پریشانی۔

آسانی و فطری حوادث مثلاً بجلیوں، سیلابوں، فصلوں کی تباہی، قحط، زلزلوں اور طوفانوں کا تعلق بھی ہمارے اعمال سے ہے۔ ہماری بدستیاں، عیاشیاں، بدکاریاں اور کج راہیاں، خدائی قہر کو آواز دیتی ہیں اور وہ سیلاب و زلزلہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اس سلسلے میں قرآن حکیم نے متعدد واقعات کا ذکر کیا ہے مثلاً:-

۱۔ سورہ کہف (آیت - ۲۲) میں اللہ نے دلیسے آدمیوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے ایک کے پاس انگوٹوں اور کمبندوں کے درباغ تھے۔ ان میں نہری بہتی تھیں۔ اور وہ ہر سال بڑی مقدار میں پھل دیتے تھے۔ دوسرا غریب تھا۔ لیکن خدا ترس اور متقی۔ ایک دن باغوں کا مالک کہنے لگا کہ میں بڑی شان و شوکت کا مالک ہوں۔ میرے یہ باغ ہمیشہ اسی طرح رہیں گے۔ قیامت نہیں آئے گی۔ اور اگر آئی بھی تو میں وہاں بھی عزت و احترام پاؤں گا۔ دوسرے نے کہا کہ اللہ سے ڈرو۔ مال و جائیداد پر اتنا زائر آؤ۔ ممکن ہے کہ تیرا باغ کسی آسمانی آفت کی زد میں آ جائے۔ اس کے چٹے سوکھ جائیں یا اس کا پھل پکنے سے چپے ہی گر پڑے۔ لیکن اس نے سنی اُن سنی ایک کو دیا اور۔

وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّهُ عَلَى مَا
أَنْفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عَرْسِهَا وَيَقُولُ يَلَيْتَنِ
لِأَمْثَلِ شَرِكٍ بَرَرْتُ أَحَدًا ۝ (کہف - ۲۲)

(اس کا پھل آفت کی زد میں آ گیا۔ وہ اپنی اس دولت پر جو اس نے

باغ میں لگائی تھی۔ ماتحت مل کر کہنے لگے۔ اے کاش! اگر میں خدا سے واحد کی پرستش کرتا۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراتا۔

ایک اور واقعہ سورۃ القلم میں بیان ہوا ہے کہ ایک دفعہ ایک باغ کے مالکوں نے رات کو فیصلہ کیا کہ وہ کل نذر باغہا کیسی کے ہانگے سے چپے صبح سویرے جا کر تمام پھل توڑ لائیں گے۔ وہ صبح کو جاگے۔ ایک دوسرے کو آواز دی۔ باغ کی طرف یہ کہتے ہوئے چل پڑے کہ آج ہم سب کے جانے سے پہلے سب کچھ میٹ لائیں گے۔ اور انہیں کچھ نہیں دیں گے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ باغ کسی آسمانی آفت سے تباہ ہو چکا ہے۔ وہ اپنی محرومی پر ماتحت ملنے اور ایک دوسرے کو کوٹنے لگے

قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ لَوْلَا مُبَيِّنُونَ

قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ

(القلم - ۲۹، ۳۰)

اُن کے ایک دانش مند نے کہا: کیا میں تمہیں بار بار یہ نہیں کہتا تھا کہ
اشد کی حمد و عبادت کرو (تاکہ آفات سے محفوظ رہو) وہ کہنے لگے:
اشد ظلم کے الزام سے پاک ہے۔ بے شک غلطی ہماری ہی تھی۔

وادئی غرم کا سیلاب

یعنی قبائل کے جہاد علی کا نام قحطان تھا۔ اس کے تیرہ بیٹے تھے۔ ایک کا نام سبا
تھا۔ سبا کے دو بیٹے بہت مشہور ہوئے ہیں۔ کہلان اور حمیر۔ کہلان کی حکومت
عرب پر تھی اور حمیر کی مین پر۔ عرب ایک شہر کا نام بھی تھا۔ جو سبا کا دارالحکومت
تھا اور ایک علاقے کا بھی۔ جو صنعاء و حضرموت کے درمیان واقع تھا۔ سبا کے
دو دور تھے۔ پہلا ۱۱۰۰ ق م سے ۵۵۰ ق م تک۔ ۱۰ ص کے وسط میں مکارب کہلاتے تھے۔
دوسرا ۵۵۰ ق م سے ۱۱۵ ق م تک۔

تائب میں ایک وادی کا نام غرم تھا۔ جہاں لوگ سبا میں سے ایک نے مقعروں
اور چوٹوں سے بند بنا کر برساتی پانی جمع کر دیا تھا۔ نیچے دو اڑے تھے۔ جنہیں حسب
ضرورت کھولا جاسکتا تھا۔ اس سے عرب کی زمینیں سیراب ہوتی تھیں اور لوگ

سہ پیدائش ۲/۲۸

سہ زبیر احمد۔ ادب العرب۔ طبع بھولہ - ۱۹۲۶ء ص ۳ - نیز سمتہ و کشری آف دی بابل

SWEEP

۵۰۵۸ طبع اڈل۔

بہت خوشحال تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ وہ اللہ کو بھولی کر بدستیوں میں ڈوب گئے۔ خدائی عذاب کی چکیاں حرکت میں آ گئیں۔ عزم کا بند ٹوٹ گیا اور لوگ سیلاب سے تباہ ہو گئے۔ پاکستان بھی (۱۹۶۱ء) میں شدید سیلابوں کی زد میں آ گیا تھا۔ ممکن ہے کہ اللہ ہم سے بھی اتنا ہی ناراض ہو جتنا کہ کبھی اہل ہاراب سے تھا۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَلِكِنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتْنِ عَنْ يَمِينٍ
وَشِمَالٍ ۚ كَلَّوْا مِنْ رِزْقِ رَبِّكَ وَاشْكُرُوا لَهُ ۖ وَابْلَدُكُمُ
كَلْبَةٌ ۚ وَرَبُّ غَفُورٌ ۖ فَاَعْرَضُوا ۚ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ
الْعَرَامِ ۚ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتِ اٰكِلٍ خَمْطٍ
وَاقِلٍ شَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ ۚ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۚ

(سبا - ۱۱۵ تا ۱۱۷)

(اہل سبا کے بستیوں میں دائیں بائیں دریاغ ہمارے لطف و کرم کا ایک نشان تھے۔ شہر سرسبز و آباد تھا۔ اور اللہ مائل بہ کرم۔ وہ جتنا چاہتے اتنا کا عطا کردہ رزق کھاتے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ انہوں نے اللہ سے غافل ہو گیا اور اللہ نے ان پر وادائی عزم کا بند توڑ دیا۔ ان کے پھلوں والے باغ تباہ ہو گئے۔ اور ان کی جگہ تلخ و کوش پھل والے پودوں یا جھاڑ اور بیر کی کچھ چند درختوں نے لے لی۔ یہ تھی ان کی نافرمانی کی سزا)۔

ایک مطمئن بستی

وَصَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرِيبًا ۚ كَانَتْ اٰمِنَةً مَّقْطَعَةً
يَأْتِيهَا رِزْقُهَا سَرَّعًا ۚ اَمِنَ كُلُّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ
اللّٰهِ ۚ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا

يَصْنَعُونَ (نخل - ۱۱۲)

اللہ تعالیٰ ایک بستی کا حال بتاتا ہے جو امن و امان کی زندگی گزار رہی تھی۔ اُسے ہر جانب سے کھلا رزق ملتا تھا۔ بالآخر اُس نے خدائی انعامات کا شکریہ چھوڑ دیا۔ وہ مائل بہ کفر ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنی گرفت میں لے کر بھوک اور خوف میں مبتلا کر دیا۔ اس کے کرتوتوں کی سزا یہی تھی۔

سزا کی صورتیں

فَلَا أَخَذْنَا بِذُنُوبِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ آيَاتُ اللَّهِ كَيْفَ يُظْلِمُهُ وَلَكِنْ كَانَ أَفْهُمْ يَظْلِمُونَ
(عنکبوت - ۲۰)

ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہوں کی سزا دی۔ کسی پر پتھر برسایا۔ کسی کو کرکڑی نے آیا۔ کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا۔ اور کسی کو پانی میں بہا دیا۔ اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنے آپ پر خود ظلم کرتے رہے۔

خفیہ کارکن

اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ اعمال و نتائج کا مابین سلسلہ اسباب کون فراہم کرتا ہے؟ نافرمان بیٹے کے اولاد کو کون نافرمانی پر اکساتا ہے؟ ظالم،

راشی اور انصاف فردش کی بربادی کا منصوبہ کون بناتا ہے؟ آسمانوں کے لاتعداد گروں کو اپنی مداروں پر کون چلاتا ہے۔ بہاروں اور برساتوں کو دقت پر کون بلاتا ہے؟ پھولوں میں رنگ، پھلوں میں رس، اشبنم میں لطافت اور بوندیوں میں موسیقی کون بھرتا ہے؟ تو ہم ہی کہیں گے کہ یہ سب کچھ قدرت کے عافی کا۔ سن کر رہے ہیں قرآن نے انہیں دونا مومنوں سے یاد کیا ہے۔ طائفہ اور روح۔ طائفہ کا کام بندوں کی حفاظت کرنا۔

لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ
مِنَ أَهْلِ السَّمَوَاتِ (رعد - ۱۱)

اللہ کے عفی محافظ انسان کے آگے پیچھے وہ کر اللہ کے حکم سے
اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔

اور ثابت قدم اہل ایمان کو خوف و غم سے بچانا ہے۔ یہ انہیں جنت کی بشارت دیتے اور یہ یقین دلاتے ہیں کہ وہ ہمیشہ اُن کے معاون رہیں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا سَابِقْنَا اللّٰهَ فَنَحْنُ اَوَّلُ بَرِيَّةٍ
عَلَيْهِمْ السَّلٰتُكَةُ اَلَا تَخَافُوْنَ وَلَا تَحْزَنُوْنَ وَاَبَشِرُوْا
بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلٰىوْكُمْ فِي
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۝۷

جو لوگ رب کو اللہ کہنے کے بعد اس مسلک پر جم جاتے ہیں۔
ان پر فرشتے نازل ہو کر کہتے ہیں کہ خوف و غم نہ کرو اور اس جنت
کی خوش مناد جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم دنیا اور آخرت میں
ہر جگہ تمہارے دوست رہیں گے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں پناہ گزین ہوئے اور کفار و منافق

جا پہنچے تو حضرت صدیق مضرؓ سے ہو گئے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔

”تَجَارُؤْمْتُ۔ اَللّٰہُ ہمارے ساتھ ہے۔ اس وقت اللہ نے ان پر سکون نازل کیا۔ وَ اَیَّدَکَآ بِجَنُوْدٍ لَّہٗ تَوَدُّہَا۔ اور فرشتوں کی ایسی فوج سے مدد کی، جنہیں آنکھ نہیں دیکھ سکتی تھی۔“

فرشتے کائنات کی مہیب توانائیاں ہیں۔ جو خیال، فکر اور ارادے تک کہ اپنے کنٹرول میں لے سکتی ہیں۔ یہ درست ہے کہ قریشی مکہ کے مسلح ایجنٹ غار ثور تک جا پہنچے تھے۔ لیکن ان کے ارادوں کی باگ ڈور فرشتوں کے ہاتھ میں تھی۔ چنانچہ انہوں نے غار کے اندر جھانکنے کا ارادہ ہی نہ کیا، اور واپس چلے گئے۔ فرشتے غزوات میں بھی حضورؐ کی مدد کرتے تھے۔ بدر میں پانچ ہزار فرشتوں کی مدد کا وعدہ ہوا تھا (عمران - ۱۲۴) جب غزوہ خندق کے وقت تقریباً پندرہ ہزار کفار مدینہ پر چڑھ آئے تو۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْہِمۡ سَرِیۡحًا وَجَنُوۡدًا لَّہٗ تَرَوُہَا

(احزاب - ۹)

ہم نے ان پر سخت آندھی چلائی۔ نیز ایسے لشکر نازل کیے جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے تھے۔

غزوہ بدر کے وقت اللہ نے فرشتوں سے کہا کہ۔

اِذۡ یُوحِیۡ رَبُّنَاۤ اِلَی الْمَلَآئِکَۃِ اِنِّیۡ مَعَکُمۡ فَثَبَّتُوۡا الَّذِیۡنَ

(انفال - ۱۲)

اٰمَنُوۡا

(میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم اہل ایمان کے دلوں میں صبر و ثبات بھرو)

ان محض توانائیوں نے ہر زمانے میں اللہ کے نیک بندوں کی مدد کی۔ اور آج بھی کرتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ چاہنے والے تقویٰ و تقدس کی صفات سے آراستہ ہوں۔

کائنات میں ان فرشتوں کا کردار اتنا اہم ہے کہ ان پر ایمان لائے بغیر ہمارا نظام عقائد مکمل نہیں ہو سکتا۔

روح

اللہ "روح" سے بھی اپنے نیک بندوں کی مدد کرتا ہے۔ یہ روح فرشتوں سے الگ کوئی توانائی ہے۔ ممکن ہے کہ انبیاء و اولیاء کی ارواح قید بدن سے آزاد ہونے کے بعد توانائی میں بدل جاتی ہوں اور لوگوں کی مدد کرتی ہوں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی مدد ایک مقدس روح سے ہوتی تھی۔

وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ۖ

(بقرہ - ۲۵۳)

ہم نے عیسیٰ کو کھلے نشانات و معجزات دیے اور ایک مقدس روح سے اس کی مدد کی۔

یہ اس مقدس روح کی برکت تھی کہ حضرت مسیحؑ انھوں اور فالج زدوں کو سرفرائی سے صحت یاب کرتے۔ مٹی کے کھلنوں میں جان ڈالتے اور مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔

اللہ اپنے بندوں میں سے سب سے چاہے فرشتوں اور روح دونوں سے نوازتا ہے۔

يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ

(نحل - ۲)

اللہ فرشتوں کو روح کے ساتھ اپنے جس بندے پر چاہے اپنے حکم سے نازل کرتا ہے۔

سَرَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ، يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ

أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ - (رومن - ۱۵)

(عرش کا مالک، بلند مرتبت رب اپنے جس بندے پر چاہتا ہے،

روح نازل کرتا ہے۔)

بعض مفسرین نے روح سے روح الامین یعنی جبریل سے مراد لیا ہے لیکن آیت
ذیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں الگ الگ توانیاں ہیں۔ کیونکہ عام مسلمانوں کے مد میں
روح سے مراد رہی ہے اور شاید یہ سلسلہ تاقیامت جاری رہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
يُوَاقِفُونَ مِنْ حَادِّ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَوَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ
أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتُهُمْ أُوْلَٰئِكَ
كُتِبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانُ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِنْهُ ط

(مجادلہ - ۲۲)

خدا و آخرت پر ایمان رکھنے والے قوم کبھی خدا اور اس کے
رسول کے دشمنوں سے دوستی نہیں رکھتی۔ خواہ یہ ان کے آباء ہوں
یا ابناء، بیٹے، بھائی ہوں یا دیگر اقارب۔ اللہ نے ان کے دلوں
میں ایمان نقش کر دیا ہے اور روح سے ان کے مدد کرتا ہے۔

جن

جن ایک آتشیں مخلوق ہے شیطان ان کا امیر ہے۔ ان میں سے بعض
نیک ہوتے ہیں اور بعض بد۔

وَأَنشَأْنَا مِنَ الصَّالِحِينَ وَرَعًا دُونَ ذَلِكَ ط (الحج - ۱۱)

رہم جنوں میں سے بعض نیک ہیں اور بعض بُرے)۔

انہیں مسخر کرنے کے لیے لمبے چوڑے چٹوں، وظیفوں اور ریاضتوں سے کام لینا پڑتا ہے۔ اگر کوئی سجن مسخر ہو بھی جائے تو وہ خود کچھ نہیں کرتا۔ صرف عامل کا حکم سبھا لاتا ہے۔ خواہ یہ حکم کس کی مدد کا ہو یا چوڑی چکاری کا۔ دوسری طرف رُوحِ بافرشتہ کو مسخر کرنے کے لیے صرف نیک بننا یعنی زندگی کو قرآن کے سانچے میں ڈھالنا پڑتا ہے۔

احسانِ عظیم

اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اُس نے لافِ خدا و فرشتے ہماری خدمت پر لگا رکھے ہیں۔ کوئی پھولوں میں رنگ، کوئی پھولوں میں رس بھر رہا ہے۔ کوئی ہولوں اور گھٹاؤں پر متعین ہے۔ کوئی ہماری حفاظت اور حاجت روائی پر مامور ہے، مددگاروں کی یہ طاقتور فوج نہ ہوتی تو انسان بے بس ہو کر رہ جاتا اور کچھ بھی نہ کر سکتا۔

اس احسان کے دو پہلو ہیں۔ اول کہ اللہ نے فرشتوں سے ہماری مدد کی۔ دوم ہیں اس مدد کی خبریں۔ معصیروں میں ہماری دانش گاہوں سے ایسے نوجوان نکل رہے ہیں جو خدا کے حجاب کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے۔ جو خدا تک کے وجود سے منکر ہیں۔ جن کی فکر علمی، دانش ناقص اور نظر کوتاہ ہے۔ یہ لوگ انصیرا پھیل رہے ہیں اور زندگی کی الجھنوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔

اِنَّهُۥٓ كَيْۤیُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُخۡبِرُ جَهَنَّمَ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَیَّ
النُّوْرِ ؕ وَالَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا اَوۡلَیٰۤیۡسُھُمُ الطَّاغُوتُ یُخۡبِرُ جَهَنَّمَ
مِّنَ النَّوۡسِ اِلَیَّ النَّظُمِ ط۔ (البقرہ - ۲۵۶)

اللہ اہل ایمان کا دوست ہے، انہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جا رہا ہے۔ کفار کی دوستی شیطانوں سے ہے۔ یہ

ایک سوال

کیا آپ کے علم میں کوئی ایسا اہل کہیں موجود ہے جو حیات کے اس پراسرار پہلو سے یوں باخبر ہو، جو کمرشستوں کی حقیقت اور ان کے اعمال و فرائض پر اتنے اعتقاد و دلورق سے بحث کرتا ہو، اگر کوئی نہیں تو پھر اعلان فرمائیے کہ:-

تَغْزِيلُ مِنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(حم سجدہ - ۱۶)

یہ کتاب رحمن و رحیم رب کی تفسیر ہے

۱۷۔ قرآن کا معجزہ فصاحت

فصاحت کیا ہے؟ الفاظ کا حسن۔ حسن کی وضاحت الفاظ میں نہیں ہو سکتی۔ کوئی نہیں بتا سکتا کہ حسن کیا ہے؟ صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ وہ چیز جس کو دیکھنے سے فرحت حاصل ہو، حسین ہے۔ مثلاً پھول، شبنم، ہنرہ، بھیلیں، پتے، دریا، کہسار وغیرہ۔ اور ہر وہ نظم یا نثر یا وہ فصیح ہے جسے سن کر زبان سے آہ یا واہ نکل جائے۔ یہ وصف قرآن کی زبان میں بدیع کمال موجود ہے۔ الفاظ کی نُسْت، بیان کا حسن، خوبصورت استعارے، لطیف تشبیہات، شاعرانہ اسلوب، حقیقت نگاری، بلند موضوع اور مترنم قوافی۔ یہ ہیں وہ محاسن جن کا نام قرآن ہے۔ ایک عربی دان قاری کے ذہن پر قرآن کے انما نہ بیان کا اثر اتنا شدید ہوتا ہے کہ بڑے بڑے گردن کش سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ عربین خطاب اپنی تلوار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں

۱۔ اس واقعہ سے ہر مسلمان باخبر ہے کہ حضرت عمرؓ نے خطاب تلوار سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلے تھے۔ راہ میں کسی نے کہا کہ پہلے اپنے ہنرہ اور ہن کی خبر لو۔ وہاں پہنچ کر پہلے تو دونوں کو پیشا۔ مارے مارے شک گئے تو کہنے لگے، جو کچھ چاہ رہے ہو وہ مجھے بھی سناؤ۔ انہوں نے چند ہی آیات سنائی تھیں کہ عمر گداز میں ڈوب گئے۔ ان کے آنسو بہنے لگے اور اُمّ کلثومؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پہنچے۔ تلوار پھینک دی اور اسلام لے آئے۔

میں پھینک دیتے ہیں اور جبر کے شہنشاہ کی ڈاڑھی آنسوؤں سے بھیگ جاتی ہے۔

قریشی مکہ کا ادبی ذاق اتنا بلند تھا کہ اس کی تسکین کے لیے ابو جہل، ابرہہ، ولید بن مغیرہ اور کئی دیگر حضرات رات کو چھپ کر قرآن سننے تھے۔ ایک مرتبہ عقبہ بن ربیعہ نے ان سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کلام میں بڑی تاثیر و لذت اور ہیبت ہے۔ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ مجھے ڈر ہے کہ تم پر عذاب آ ہی نہ جائے۔
محمد رشید رضا، الوسی الحمیدی

اردو ترجمہ از رشید احمد ارشد - لاہور - ۱۹۶۰ء (ص ۲۰۸)
ایک دفعہ ولید بن مغیرہ نے کہا تھا:-

و خدا کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کلام میں بڑی صلاحات، مانگ اور روشنی ہے۔ اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ اور مقابلہ کرنے والا پاش پاش ہو جائے گا۔
(ایضاً - ص ۱۶۵)

اس نوع کے سینکڑوں واقعات تاریخ میں محفوظ ہیں۔ تازہ واقعوں سے کہہ کر انسانی کا ایک گریجویٹ کسی عرب ملک میں پادری کے فرائض سرانجام دینے کے لیے شام میں رہ کر عربی سیکھ رہا تھا۔ سال بھر میں اسے عربی میں خاصی دسترس حاصل ہو گئی۔ ایک مدت اس نے خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا۔ آپ ان آیات کی تلاوت فرما رہے تھے:-

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي مَخْلَقُكُمْ مِمَّا تَدَّوْنَ
وَمَخْلَقُكُمْ مِمَّا تَدَّوْنَ
وَمَخْلَقُكُمْ مِمَّا تَدَّوْنَ
وَمَخْلَقُكُمْ مِمَّا تَدَّوْنَ

(النبا - ۱۱۶)

کیا ہم نے تمہارے لیے زمین کو گہوارہ اور پہاڑوں کو زمیں کی

میں نہیں بنایا؟ کیا تمہیں زمرج زردچ پیدا نہیں کیا؟ کیا تمہارے لیے نیند

کو سکرن، رات کو بربودہ پریش اور دن کو معاش نہیں بنایا؟

وہ ان آیات کی موسیقی، بلاغت، سلاست اور مضمون کی عظمت سے اتنا متاثر

ہوا کہ اسلام لے آیا۔ (اسلام اذ اور چرائس ص ۳ - از ابراہیم احمد بولانی)

قرآن نے چودہ سو برس سے تمام دنیا کو زیرِ جیلج سے رکھا ہے کہ اگر ہمت ہے تو

موضوع کی عظمت، فصاحت اور تاثیر کے لحاظ سے قرآن کے انداز میں ایک سورۃ ہی

لکھ لاؤ۔ لیکن آج تک کوئی نہ لکھ سکا۔ لوگوں نے فصاحت کے بڑے بڑے شاہکار پیدا

کیے۔ مثلاً ابو اللہ عمری (۱۰۵۸ء) کی الفضول والنایات۔ جو اس نے قرآن کے جواب

میں لکھی تھی۔ ابو محمد القاسم الحمیری (۱۱۶۲ء) کی مقامات حمیری۔ بدیع الزمان ہمدانی

(۱۰۰۸ء) کی مقامات بدیعی اور متبقی۔ احمد بن حسین کوئی (۱۰۹۶ء) کا دیوان۔ لیکن قرآن

کا جواب نہ بن سکا اور نہ آئندہ اس کا کوئی امکان ہے۔

قرآن کا خاص وصف یہ ہے کہ وہ ہر نوع کے مضمون کو، خواہ وہ سیاسی ہو یا اخلاقی،

جنسی ہو یا مافرقی۔ اتنی محتاط، سنجیدہ، بلند اور پاکیزہ زبان میں بیان کرتا ہے کہ قاری

داد دے بغیر نہیں رہ سکتا۔ قرآن کی کوئی آیت کسی عربی مقالے یا کتاب میں لکھ دیجیے۔

وہ یوں متناظر نظر آئے گی جیسے کتابوں میں چاند۔ قرآن کا حسن محسوس تو کیا جاسکتا ہے

لیکن ہاں نہیں کیا جاسکتا۔

يَكْتُبُ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ

اِلَى النُّوْرِ لَا يَسِـَٔدُ سِتْرُكَ اِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَبِيبِ

(ابراہیم - ۱)

اہم نے یہ کتاب تم پر اس لیے نازل کی کہ تم اندک کی اجازت سے لوگوں کو

اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جاؤ۔ خدا نے عزیز و حمید کی راہ یہی ہے۔

قرآن اور علمائے مغرب

مغرب کے نام اہل قلم متعصب اور بے انصاف نہیں۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو قرآن کے مداح ہیں۔ مثلاً:-

ار جو منی کا شہرہ آفاق فلسفی گرٹے (۱۷۹۳ء — ۱۸۳۲ء) کہتا ہے:-

The Quran is a work with whose dullness the reader is first disgusted, afterwards attracted by its charms and finally ravished by its beauties.

(J.D. Port : An Apology for Muhammad and the Quran. London 869, p. 67).

قرآن ایک ایسی کتاب ہے کہ قاری پہلے تو اکتاہٹ محسوس کرتا ہے۔ پھر اس کی طرف کھینچنے لگتا ہے اور بالآخر اس کے محاسن کے دھارے میں بہ نکلتا ہے۔

کارلائل (۱۷۹۵ء — ۱۸۸۱ء) لکھتا ہے:-

The deep-hearted son of the wilderness with his beaming black eyes and open social deep soul had other thoughts in him than ambition....the word of such a man is a voice direct from Nature's own heart. (Carlyle's works, Vol. VI, p. 225).

بے ٹی۔ پورٹ کہتا ہے:-

The verses of the Quran become melodious and thrilling when describing the everlasting delights of Paradise. (Apology. 69).

It is more pure than the system of Zoroaster, More liberal than the law of Moses and less inconsistent with reason. (p. 86).

اصغر نے عرب کا یہ دانشمند فرزند جس کی کالی آنکھوں سے روشنی کی شعاعیں
نکلتی تھیں جس کی مائل بہ جلوت ذات ایک کھل کتب تھی۔ حرمِ جاہ و
منصب سے کلیتہً پاک تھا اُس کی آواز فطرت کے دل کی آواز تھی.....
جب قرآن میں نما نے فردوس کا ذکر ہر راہر تو اُس کی آیات بڑی مترنم انداز میں
ہر جاتی ہیں..... قرآن کا سارا کردہ نظام زرخشی نظام سے پاک تر، موسیٰ
کی شریعت سے آزاد تر، و عقل سے قریب تر ہے۔
امریکہ کا ایک فاضل A. Michener ج. ا لکھتا ہے:-

The Koran is probably the most often read book in the world surely the most often memorized, written in an exalted style. Possessing the ability to arouse its hearers to ecstasies of faith. Its rhythms have been compared to the beats of drums and to the echoes of Nature. Readers Digest, June, p. 82.

قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو غالباً سب سے زیادہ پڑھی اور یاد کی جاتی ہے۔ اس کا شمول اتنا شاندار ہے کہ سامع ایمان و عرفان کی مستیوں میں کھو جاتا ہے۔ اس کی موسیقی میں وہی کیف و لذت ہے جو دہل کی چوٹ میں ہو یا فطرت (بادل وغیرہ) کی گنج میں

اس فہرست میں بے شمار ناموں کا اضافہ ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ کارلائل اور گروٹے عالمی سطح پر چوٹی کے مفکرین میں شمار ہوتے ہیں۔ اگر انہوں نے ایک ایسی کتاب کی تعریف کی ہے جو ایک اتمی مغرب نے پیش کی تھی تو کتاب میں یقیناً کوئی ایسی بات ہوگی جس نے انہیں یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ:-
”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز فطرت کے دل کی آواز تھی۔“

۱۸۔ الحِکْمَةُ

اللہ نے قرآنی تعلیمات کو بار بار الحکمہ کہا ہے :-
وَاذْكُرُوا اَنْعَمْتَ اِلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا اَنْزَلَ عَلَيْكَ مِنْ
الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ - (البقرہ - ۱۲۹)

اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور اس احسان کو بھی کہ اُس نے تمہیں
کتاب و حکمت سے نوازا
یہ حکمت تمام انبیاء پر گئی تھی۔ مثلاً :-

فَقَدْ آتَيْنَا آلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ -
(النساء - ۵۴)

(ہم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت دی تھی)۔

حضرت لقمانؑ کے متعلق ارشاد ہوا :-

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ - (لقمان - ۱۲)

(ہم نے لقمان کو حکمت سے نوازا تھا)

لفظ حکمت کی تشریح

”حکمت کے لغوی معنی ہیں : فلسفہ، دانش، علم، فیصلہ، حکم، یقین، کلامِ حکم، کلامِ حق،
اور وہ سبق جو تجربوں کے بعد حاصل ہو۔ (المعجم)

انسان بار بار پٹا - وہ آسانی آفتوں اور زمینی مصیبتوں کا شکار رہا - وہ بات بات پر دوسروں سے الجھا - بار بار اس کا سکون تباہ ہوا - اس کے معاشرتی حالات سنبھل سنبھل کر بگڑے - اس کے دانشمندیوں نے صدیوں تک سوچا کہ اسے کچھ نہیں سے بچانے اور امن و سلام کی شاہراہ پر ڈرنے کے لیے کیا کیا جائے - انہیں کبھی کبھی جزوی کامیابی بھی حاصل ہوئی - لیکن اس پیچیدہ مسئلے کا کوئی مستقل حل تلاش نہ کر سکے - پیاسی کھیتوں پر مینہ برسانے والے رب کو آغوشان پر رحم آیا اور آسمان سے وہ مکمل روشنی اصول نازل کیے جن کا عمل کرنے کا لازمی نتیجہ امن و سلام اور انسانیت کا فروغ تھا - مسلمانوں نے ان اصولوں کو اپنا پایا اور ایک ہزار سال تک نہایت محراب امن اور شانہ زندگی بسر کی - پھر انہیں چھوڑ دیا اور ہر جگہ پٹ گئے - نہ ان کے پاس علم و عشق رہا - نہ دولت و سیاست - آج وہ کبھی پورپ کی طرف دیکھتے ہیں اور کبھی دوس اور چین کی طرف - لیکن اس عظیم کتاب کو نہیں دیکھتے جس کی تعلیمات عزت و عظمت کی ضامن اور امن و سلام کی کفیل ہیں -

بعض اشتراکی ذہن کے سکار کہتے ہیں کہ اسلام عرصہ عبید کے تقاضوں کا ساتھ نہیں دے سکتا - انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام نام ہے عبادت، صداقت، دیانت، خدمت، محبت، غریب پروری، ایثار، انصاف اور انکسار کا - ان میں سے کوئی قدر ہے جو زمانے کا ساتھ نہیں دے سکتی؟ کیا آدم کو کو سچائی، دیانت اور انصاف وغیرہ کی ضرورت نہیں رہی - کیا کوئی معاشرہ ان قدروں کے بغیر ایک دن بھی زندہ رہ سکتا ہے؟ کیا آپ کو اسلام پر یہ عزت نہیں ہے کہ وہ عورت سے آزادانہ اختلاط کی اجازت نہیں دیتا - کچھ تو سوچئے کہ اگر ہر شخص کو یہ آزادی مل جائے تو کیا ہر گھر کا سکون تباہ نہیں ہو جائے گا - زید کی بیوی کو عمرے اٹھانے اور عمر کی بیوی کو خالد - ابنا کا سلسلہ آبار سے کٹ جائے گا - اور کوئی کسی کا وارث نہیں رہے گا - کیا آپ اس صورت حال کو

برداشت کر لیں گے! کوئی ایسا قدم اٹھانے سے پہلے یورپ کے کروڑوں نفوس سے بھی پوچھ لیجیے جو پچاس سال سے اس آزادی کی سزا جگت رہے ہیں۔

حکمتِ قرآن

قرآن کی حکمت و دانش ۶۲۳۸ آیات میں پھیل ہوئی ہے۔ یہاں صرف دو صفحہ کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ پہلا صفحہ حکمتِ عام پر مشتمل ہے۔ اور دوسرا حکمتِ لقمان پر۔

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ
..... ذَٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ط

(یہاں اسرائیل - ۲۳ تا ۳۹)

اتہا سے رب کا یہ فیصلہ ہے کہ صرف اسی کی پرستش کرو اور والدین سے احسان کرو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بوڑھا ہو جائے یا دونوں تو ان کے سامنے آن تک نہ کرو۔ نہ انہیں ڈانٹو بلکہ ادب سے بات کرو۔ از راہ محبت ان کے سامنے جھک جاؤ۔ اور دعا مانگو کہ اے رب! قرآن کی اسی طرح پوری طرح انہوں نے میری پرورش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ سے دلوں کی بات جانتا ہے۔ اگر تم والدین کے حق میں غفلت ہو تو وہ تمہاری لغزشوں کو معاف کر دے گا۔ اقرباء، مساکین اور مسافروں کو لانا کا حق دو اور اسراف سے بچو کہ اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اللہ کا باغی ہے۔ اگر افلاس کی وجہ سے تم مساکین و اقرباء کا حق ادا نہ کر سکو اور تمہیں خدائی رحمت کی امید ہو تو نرمی سے معذرت کر لو۔ تم نہ تو بخل سے کام لو اور نہ اسراف سے۔ تاکہ بے بس ہو کر ہدفِ ملامت نہ بنی جاؤ۔ تمہارا رب ہر آدمی کے احوال سے آگاہ ہے۔ اور اسی لیے

من مصالح کے تحت وہ رزق کھوٹا اور بند کرتا ہے۔ مہجور کے خوف سے
 اپنی اولاد کو جاہل سکھ کر قتل نہ کرو کہ سب کے رانق بہم ہیں اور قتل بہت
 بڑا گناہ ہے۔ زنا کے قریب تک نہ پھٹو کہ یہ بے حیائی کا قابل نفرت راستہ
 ہے۔ خون بہانا حرام ہے۔ اسی لیے کسی زبردست جواز کے بغیر کسی کو قتل
 نہ کرو۔ اگر کوئی شخص بے سبب قتل ہو جائے تو مقتول کے وارث کو قصاص کا
 حق حاصل ہوگا۔ لیکن وہ انتقام لیتے وقت کسی قسم کی زیادتی نہ کرے۔ ہم
 اس کی مدد کریں گے جب تک قیم جان نہ ہو جائے۔ اس کے مال کی اچھی طرح
 حفاظت کرو۔ دعدہ کو پورا کر کہ ان کے متعلق باز پرس ہوگی۔ باپ تل
 میں کمی نہ کر۔ اور صبح تراویح سے قبل کہ تمہاری تجارت اسی طرح پھیلے پھولے
 جس بات کی حقیقت کا علم نہ ہو، وہ مت مانو کہ کان، آنکھ اور دل کے صحیح استعمال
 کے متعلق جواب دینا چاہیے گا۔ زمین پر اگر کرا کر مت چلو کہ تم نہ تو زمین کو
 پھاڑ سکو گے۔ نہ پہاڑوں سے بلند تر ہو سکو گے۔ اس قسم کی باتیں اللہ کو
 ناپسند ہیں۔ یہ ہے وہ حکمت جو تیرے رب نے تیری طرف برساتی
 وحی بھیجی ہے۔

حکمت لقمان

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ.....
 إِنَّ أَكْثَرَ الْكَافِرِينَ لَصَوْتِ الْحَمِيرَةِ

(لقمان - ۱۲ تا ۱۹)

ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی۔ اور کہا کہ اللہ کا شکر ادا کرو۔ کیونکہ
 اللہ کا شکر ادا کرنے والا دراصل اپنا شکر ادا کرتا ہے۔ لقمان نے

اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اللہ کا کوئی شریک نہ بنانا کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔
 اللہ نے انسان کو ہدایت کی ہے کہ والدین سے احسان کرے۔ ذرا ماں
 کی قربانی تو دیکھو کہ اُس نے بڑے دکھ اٹھا کہ (دس ماہ تک) اپنے کو
 پیٹ میں رکھا۔ پھر دو برس تک دودھ پلایا۔ اسی لیے اپنے والدین اللہ
 اپنے رب کا شکر یہ ادا کرو۔ اور مت بھولو کہ تم نے آخر اللہ کے ہاں
 جانا ہے۔ اگر تمہارے والدین تمہیں شرک پر مجبور کریں تو ان کا یہ حکم
 مت مانو۔ لیکن ان سے نہایت عمدہ سلوک کرو۔ اور ان لوگوں کے نقش
 قدم پر چلو جو تائب ہو کر اللہ کی طرف مڑ گئے ہوں۔ تم لے آخر اللہ کے
 ہاں جانا ہے۔ اور وہ تمہیں تباہی کا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔ اے بیٹے!
 اللہ تمہارے ہر عمل کا خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا ہو، وہ کسی پٹائی میں ہو
 یا زمین و آسمان میں، پورا حساب کرے گا۔ اللہ لطیف بھی ہے اور
 باخبر بھی۔ اے بیٹے نماز قائم کرو۔ خیر کی تبلیغ کرو۔ شر سے روکو اور
 مصائب پر صبر کرو کہ ادلوا العزم لوگوں کا شیوہ یہی ہے۔ لوگوں سے
 بے نیازی نہ برتو۔ اور اگر تمہارے والدین کہہ کر کہ پسند نہیں کرتا۔
 جب چلو تو درمیانی چال سے چلو اور دھیمی آواز میں بات کرو کہ گھر سے
 کی آواز، گوار ترین آواز ہے۔)

ہمارے نام فلسفی فیثا غریس (۵۸۲ - ۵۰۶ ق م) سے برگساں (۱۸۵۹ - ۱۹۴۱ ق م)
 ایک رازِ مسترت کی تلاش میں رہے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے سینکڑوں ضابطے
 تیار کیے۔ لیکن ان پر عمل کرنے کے لیے دس آدمی بھی آگے نہ بڑھے۔ دوسری طرف
 حکمتِ قرآن کو ماننے والوں کی تعداد آج ایک سو کروڑ بھی متجاوز ہو چکی ہے انسان
 ساختہ ضابطوں میں آئے دن تبدیلیں کی جاتی ہیں لیکن حکمتِ قرآن میں ایک خوشہ تک

نہیں بدلا اور مستقبل میں کبھی اس کی ضرورت پیش آئے گی۔ انسانی فطرت کے تمام رجحانات و میلانات از ازل تا ابد اللہ کے سامنے تھے۔ ان کی تہذیب و اصلاح کے لیے اللہ نے وہ ہدایات، نافرکیں جو پہاڑوں کی طرح محکم، سمندروں کی طرح پُر جلال اور مہر و ماہ کی طرح قائم و دائم ہیں۔

کِتَابُ الْحِكْمَةِ اَيْضًا ثُمَّ فَصَّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ

(ہود - ۱)

یہ وہ کتاب ہے جس کی آیات محکم ہیں اور ان کی تفصیل حکیم و خبریب نے مہیا کی ہے۔

۱۹۔ حضور کی سیرت اور قرآن حکیم

میرے ایک پروفیسر دوست نماز سے جھگڑتے تھے۔ ہمیں نے کوئی آٹھ برس تک نماز کے فوائد پر دلائل دیے۔ ائمہ اسلام کی آرا پیش کیں اور ترغیب کا ہر انداز استعمال کیا۔ لیکن وہ راہ پر نہ آئے۔ میں سوچنے لگا کہ کسی شخص سے اس کی عادت اور انداز زندگی چھڑانا کتنا مشکل ہے۔ میں فلسفے کا ڈاکٹر، پروفیسر اور تین درجن کتابوں کا مصنف بھی ہوں۔ لیکن ایک مسلمان پروفیسر سے ایک چھوٹی سی بات نہ منوا سکا۔ دوسری طرف عرب کے ایک اُمّی (خدا یا نبی د اُمّی) کا کمال دیکھ کر شہید مزاحمت اور زہرہ گداز دشواریوں کے باوجود چار لاکھ شرابیوں، جواریوں، بت پرستوں، لٹیروں اور وحشیوں کو تہذیب و اخلاق کی ان بلندیوں تک پہنچا دیا کہ ایک دُنیلنے اُن پر دُور و دُسد م بھیجا۔ اور خود حضور پر نور نے اعلان فرمایا:-

اصحابی کما النجوم بآیتہم اقتدیتم بہ اہتدیتم۔

میرے ساتھی روشن ستارے ہیں۔ تم جس کی بھی اقتدا کرو گے، منزل کو پا لو گے۔

وہ چار لاکھ بڑھتے بڑھتے آج ۱۹۷۷ء میں سو کروڑ بن چکے ہیں۔ آج دُنیا میں اُن کی ۴ سلطنتیں قائم ہیں۔ افریقہ کا سیاہ بڑا عظیم تیزی سے اسلام قبول کر رہا ہے۔ ۱۹۲۲ء میں جب فاتح مصر حضرت عمرؓ بن عباسؓ نے مصر میں قدم رکھا تھا تو سارے بڑا عظم میں حضرت بلالؓ کے سوا کوئی اور مسلمان نہیں تھا۔ لیکن آج وہاں مسلمانوں

کے تعداد میں کہ ورت تک پہنچ چکی ہے۔ کیا یہ عظیم المثال کامیابی ایک معجزہ نہیں؟ اور کیا یہ معجزہ اس حقیقت کا اعلان نہیں کہ سب کچھ اللہ کر رہا ہے۔ اور رسولِ کیم صلی اللہ علیہ وسلم معنی ایک آلہ کار تھے؟

وَمَا كُذِّبَتْ إِذْ سَمِعَتْ بِاللَّيْلِ سَمْعًا ج

(الفال - ۱۰)

(میدانِ جنگ میں تم نے تیر نہیں چلائے تھے۔ بلکہ اللہ نے چلائے تھے)۔ ایک گھر کے لوگ گھر والوں کی خامیوں سے پوری طرح آگاہ ہوتے ہیں۔ خصوصاً بیوی، جو اچھے سے اچھے شوہر سے بھی بدگمان ہوتی ہے۔ جب حضورؐ نے دعوائے نبوت کیا تو سب سے پہلے آپؐ کی زوجہ حضرت خدیجہؓ آپؐ پر ایمان لائیں۔ پھر حضرت علیؓ اور پھر ان کا غلام حضرت زیدؓ۔ حضورؐ کی نبوت پر سب سے بڑی شہادت حضرت خدیجہؓ کا ایمان ہے۔

جب حضورؐ کی آواز صحرائِ قبائل تک پہنچی تو ان کے بے شمار وفد مدینہ میں آنے لگے۔ وہ حضورؐ کو دیکھتے، اُن کے کردار کا مطالعہ کرتے۔ اُن کی باتیں سنتے اور پھر ایمان لے آتے۔ اس انقلاب کا سبب حضورؐ کا پاکیزہ کردار تھا۔ جس کے ساتھ صداقت، تقدس، دیانت، امانت، عبادت، خلوص، محبت، عدل، احسان اور ایثار کی تمام صفات شامل تھیں۔ نیز اللہ کا وہ کلام جو دلوں میں اتر کر روح میں زلزلے اُٹھا دیتا تھا۔ قرآن نے اعلان کیا کہ نوح انسان کا باپ ایک تھا۔ یعنی آدم اور تمام انسانیت ایک ہی گھرانہ تھی۔ بعد میں جاہ پسند اور خود غرض قائلین نے اُسے گرہوں، طبقوں، قوموں اور ذاتوں میں تقسیم کر کے اُس کی وحدت کو بارہ بارہ کر دیا۔ اب سلیم الفکر مفکری کی کوشش یہ ہے کہ انسانیت کو پھر متحد کریں اور اس مقصد کے لیے وہ مشترک بنیادیں تلاش کر رہے ہیں۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ قومید یعنی خدائے واحد

کی پرستش اتحا کی بنیادی شرط ہے۔ قرآن نے توحید پر اتنا کچھ کہا اور شرک کو اتنا دگیدا
ہے کہ اگر ہم قرآن کو کتاب التوحید کہہ دیں تو شاید بے جا نہ ہو۔ حضورؐ نے ایشیاد و
افریقہ سے بت پرستی کو یوں مٹایا کہ چودہ سو سال گزرنے پر بھی نہ واپس نہ آسکی۔
ایک مستشرق کا قول ہے:-

If we consider what the Arabs were before Mohammad's appearance and what they became after it, if we reflect upon the enthusiasm kindled and kept alive by his doctrine in the breasts of millions of the human race, We cannot but feel that to with-hold our admiration from so great a man would be the most flagrant in justice (J.D. Port :- An apology for Mohammad. London 1869, p. vi).

(اگر ہم یہ سوچیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے عرب کیا تھے اور
بعد میں کیا بن گئے۔ اور اس حقیقت کو بھی پیش نظر رکھیں کہ جو جوش و جذبہ
آپؐ کی تعلیم نے پیدا کیا تھا وہ کہڑوں سینوں میں آج بھی موجود ہے تو
پھر اس عظیم انسان کی تعریف نہ کرنا شدید نا انصافی ہوگی۔
آسٹریا کا ایک مستشرق جو بعد میں اسلام لے آیا تھا۔ اور آج (۱۹۷۷ء)
بھی زندہ ہے قرآن کے متعلق کہتا ہے:-

The Quran has fundamentally affected the religious, social and political history of the world...It shook Arabia and made a nation out of its perennially warring tribes. Within a few decades it outstepped confines of Arabia and produced the first ideological society known to man. Through its insistence on consciousness and knowledge, it engendered among its followers a spirit of intellectual curiosity and independent inquiry, ultimately resulting in that splendid era of learning and scientific research which distinguish the world of Islam at the height of its cultural vigour...and gave rise to that revival of western culture which we call the Renaissance (Can the Quran be translated:

محمد

(جینیوا - ۱۹۶۳ء ص ۲)

قرآن نے دنیا کی مذہبی، سماجی اور سیاسی تاریخ پر زبردست اثر ڈالا۔ اُس نے جزیروں، نائٹس عرب میں ایک تہلکہ ڈال دیا۔ اور محارب قبائل کو ایک قوم بنا دیا۔ اسلام کے آفاقی افکار، عرب کی سرحدوں کو جلد بھاگ گئے اور انہوں نے دنیا کی پہلی نظریاتی ملت کو جنم دیا۔ علم دشواری کے متعلق اسلام کی تاکید ہدایات سے اس کے پیروؤں میں ذوق جستجو پیدا ہو گیا اور علم و تحقیق کے اس شاندار دور کا آغاز ہو گیا۔ جس نے دنیا کو اسلام کو تہذیب

تدن کی انتہائی بلندیوں پہ پہنچا دیا تھا۔ اور جس سے یورپ کی نشاۃ ثانیہ
کا آغاز ہوا۔
ایک اور مشرق کہتا ہے:-

Mohammad should be judged as a great former and
legislator and must be acknowledged as the very greatest
man whom Asia can claim as one of the rarest and most
transcendent geniuses the world ever produced.

(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایک عظیم مصلح اور قانون ساز تھے۔ انہیں ایشیا
کا سب سے بڑا انسان اور دنیا کا عظیم ترین نابعد تصور فرمائیے۔
اس صا دق راست بانہ، امین اور بلند کردار رسول کا یہ دعویٰ کہ قرآن اللہ کا کلام
ہے۔ کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔

بشاراتِ قرآن

حضرت علیؓ کو پیش گوئیاں کرنے کی عادت نہیں تھی۔ آپ وہی بات کہتے تھے جو اللہ ربہ تعالیٰ جبریلؑ آپ کو بتاتا تھا۔ انسانی نظر مستقبل کے اندھیروں میں چیر کر آنے والے واقعات کو نہیں دیکھ سکتی۔ جو لوگ موجودہ حالات سے آنے والے واقعات کا اندازہ لگا لیتے ہیں کبھی کبھی ان کا اندازہ درست ہوتا ہے۔ لیکن اسے پیش گوئی نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ اسباب و علل سے نتائج اخذ کرنے کی ایک کوشش ہوتی ہے۔

گذشتہ جنگ عظیم میں اس ضلع کے ایک نیم سرکاری ہفت نامے کی ادارت میرے پیر و تھی جب ۱۹۴۱ء میں ہٹلر نے روس پر اپنا ٹک حملہ کر دیا تو میں نے اداسیہ کا عنوان قائم کیا۔ ہٹلر کی شکست یقینی ہے اور بالآخر وہ خود کشی کر لے گا۔

دلائل یہ دینے کہ ہٹلر پہلے ہی برطانیہ، امریکہ، فرانس، بلجیم، لینڈ، آسٹریا، آسٹریلیا، کینیڈا اور دیگر اتحادیوں سے برسرِ پیکار ہے۔ اب اس نے روس پر حملہ کر دیا ہے۔ جس کے پاس دوسو ڈیڑھ لاکھ ہزاروں ٹینک اور ٹیاریاں۔ نیز غذا، خام مال اور دیگر اشیاء کے بے پناہ ذخائر ہیں۔ پھر اس کا رقبہ چھیالیس لاکھ مربع میل سے کم نہیں۔ اسے شکست دینا تقریباً ناممکن ہے۔ جب ہٹلر روس کے میدانوں میں دو تین برس تک لڑتے لڑتے تھک جٹے گا تو تازہ دم امریکہ یورپ میں آکر ہٹلر کو دو بیچ لے گا چونکہ ہٹلر انتہا درجے کا جذباتی، مغرور اور غرور پسند واقع ہوا ہے۔ اس لیے وہ اس ذلت کو برداشت نہیں کر سکے گا۔ اور اپنے آپ کو گول مار دے گا۔ بات

بالکل ایسی ہی ہوئی۔ لیکن یہ پیش گوئی نہیں تھی۔ بلکہ واقعات سے نتائج اخذ کئے گئے تھے۔
قرآن کی پیشگوئیاں ایسے واقعات کے متعلق ہیں جن کی علامات تک کہیں موجود نہ تھیں
اور جن کے متعلق قبل از وقت کوئی افوارہ لگانا ممکن تھا۔ ان بشارات کو دو حصوں میں
تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ وہ جو ابھی تک وقوع پذیر نہیں ہوئیں۔ مثلاً:-

۱۔ یاجوج ماجوج کا ظہور۔

۲۔ دابة الارض کا خروج۔

۳۔ حضرت یسوع کا نزول۔

۵۔ قیامت کا آنا۔۔۔۔۔ وغیرہ۔

۲۔ وہ جو پوری ہو چکیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے:-

۱۔ البرہیل کی تباہی۔

۲۔ روم کی فتح۔

۳۔ البرہیل کی بیری کے گلے میں رسی۔

۵۔ مکہ کی فتح۔

۶۔ مسلمانوں کو حکومت کی بشارت۔

۷۔ قرآن کی حفاظت اور تدوین کا وعدہ۔

۸۔ عہد ابراہیم میں حج کے لیے پکار۔

۹۔ فرعون کی لاش۔

ہم یہاں قسم دوم کی بشارات پر بحث کریں گے۔

۲۰۔ فرعون موسیٰ کی لاش

بشارات کی شہادت | قرآن کے کلام اللہ ہونے پر اس سے بڑی شہادت کیا ہو سکتی ہے کہ قرآن میں فرعون کے متعلق ایک ایسی پیش گوئی موجود ہے جس کا ذکر تہذبات اور دیگر آسانی صاف میں نہیں تھا۔ اور جو تقریباً ساٹھ صدی پہلے ہوس کے بعد، دس صدی کے آغاز میں پوری ہوئی۔ پوری کہانی یہ ہے:-

وَجِئْتُهُمْ بِآيَاتِي وَإِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَآءِ فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجَنَّدَهُ بَعِيآءَ وَعَدُوْا حَتَّىٰ إِذَا أَذْسَكَهُ الْفُرْقَانُ قَالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَآءِيْلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ . أَلَيْسَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلَ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ . قَالِيَوْمَ نَجْعَلُكَ بَيْنَكَ لِيَتَكُوْنَ لِمَنْ خَلَقْتَ آيَةً وَلِيْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنِ اٰيَاتِنَا لَعْفُوْنَ .

(یونس - ۹۰ تا ۹۱)

دہم بنو اسرائیل کو سمندر سے پار لے گئے اور فرعون نے خواہش و شرارت کی بنا پر اپنے لشکر سمیت ان کا پیچھا کیا اور جب ڈوبنے لگا تو ٹپکار اٹھا کہ میں بھی اسرائیل کے خدا سے لاشکر بک پر ایمان لاتا ہوں اور مسلمان ہوتا ہوں۔ اللہ نے کہا، اب کیا فائدہ۔ تم اب تک نافرمان و مفسد رہے ہو۔ آج ہم تمہاری لاش کو سچا کر رکھیں گے تاکہ قرآن والی

نسلوں کے لیے ایک نشان اور درس عبرت بن جائے۔ بیشک لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہمارے نشانات سے بے خبر ہے۔

عہد رسالت میں عرب اقوام عالم کی تاریخ، تہذیب، تمدن اُن کے آثار اور علوم فنون سے مطلقاً نا آشنا تھے۔ انہیں یہ قطعاً معلوم نہ تھا کہ فرعون کتنے تھے؟ اور وہ کب سے مصر پر حکومت کر رہے تھے؟ یہی گھڑائیاں تو مصر میں اُن کا آغاز پچھلی صدی (انیسویں) کے آخر میں ہوا تھا۔ اور فرعون موسیٰ کی لاش ۱۹۰۶ء میں ایک انگریز مفتش سر رافٹن بمبے کی کوششوں سے برآمد ہوئی تھی۔ مصر کے ایک محقق و مفتش احمد بیگ لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کے فرعون دو تھے۔ اول رامسس دوم جس کا تعلق فراتین کے انیسویں خاندان سے تھا۔ اس خاندان کا بانی رامسس اقل تھا جس نے صرف دو برس حکومت کی تھی۔ اس کا جانشین سیتی (SETI) اقل تھا۔ اس کے بعد رامسس دوم تینت لشین ہوا۔ اور ۶۴ سال تک برسرِ اقتدار رہا۔ حضرت موسیٰؑ کی ولادت اسی کے زمانے میں ہوئی اور آپ چالیس سال تک اسی کے ہاں رہے۔ خرمنج سے ایک برس پہلے اُس کی وفات ہو گئی اور منفہ (MINEPTAH) اس کا جانشین بنا۔ یہ رامسس دوم کا بیٹا تھا۔ بنی اسرائیل کا تعاقب اسی نے کیا تھا اور بحرِ قلزم میں یہی غرق ہوا تھا۔

لے تفسیر ہواہر القرآن - جلد ۶ طبع مصر ۱۳۶۶ھ چپلا ایڈیشن۔
ان علامہ جوہری طوطاوی مصری۔

لے فراعین کے تیس خاندان تقریباً ساٹھ سے تین ہزار سال تک برسرِ اقتدار رہے۔
تمام فرعوں کی تعداد تین سو کے لگ بھگ تھی۔

(انسائیکلو پیڈیا برطانیکا - جلد ۸ ص ۶۹)

جب اس کا تابوت برآمد ہوا تو کئی علماء تبار کے سامنے اسے کھولا گیا اور کئی شہادتوں
 کا بنا پر اعلان کیا کہ یہ منقطع کی لاش ہے۔

میرے ایک خط کے جواب میں مولانا ابراہیم علی امجدی نے لکھا۔

لاہور۔ ۲۰ نومبر ۱۹۶۹ء

محترمی و کرمی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا عنایت نامہ ملا۔ غرق شاہ فرعون کے بارے میں زیادہ تر
 معلومات مجھے لوئس گوڈنگ (Louis Godding) کے سفر نامے

In the steps of Moses the Law Giver

سے حاصل ہوئی ہیں۔ اس نے اپنے اس تحقیقاتی سفر نامے میں لکھا ہے
 کہ عیس دوم وہ فرعون تھا جس کے زمانے میں حضرت موسیٰ پیدا ہوئے
 تھے اور بنی اسرائیل پر جس کے مظالم مشہور و معروف ہیں۔ اس لیے اس کو
 کہا جاتا ہے اور (Pharaoh of the Persecution)۔

جس فرعون کے زمانے میں حضرت موسیٰ پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے اور جو بحر
 میں غرق ہوا تھا وہ عیس کا بیٹا (Mineptah) تھا گوڈنگ

کی کتاب اور برطانیہ کے مسنون (Egypt) دونوں میں لکھا ہے
 کہ تھیس (Thebes) اپنی اس کے (Mortuary

اسے ایک ستون ۱۰۹۶ میں (Flinders Petric Temple

کو د تھا جس پر اس نے اپنے عہد کے کا نام لگائے
 تھے۔ اسی ستون سے پہلی م تہ مصر میں اسرائیل کے وجود کی تاریخی شہادت ملی۔
 برطانیہ کے مسنون (Mummy) میں ذکر ہے کہ ۱۹۰۶ء میں ایک

انگریز ماہر علم التشریح | Sir Grafton Elliot Smith

نے میون کو کھول کھول کر انسان کے جنرط کا تحقیق شروع کی تھی۔ اور ۴۴ میون کا مشاہدہ کیا تھا۔ گو لڈلنگ لکھتا ہے کہ ۱۹۰۶ء میں سمٹو کو فیتہ (منفطہ) کی لاش ملی۔ اس کی ٹیپیں کھول گئیں تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس کے جسم پر نمک کا ایک تہہ جمی ہوئی تھی۔ جو کس امدامی کے جسم پر نہیں پائی گئی۔ گو لڈلنگ مزید یہ بات بھی بیان کرتا ہے کہ فرعون بھارتِ قرہ میں غرق ہوا تھا، جو اس زمانے میں بحرِ احمر سے ملی ہوئی تھیں۔ آگے چل کر وہ لکھتا ہے کہ جزیرہ سینا کے مغربی ساحل پر ایک پہاڑی ہے جسے مقامی لوگ جبلِ فرعون کہتے ہیں۔ اس پہاڑی کے نیچے ایک غار میں نہایت گرم پانی کا ایک چشمہ ہے جسے لوگ حمامِ فرعون کہتے ہیں۔ اور سینہ بسینہ روایات کی بنا پر یہ کہتے ہیں کہ اسی جگہ فرعون کی لاش ملی تھی۔

میں ان معلومات سے اس قیصر پر پہنچا ہوں کہ بھارتِ قرہ میں ڈوبنے کے بعد اس کی لاش کو پھول کر سطحِ سمندر پر پھیرنے اور حمامِ فرعون تک پہنچنے میں کافی وقت لگا ہوگا جس کے دوران میں اس کے گوشت و پوست میں سدنکا پانی کا نمک جذب ہو گیا ہوگا۔ یہ نمک اس کی لاش کو جنرط کرتے وقت خارج نہیں کیا جاسکتا تھا۔ تین ہزار برس کے دوران میں یہ رفتہ رفتہ اس کے جسم سے خارج ہو کر ایک تہہ کی شکل میں جم گیا تھا اور جب ٹیپیاں کھول گئیں تو یہ نمک اس پر جما ہوا پایا گیا۔

خاکسار ابوالاعلیٰ

سہ مراو bitter lakes. یعنی کڑے پانی کی وہ جھیلیں جو بحرِ احمر اور بحرِ مدیہ کے درمیان تھیں۔ انہیں نہرِ سویز میں شامل کر دیا گیا ہے۔

ایک اور شہادت کا ذکر مولانا حفصہ الرحمن سہاروی نے قصص القرآن (جلد - ۱) ص ۲۶ - طبع دہلی ۱۹۵۰ء) میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ اس کی ناک کٹی ہوئی تھی اور باہری کی رائے یہ تھی کہ پھیل کھا گئی تھی۔

اس طرح تقریباً ساڑھے تین ہزار برس کے بعد قرآن کی پیش گوئی پوری ہو گئی۔ یہ لاش جس تابت میں بند تھی۔ وہ پانچ فٹ آٹھ انچ لمبا اور اٹھارہ انچ چوڑا تھا۔ پروفیسر احمد بیگ کہتے ہیں کہ تابت کھولتے وقت میں بھی موجود تھا۔ لیکن میں فرعون کا چہرہ نہ دیکھ سکا۔ کیونکہ وہ زرد رنگ کے ریشمی کفن سے ڈھکا ہوا تھا۔

۱۶ دسمبر ۱۹۲۳ء کو ایک انگریز مسٹر مارڈوکارڈ نے اٹھارویں خاندان کے آخری فرعون توتی نمون کا خزانہ ایک ہرم سے ڈھونڈ نکالا۔ اس ہرم میں کئی الماریاں تھیں۔ ایک میں ایک چھ میٹر لمبا، چار میٹر چوڑا اور اتنا ہی اونچا صندوق رکھا تھا۔ جس میں توتی نمون کی لاش تھی۔ دیگر دو الماریاں زرد جوہر اور نہایت قیمتی پوشاکوں سے پر تھیں۔

لے محققین مغرب نے خدشہ عین مصر سے نو اسرائیل کے لکھنے کی کئی تاریخیں دی ہیں۔ ملاحظہ ہو یہ جدول۔

DEDE (۱۷۶۲ - ۱۷۷۵)	BENGAL (۱۷۶۶ - ۱۷۷۲)	USSHER (۱۵۸۱ - ۱۶۵۹)	یہودی مآخذ ۱۳۰۸ ق م
۱۷۶۹ ق م	۱۷۶۶ ق م	۱۶۴۱ ق م	
Hales (۱۵۸۴ - ۱۶۵۲)	Clemens (۱۵۰۰ - ۲۱۵)	EUSEBIUS (۲۶۰ - ۳۴۰)	
۱۶۴۸ ق م	۱۵۹۳ ق م	۱۵۱۲ ق م	

رکپینین ٹوبائیل - طبع کیمبرج ۱۸۹۲ء - صفحہ ۱
۱۶ صفحہ دی - تغیر - جلد ۶ - صفحہ ۷۶ - ایضاً ص ۷۶

اُن کی خائش کی گئی۔ اور انہیں دیکھنے کے لیے یورپ اور امریکہ سے ہزاروں لوگ آئے۔
تین لڑکیوں نے دیبے ہی کپڑے پہنے لیے اور جب وہ نیویارک کی ایک شاہراہ پر نکلیں تو
انہیں دیکھنے والوں کے ہجوم سے ٹریفک رُک گئی۔
تو یہ جتنی ڈوبنے والے فرعون کی کہانی۔

مومی بنانے کا طریقہ

قدیم مصریوں کا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد دُوح پھر لاش میں واپس آ جاتی ہے اور
اسی بنا پر وہ بادشاہوں کے لیے کھلے کمرے بنا کر مومی کے ساتھ کپڑے، برتن، خوراک
اور زیور وغیرہ رکھ دیتے تھے۔ مومی بنانے سے پہلے دلغ سے بھیجا، پیٹ سے آنتیں اور
سینے سے دل کے سوا باقی سب کچھ نکال لیتے تھے۔ اور بروزہ اور نرم سا کپڑا بھر دیتے
تھے۔ پھر لاش کو کئی ہفتے تک لیکن پانی کے ایک بیرل میں گھلے تک ڈبو دیتے تھے۔ بعد
اُچھا زان نکال کر پہلے سے خشک کرتے، پھر اوپر بروزہ اور چربی وغیرہ مل کر
ٹپیاں لپیٹ دیتے تھے۔ اور اس عمل پر سترونی لگتے تھے۔ مومی بنانے والے نقاشوں
کی مدد سے ہرم کا دیوار یا کفن پر فرعون کی تصویر بھی بنا دیتے تھے تاکہ سچ پانے میں غلطی نہ لگے۔

(اطلیٹ سمتھ) Contribution to the study of mummification.

طبع لندن - ۱۹۰۶ء

بحوالہ برطانیکا - طبع شکاگو - ۱۹۵۱ء جلد ۱۵ - ص ۹۵۳

تَلَوْا عَذِيبَكَ مِنْ نَبَاِ هٰؤُلَاءِ وَفَرِحُوْنَ لِقَائِهِمْ تَوَّابُونَ

(قصہ - ۳)

(ہم تمہیں فرعون و موسیٰ کی صحیح کہانی اہل ایمان کی خاطر سنارہے ہیں)۔

۲۱۔ قرآن مقدس

کی

ترتیب، تفسیر اور حفاظت کا وعدہ

قرآن کے متعلق اللہ نے تین وعدے کیے تھے۔

اقلہ: کہ اسے ہم خود ترتیب دیں گے۔

حوضہ: ہم اس کے الفاظ و معانی میں وہ لذت بھریں گے کہ ہر روز کروڑوں

نفس اس کی تلاوت کریں گے۔ اور ان کا شوق نہ ہوگا۔

سوم: ہم اس کی تفسیر و تشریح کا انتظام بھی خود کریں گے۔

إِنَّا عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَتُرَاتُوهٗ ۚ وَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَتَاتِعٌ
قُرْآنُهُ ۚ ثُمَّ إِنَّا عَلَيْنَا بَيَانُهُ ۚ

(قیامہ - ۱۶ تا ۱۹)

قرآن کی ترتیب و تعدی اور اس کی تلاوت کا شوق پیدا کرنا ہمارا

کام ہے۔ جب ہم جبریلؑ کی وساطت سے قرآن پڑھیں تو تم بھیچے

چلو۔ اس کی تفسیر و تشریح کا انتظام بھی ہم خود کریں گے)

ایک اور جگہ ارشاد ہوا:-

إِنَّا نَحْنُ مُدَبِّرُوهُ ۚ وَالَّذِي كَسَّ وَرِثَالَهُ لَخَفِظُوْنَ ۚ

(حج - ۹)

ایک کتاب ہم نے تیار ہی ہے اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کریں گے)

ترتیب قرآن

قرآن مقدس کے سلسلے میں مدسوال بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اول کہ آیات کو یہ ترتیب کس نے دی تھی؟ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس ترتیب سے تلاوت فرماتے تھے۔ سیرت کی تمام کتابیں اور احادیث اس امر پر متفق ہیں کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جبریلؑ کی ہدایت کے مطابق اسے کاغذ، چمڑے، اچھال یا ٹھیکری پر لکھوا کر کسی سورہ میں کسی خاص آیت کے پیچھے رکھوا دیتے۔ حضرت عائشہؓ کے ہاں ایک صندوق میں یہ تمام آیات اسی ترتیب سے محفوظ تھیں اور حضور صلعم اسی ترتیب سے تلاوت فرماتے تھے۔ حضور کی رحلت کے وقت صحابہؓ کی تعداد چار ہزار کے قریب تھی۔ یہ سب قرآن کو ترتیب نبوی سے پڑھتے اور پڑھاتے رہے۔ چونکہ انہیں قرآن سے گہری عقیدت تھی۔ اور حفظ قرآن کو باعث ثواب سمجھتے تھے۔ اس لیے اگر دس فیصد صحابہؓ کو بھی حافظ قرآن سمجھا جائے تو ان کی تعداد چالیس ہزار بنتی ہے۔ جب حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں تنازعہ ایک خاص تعداد میں کذاب سے لڑتے ہوئے فہید ہو گئی تو حضرت ابوبکرؓ صدیق نے حضرت فاروق اعظمؓ کے مشورے سے قرآن کو کاغذ پر لکھوانے کا ارادہ کیا۔ اس مقصد کے لیے ایک کمیٹی بنائی۔ مدد وحی کے کاتب اعظم حضرت زید بن ثابتؓ تھے۔ انہوں نے تین سال کی محنت کے بعد ایک نسخہ تیار کیا جسے ام المومنین حضرت حفصہؓ بنت عمر بن الخطابؓ کی حفاظت میں دے دیا گیا۔ فاروق اعظمؓ کے عہد میں لوگوں نے ایک دوسرے کو دوسے قرآن کی ہزاروں نقلیں

لے ابو داؤد، مسند جنبل، ترمذی اور مشکوٰۃ -

مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، محمد حسینی بیگلر "ذکائی محمد

تیار کر لی تھیں۔ لیکن ان میں کچھ اخلاط راہ پاگئی تھیں۔ اس لیے حضرت عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں حضرت زید بن ثابتؓ کو دوبارہ طلب فرمایا۔ اور قرآن کی تصحیح و نقول تیار کر کے سلطنت کے مختلف شہروں اور بستیوں میں بھیجا دیں اور منکر ک نقول تلف کرادیں۔

یہاں یہ ذکر شاید بے جا نہ ہو کہ ہر زمانے میں اللہ لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں خطبہ قرآن کا شوق پیدا کرتا رہا۔ اس لیے گذرے زمانے میں بھی حفاظ کی تعداد دس لاکھ سے کم نہیں ہوگی۔ یہ لوگ ہر سال ماہ رمضان میں سارا قرآن سنتے اور یوں اس کی حفاظت و اشاعت کا اہتمام کرتے رہتے ہیں۔

اللہ نے قرآن کو بار بار کتاب کہا ہے۔ کتاب کے معنی ہیں اکٹھی ہوئی چیز۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ حضور آیات کو بعد از نزول لکھ لکھ لکھتے تھے۔ آپ کے صحابہؓ میں سے بھی وہ حضرات جو کچھ پڑھ سکتے تھے، انہیں لکھ لیتے تھے۔ صحیح بخاری کے شارح بدرالدین ابن احمد العینی (۶۲، ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:-

إِنَّ الْكُتُبَ جَمَعُوا الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يَحْصِيهِمْ عَدَدٌ وَلَا يُضَبُّهُمْ أَحَدٌ۔

محمد بن یسک، زندگانی محمدؐ

رجح صحابہؓ نے ہر رسول سلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن جمع کیا تھا۔ ان کی تعداد بیرون از شمار ہے۔

مضامین قرآن میں تنوع

بعض نقاد یہ کہتے ہیں کہ قرآن کے مضامین میں تسلسل نہیں ہے۔ نوید کا ذکر ہو رہا ہوتا ہے کہ اخلاق کی بحث چل پڑتی ہے۔ درمیان میں لیل و نهار کے اختلاف۔ ہواؤں کی

گردش۔ کوکب، اشجار اور اثمار کا ذکر آجاتا ہے۔ گذارش یہ ہے کہ یہ تنوع حیب نہیں بلکہ کمالِ شمن ہے۔ یہ کائنات بہت حسین ہے۔ اس میں کہیں نسلِ نظر نہیں آتا۔ کوہِ سادوں کے پہلو میں داویاں۔ پاس میدان آگے کھیت۔ کھیتوں میں درخت، درختوں پر چھپاتے ہوئے صدنگ لیدور، فضاؤں میں بادل، فلک پر آن گنت ستارے، ساتھ ہی چاند اور سورج۔ ان مناظر میں کتنا تنوع ہے۔ یہی جلالِ کائنات ہے اور قرآن کا شمن بھی اسی تنوع کی وجہ سے ہے۔ جب جہنم کے شعلوں، گرزوں اور زنجیروں کے بعد جھومتی گھاؤں اور گنگنائی ہواؤں کا ذکر آجاتا ہے تو روح میں راحت و بشارت کی ہر دوڑ جاتی ہے۔ ہر انسان کا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ وہ کسی انسان کی نعمی ہو کر کتاب کو دوبارہ نہیں پڑھ سکتا۔ لیکن اہل ایمان قرآن کو زندگی بھر پڑھتے رہتے ہیں اور ہر بار نئی لذت حاصل کرتے ہیں۔ نئی نور سا ہر سال سے تلاوت کر رہے ہوں۔ اور آج تک لطفِ تلاوت کم نہیں ہوا۔ اگر کسی عام دینی کتاب کی طرح قرآن ابواب میں منقسم ہوتا۔ پہلے باب الایمان۔ پھر باب التوحید۔ بعد ازاں وضو، نماز، نکاح و طلاق اور جہاد و اخلاق کے ابواب ہوتے تو یہ اتنا تکنیکی بن جاتا کہ پڑھنے والے کو بور کرتا۔ یہ مضامین قرآن کا تنوع ہی ہے جو قاری کو بور نہیں ہونے دیتا۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ
قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تَلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَةُ سَرَّادَتْهُمْ
إِيمَانًا۔

(الانفال - ۲)

جب اہل ایمان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور آیاتِ کس کس کا ایمان بڑھ جاتا ہے)

تفسیر و ترجمہ

اس وقت تک قرآن کا ترجمہ تقریباً ستر زبانوں میں ہو چکا ہے۔ اور تفسیر کا تعداد

ساتھ تین ہزار کے لگ بھگ ہیں۔ سیارہ ڈائجسٹ کے قرآن نمبر میں جناب محمد عالم مختاری نے ۶۲۳ اردو تفاسیر و تراجم کی فہرست دی ہے۔ ان میں سے ۵۵۷ مکمل ہیں اور ۴۶۶ جزوی۔

اسد کی چند مکمل تفاسیر و تراجم کے نام:-

مفسر	تفسیر یا ترجمہ	مقام و تاریخ اشاعت
آغا رفیق بلند شہری	اعجاز نما قرآن	دہلی ۱۹۵۰ء
ابراہیم بیگ مرزا	منظوم ترجمہ	آگرہ ۱۹۳۲ء
ابو محمد مصطفیٰ	توضیح القرآن	بمبئی ۱۹۲۶ء
احتمام الدین مراد آبادی	اکسیر اعظم	لکھنؤ ۱۳۱۳ھ
محمد احسان اللہ عباسی	اردو ترجمہ	گوردکھ پور ۱۸۹۲ء
مولانا احمد رضا شاہ	ترجمہ و حاشیہ	مراد آباد ۱۳۳۰ھ
مولانا احمد علی لاہوری	ترجمہ و حاشیہ	لاہور ۱۹۳۷ء
مولانا اشرف علی تھانوی	بیان القرآن	دہلی ۱۹۲۵ء
انتظام اللہ شہابی	تفسیر	" ۱۹۳۸ء
غلام احمد پروین	مفہوم القرآن	لاہور ۱۹۶۱ء
شہداء اللہ امرتسری	تفسیر ثنائی	امرتسر ۱۳۴۷ھ
عبدالحق دہلوی	تفسیر حقانی	دہلی ۱۳۳۰ھ
مرزا حیرت دہلوی	ترجمہ و حاشیہ	" ۱۳۱۹ھ
مولانا ابوالاعلیٰ امجدادی	تفہیم القرآن	لاہور۔ جلد اول ۱۹۵۱ء میں باقی بعد میں۔

(سیارہ ڈائجسٹ۔ قرآن نمبر۔ لاہور۔ ۱۹۶۹ء۔ ص ۹۰۸)

جلد میں ۲۲ تفاسیر و تراجم کا پتہ چلا ہے۔ ان میں سے ۲۴ جزوی ہیں اور ۵ اکمل

(ایضاً - ص ۶۵۹)

مولانا محمد ادریس صاحب نے پشتو میں کئی کئی ۳۲ تفاسیر و تراجم کا ذکر کیا ہے۔

(ایضاً - ص ۶۵۹)

جناب محمد سلیم پرنسپل اور ٹیلر کالج منصورہ (سندھ) نے ایک مقالہ میں سندھی زبان

کی چھ تفاسیر اور آٹھ تراجم کی فہرست دی ہے۔ (ایضاً - ص ۶۶۸)

یورپی زبانوں کے چند تراجم۔

مترجم	کتاب	سال ترجمہ
راہب پیٹر - فرانسیسی	ترجمہ لاطینی میں	۱۱۲۳ء
فادر لوئس - مراکشی	" "	۹
فریڈرک	" "	۱۶۹۸ء
موسیو سہواری	" "	۱۶۵۲ء
گلارسن ڈی - ڈی	" "	۱۸۲۹ء
جی - پانچھیئر	فرانسیسی	۱۸۵۲ء
موسیو رہنانش	" "	-
ڈاکٹر موریس	" "	-
یعقوب بن اسرائیل	عبرانی	۱۶۳۳ء
مارٹن لومقر	جرمنی	۱۵۰۰ء کے قریب
سڈوئر	" "	۱۶۶۲ء

(ایضاً - ص ۶۳۲)

یہ تھامشے نمونہ از غرور ہے۔ ررنہ مترجمین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

عزیز اناری اندر کی میں تفاسیر و تراجم کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے اور اس طرح
اندکادہ وعدہ کہ تفسیر ہم کریں گے، پورا ہو گیا۔ یہ وعدہ ایک اور طرح بھی پورا ہوا
کہ علوم جدیدہ نے بعض ایسی آیات کی تفسیر مہیا کر دی جو پہلے قشایہات میں شمار ہوتی تھیں۔
یہ تھے وہ انتظامات جن کے بعد کوئی باطل اس میں راہ نہ پاسکا۔

وَرَأَيْتُ لَكُم مِّنْ عَذِيبٍ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ
يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ

(حم سجدہ - ۴۱-۴۲)

(یہ ایک بلند پایہ کتاب ہے جس میں باطل نہ سامنے سے راہ پاسکتا ہے
نہ پیچھے سے۔ اسے نازل کرنے والا رب بڑی دانش اور صفات کا بطور کا
مالک ہے۔)

۲۲۔ روم کی شکست

ہدایت یوں ہے کہ ۱۶ھ میں روم و ایران کے درمیان جنگ چھڑ گئی اور روم کو شکست ہو گئی۔ چونکہ قریب العقیدہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی ہمدردیاں روم کے ساتھ تھیں۔ اور کریش کی ایران کے ساتھ۔ اس لیے کفار نے بڑی خوشیاں منائیں۔ اور مسلمان افسردہ سے ہو گئے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

غُلِبَتِ الرُّومُ ۚ فِيْ اَدْنٰى الْاَرْضِ ۚ وَ هُمْ فِيْ مُّجْتَدٰى
عَلَيْهِمْ سَيُغْلِبُوْنَ ۚ فِيْ بَضْعِ سِنِيْنَ ۚ وَ اِلٰهُ الْاٰمَرِ مِنْ
قَبْلُ ۚ وَ مِنْ بَعْدُ ۚ مَا يَكُوْنُ مِثْلُ نَفْثِ الْفٰسِقِيْنَ ۚ

(الروم - ۱۴ تا ۱۶)

عربستان کے قریب ایک جنگ میں روم کو شکست ہو گئی۔ لیکن چند سال بعد اس کے اندر روم کو فتح نصیب ہو گئی۔ آگے اور پیچھے اللہ ہی کا حکم چلتا ہے۔ اس روز مسلمان خوش ہوں گے!

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو بکرؓ کہہ کی گلیوں میں صدا دینے لگے کہ ایران کو بہت جلد شکست ہو جائے گی۔ اس پر ابی بن خلف گھر سے نکلا اور حضرت ابو بکرؓ سے کہنے لگا۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ آؤ اور دس دس اربہینوں کا شرط لگاؤ۔ حضرت عدیؓ اکثر نے شرط لگالی۔ اور معاریقی برس اور بروایتے چھ برس تک مقرر کی۔ جب یہ خبر حضورؐ تک پہنچی تو فرمایا، الموضع ما بین الثلاث إلى التسع

کہ جہنم سے مراد تین سے نو سال تک ہے۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ دوبارہ اُبی کے پاس گئے۔ میعاد میں اسناد لیا اور شرط میں دس کی جگہ سو آٹھیاں لگا دیں۔ ٹھیک سات سال بعد جس روز بدر کا معرکہ ہوا تھا۔ سوم نے ایران کو زبردست شکست دی اور اس کی فوجیں ایران میں داخل ہو گئیں۔

جب یہ خبر مدینہ میں پہنچی تو حضرت صدیقؓ اُبی کے وارثوں کے پاس گئے۔ وہ خود مرچکا تھا، اور سو آٹھیاں کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے شرط پوری کر دی اور حضرت صدیقؓ نے حضورؐ کا اشارہ پا کر مساکین میں بانٹ دیں۔

اجلالتین۔ طبع میرٹھ۔ ص ۳۲۹۔

تَنْزِيلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَ السَّمَوَاتِ الْعُلَىٰ

(طہ - ۴)

یہ کتاب ارض و سما کے خالق نے نازل کی ہے

۲۳۔ وعدہ حکومت

سورۃ النور ہجرت کے باپتیس سال واقفہ انکس رہبان۔ افتراما کے ایک ماہ بعد نازل ہوئی تھی۔ معنور غزوة بنو المصطلق سے لوٹ سب سے تھے کہ ایک منزل پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حاجت کے لیے کیمپ سے ذرا پڑے لکل گئیں۔ اندھیرے میں کسی کو علم نہ ہو سکا اور قافلہ چل پڑا۔ ام المومنین واپس آئیں تو نہ مانتے نہ مانگے نہ پتہ نہ رہا۔ مجبوراً مسٹ کو میڈ گئیں۔ کچھ دیر کے بعد صفوان بن معلل واپس آگیا۔ یہ حضور کی طرف سے گئی ہوئی اشیاء اٹھانے پر مقرر تھا۔ اور ہمیشہ قافلہ کے پیچھے رہتا تھا اس نے سحر کی روشنی میں حضرت عائشہ کو پہچان لیا اور کہا — اِنَّا لَنَلِيْكَ وَ اِنَّا اِلَيْهِ تَاجِعُوْنَ — پھر اونٹ پر بٹھا کر انہیں سوار ہونے کا اشارہ کیا اور قافلہ کو جالیا۔ اس پر مدینہ کے منافق اعظم عبداللہ بن ابی نے ام المومنین کے خلاف بہتان تراشا۔ اسے خوب شہرت دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ النور کے نزول تک رنجیدہ رہے اور حضرت عائشہ کے دل نہ گئے۔

اس سورۃ میں اللہ نے مسلمانوں کو تین بشارات دی تھیں۔ اس وقت تک نہ خیر فتح ہوا تھا نہ مکہ نہ حنین نہ طائف۔ اور مسلمانوں کا اثر مدینہ و نواہج مدینہ تک محدود تھا بشارات کی تفصیل خود اللہ سے سنئے :- ارشاد ہوتا ہے :-

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لِيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
وَلِيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمْ الَّذِى ارْتَضٰ لَهُمْ وَلِيُبَدِّلَنَّهُمْ

مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمَّا ط (النور - ۵۵)

(اللہ ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور جن کے عمل اچھے ہیں۔ تین وعدے کرتا ہے)۔

اولے۔ وہ انہیں اس طرح حکومت دے گا جس طرح پہلی اقوام کو دی تھی۔
دوسرے۔ ان کے دین کو جو اللہ نے ان کے لیے پسند کیا ہے، احکام بخفے گا۔
تیسرے۔ اور انہیں طاقتور بنا کر ان کے خون کو امن میں بدل دیگا)

حضرت علیؓ علیہ السلام کی زندگی بھی میں ان کی حکومت میں سے اُردی اور خلیج فارس سے بحیرہ قلزم تک تقریباً آٹھ لاکھ مربع میل تک پھیل چکی تھی۔ اور اس سال بعد اس کی جنوبی سرحد طاق اور شمال مغربی سرحد ہپانیہ سے پورے فرانس میں تھی۔

مسلمانوں کی تعداد کروڑوں تک پہنچ چکی تھی اور مسیحیت کا یہ عالم کہ سلاطین گیتی ان کا نام سن کر کانپ اٹھتے تھے۔ آج کہ ہماری وحدت پارہ پارہ ہو چکی ہے۔ اور شلن و شکوہ کا جنازہ لگ گیا ہے۔ اب بھی دنیا میں ہمارے اثر تالیس سلطنتیں قائم ہیں۔ ان میں سے تقریباً بیس افریقہ میں ہیں۔ شمالی ساحل سے نیچے جنوب میں چاڈ، سالیہ، نائجیریا، نائجیر، سینگال، کیمرون، گینی، ماریطانیہ وغیرہ اسلامی ممالک ہیں۔ تمام اسلامی ممالک کا مجموعی رقبہ تقریباً ایک کروڑ چالیس لاکھ مربع میل ہے اور آبادی ایک سو کروڑ سے آدھار۔

دیکھا آپ نے کہ اللہ کی بات کیسے پوری ہوتی ہے۔

وَاللّٰهُ خَالِیْ عَلَىٰ اٰمُوْرٍ وَلٰكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ

(یوسف - ۲۱)

(اللہ اپنی بات کو غیب و قوت سے پورا کرتا ہے۔ لیکن بہت سے لوگ اس

حقیقت سے نا آشنا ہیں)۔

۲۲۔ ابو جہل کی تباہی

آغاز میں حضور مکی ائندہ علیہ وسلم اپنے چند پیروؤں کے ساتھ گھروں اور پہاڑوں میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔ بعد میں جب مومنین کی تعداد بڑھ گئی تو آپ نماز کے لیے کعبہ میں جانے لگے۔ چونکہ قریش مکہ نے کعبہ کو بت خانہ بنا رکھا تھا۔ اس لیے انہوں نے حضور کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ ایک دن جب حضور سجدے میں گئے تو ابو جہل نے ان کے کہنے پر عقبہ بن ابی معیط نے اپنی چادر حضور کی گردن میں ڈال دی اور اسے بل مینے لگا۔ یہاں تک کہ آپ کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔ اتنے میں حضرت ابو جہل صدیق وہاں آگئے۔ اور عقبہ کو دھکیل کر وہاں سے ہٹایا۔ ایک اور موقع پر یہی عقبہ ابو جہل کے کہنے پر اونٹ کی ادھری کہیں سے سٹا لایا۔ اور جب حضور سجدے میں گئے تو ان کی پشت پر رکھ دی۔ ایک دن ابو جہل نے حضور کو دھکیلا کہ اگر آپ ائندہ نماز کے لیے کعبہ میں داخل ہوئے تو مجھ سے جڑا کوئی نہیں ہوگا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

أَدْعَيْتَ الذَّوِي يَنْهَى . عَبْدًا إِذَا صَلَّى . أَسْرَعَيْتَ
إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَى . أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَى . أَرَعَيْتَ
إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى . أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى . كَلَّا لَئِنْ لَمْ

۱۔ صبح بخاری۔ باب ما لقی النبی عن المشرکین

نیز قاضی محمد سلیمان منصور پوری۔ رمتہ اللعالمین۔ ج ۱۔ ۱۹۴۹ء۔ ص ۶۵۔

يَتَذَكَّرُ لَكُمْ يَوْمَ تَأْتِي سَافِرًا مَدِينَةً خَاصَّةً
فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ أَسَدْعُ الزَّيَانِيَةَ كَلَّا لَا تَطْعُهُ
وَأَسْبَحَدُ وَاقْتَرِبُ

(علق - ۱۹۲۹)

دیکھا تو نے اس شخص کو دیکھا جو رہا ہے بندے کو ناز پٹھنے سے
روکتا ہے۔ کیا اس نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ شاید وہ بندہ ہدایت پر ہوا اور تقویٰ
کی ہدایت کرتا ہو یا یہ کہ روکنے والا جھوٹا اعدا سرکش ہو۔ کیا وہ یہ نہیں جانتا کہ
اللہ دیکھ رہا ہے۔ اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اسے جھوٹی اور خطا کار چوٹی سے
پکڑ کر زمین پر گھسیٹیں گے۔ اسے کہو کہ وہ اپنے مددگاروں کو بلاتے۔ ہم
اپنے کارکنوں کو آواز دیں گے۔ خبردار! اس کی بات ہرگز نہ سنو اور سجدے
میں گر کر جہاں قرب حاصل کروا

تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیات ابوجہل سے تعلق رکھتی ہیں۔ مشہور
مفسر علامہ ابوعبد اللہ محموبی احمد دلقربی فرماتے ہیں:-
قِيلَ نَزَلَتِ السُّورَةُ كُلُّهَا فِي ابِوَجْهَلٍ الَّذِي ذُكِرَ فِي النَّبِيِّ
عَنِ الصَّلَاةِ

(تفسیر قرطبی - جلد ۲۰ ص ۱۲۳ - طبع قاہرہ - ۱۹۶۰ء)

دیکھتے ہیں کہ یہ سورۃ ابوجہل کے متعلق نازل ہوئی جو حضورؐ کو ناز سے
روکتا تھا۔

ان آیات میں ایک پیش کرتے ہیں کہ اگر ابوجہل باز نہ آیا تو ہم اسے
چوٹی سے پکڑ کر زمین پر گھسیٹیں گے۔ یہ پیش کرتے ہیں پوری ہوئی کہ میدان بدر

میں دو لڑکوں عوز اور معاذ نے حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف سے پوچھا کہ ابو جہل کو نسا ہے! انہوں نے اشارہ کیا تو یہ دو جوان صفوں کو چیر کر بید سے ابو جہل کے پاس پہنچے۔ اُسے مار کر نیچے گرا یا اور پھر گھسیٹ کر حضورؐ تک لے جانے کا کوشش کی۔ لیکن ابو جہل کے بیٹے عکرمہ اور اس کے ساتھیوں نے اُن کو شہید کر ڈالا۔ کچھ دیر بعد وہاں سے حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ کا گذر ہوا۔ ابو جہل کی لاش دیکھی تو اسے پہلے اٹھایا۔ پھر گتلی پر پاؤں رکھ کر ایک ماتھے سے اس کی چوٹی پکڑ لی۔ دوسرے سے اس کا سر کاٹا اور دوڑ کر حضورؐ کی خدمتِ اقدس میں جا پہنچے۔ یوں وہ پیش گوئی سرف بہ سرف پوری ہو گئی اور کیسے پوری نہ ہوتی۔

قُلْ أَنَزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

(الفرقان - ۶)

دکھ کر یہ کتاب اس رب نے نازل کی ہے جو زمین و آسمان کے تمام

امرار سے آگاہ ہے)

۲۵۔ گردن میں رستی

مکہ میں حضورؐ کے جانی دشمن دو تھے۔ ابوہریرؓ اور ابوہریرؓ بن عبدالمطلب۔ جب حضورؐ نے اکابر کو جمع کر کے کوہ صفا سے غزادی کر اشد ایک ہے سو ہی پرستش کے قابل ہے۔ قیامت آکر ہے گی۔ اور تمہیں اپنے اعمال کا جواب دینا پڑے گا۔
 کہ ابوہریرؓ نے بڑے غصے سے کہا۔

يَبْنَ الْكَتَّ - اَلِهَذَا جَمَعْتَنَا -

(تم پر تباہی آئے۔ کیا تم نے اس کام کے لیے ہمیں جمع کیا تھا؟)
 اس کے بعد ابوہریرؓ نے یحییٰ آدمیوں کی ایک جماعت تیار کی جو حضورؐ کو تنگ کرتے۔ پھبتیاں کستی۔ ناز کے وقت بیٹیاں بجاتی اور شور مچاتی تھیں۔ ابوہریرؓ کی بیوی اُم جمیلؓ کا کام حضورؐ کی راہ میں کانٹے بچھنا تھا۔ جب ان دونوں کی ایذا رسانیوں حد سے بڑھ گئیں تو یہ آیات نازل ہوئیں۔

مَبْنَتْ يَدَا اَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۚ مَا اَغْنٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا
 كَسَبَ ۚ سَيَصْلٰ نَاسًا اِذَا تَلَّهَبَ ۚ وَامْرَاَتُهُ حَمَّالَةَ
 الْحَطْبِ ۚ فِيْ جِيدِهَا حَبْلٌ مِّنْ نَّمْلٍ ۚ

(سورہ لہب)

قرآن کا اذان یہ ہے کہ جس امر کا وقوع مستقبل میں یقینی قطعاً ہو۔
 اُس کے لیے کبھی کبھی معنی کا صیغہ استعمال کرتا ہے۔ مثلاً۔

اَقْرَبْتَ السَّعَاتِ وَالْأَنْفَى الْقَمَرَهُ (قمر-۱)

(قیامت قریب آگئی اور چاند بھٹ گیا)

مطلب یہ کہ جب قیامت قریب آئے گی تو چاند بھٹ جائے گا۔ اسی طرح سورۃ
مائدہ میں خدا و عیسیٰ کا مکالمہ جو قیامت میں ہو گا، ماضی کے صیغوں میں بیان ہوا۔ ملاحظہ
ہوں سورۃ مائدہ کی آیات ۱۱۹ تا ۱۱۹۔

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ..... قَالَ

سُبْحٰنَكَ - اے

سورۃ اہلب میں دو پیش گوئیاں تھیں۔ ایک خدا اہلب کے متعلق اور دوسری اس
کی بیوی اُم جیل کے متعلق۔ ان کا پورا ہونا اتنا یقینی تھا کہ اٹھنے والے ماضی کے صیغے استعمال
کئے اور فرمایا:-

”اہلب کے دونوں اہل خانہ بے کار ہو گئے اور وہ غور ہلاک ہو گیا۔

اسے اس کی دولت نہ بچا سکی۔ وہ محقر و بھڑکتی ہوئی آگ میں جیسے گا اور اس کی

ہیزم بردار بیوی کے گلے میں کچھ کی رسی پڑے گی۔“

ان آیات کے نزول سے اندازاً بارہ برس بعد واقعہ بدر پیش آیا جس میں اہلب

شامل نہ ہوا۔ اور اپنی طرف سے ایک سیاہ غلام کو لڑنے کے لیے بھیج دیا۔ غلام مارا گیا

اور قریش کو سخت شکست ہوئی۔ جب یہ خبر اہلب تک پہنچی تو وہ پہلے بڑیاں بکنے لگا۔

اور پھر اس کے جسم پر کڑھ نودار ہو گیا۔ تمام اعضاء بے کار ہو گئے اور اسی حالت

میں مر گیا۔ اس کی لاش اس قدر مسخ شدہ اور بدبودار تھی کہ کئی دن تک پڑی رہی اور

بالآخر محلے والوں نے جیٹوں سے اٹھ کر اسے دفن کر دیا۔

درست کہا تھا خدا نے موت و جل لے :

”اہلب کے اہل خانہ بے کار ہو گئے اور خود تباہ ہو گیا“

رہی اُمّ جمیل تو ایک دل اس نے ایندھن کا ایک بہت بھاری گٹھارسی میں
مرچنسا کر پیڑ پر اٹھایا۔ چلتے چلتے ٹھوکر لگی۔ رسی سرک کر گٹھے میں پڑ گئی۔ اور
نڈپ نڈپ کہہ مری گئی۔

شیخ الہند مولانا محمود الحسن فرماتے ہیں کہ:-

و خلقت این است کہ آن بدبخت بہی طریق مرد۔ چنانچہ رسیا

پشتارہ بیزم۔ در گھویش سخت پیچیدہ تاخذ شد۔ وہاں داؤ۔

۱ ترجمہ مولانا محمود الحسن۔ فارسی طبع کابل ۱۰۳۸۔ مترجم ششم ۱۳۳۵ھ

اسم تعجب ہے کہ وہ بدبخت اس طریق سے ہلاک ہوئی کہ ایندھن کے
گٹھے کی رسی اس کے گٹھے میں پڑ گئی۔ اس کا دم گھٹ گیا اور وہ مری گئی!

نیز علامہ ہونو تفسیر قرطبی۔ جلد ۲۰۔ ص ۲۴۲۔ ۱۳۸۵ھ قاہرہ۔

۲۶۔ ابراہیم علیہ السلام کی منادی

یہ تو آپ نے سننا ہی ہو گا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی ندوۂ محترمہ ہجرت اور اپنے
فرزند حضرت اسماعیلؑ کو کوہ صفا کے دامن میں چھوڑ کر خود حواری کو واپس چلے گئے تھے۔
وہاں پہلے سے اسماعیلؑ کی ایڑیاں رگڑنے سے ایک چشم بھوٹ نکلا تھا۔ جو بعد میں زمرم
کے نام سے مشہور ہوا۔ اسماعیلؑ واجرؑ سے پہلے وہاں کسی آبادی کا نشان نہ تھا۔ قبیلاً
جوہم کے چند سوداگر جو شام کو جا رہے تھے وہاں کا چشمہ دیکھ کر رُک گئے۔ اور
حضرت ہاجرہؑ کی اجازت سے وہیں آباد ہو گئے۔ یہ تھے شہر مکہ کے پہلے آباد کار تقریباً
بیس برس بعد جب حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ علیہما السلام بیت المقدس کی تعمیر کر چکے تو اللہ
نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا۔

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ
مَنْبَطٍ مَبِيتٍ مِّنْ كُلِّ بَلَدٍ عَمِّيَّ (حج - ۲۷)

اگر لوگوں کو حج کے لیے پکار دو۔ لوگ دور و راہ راستوں سے پیادہ اور

دوڑی سوار ہل پر آئیں گے

یہ اس زمانے کی بات ہے جب کعبہ کے نزدیک بنو جوہم کے چند خبیثوں
کے سراکٹ اور آبادی نہیں تھی۔ تعمیل ارشاد میں حضرت ابراہیمؑ پہاڑی پر چڑھ گئے۔

چاروں سمت منہ کر کے بلند آواز سے کہا: "اے لوگو! اللہ کا کھریا رہو چکا ہے۔ اگلے
 لیے ہر سال حج کے لیے آؤ۔ یہ صد اچھلے پانچ ہزار برس سے فضا میں گونج رہی ہے،
 اور ہر زمانے میں ہر مسلمان کے کان تک پہنچتی رہی ہے۔ اس کا اثر یہ کہ لوگ ہلال کھول
 کی تعداد میں جزائرمحکم لکھ لیں سے سوا اعلیٰ و قیافہ سن تک اور استنبول سے چین تک حج
 کے لیے جاتے ہیں۔ گزشتہ دس برس (۱۹۶۶-۱۹۶۷) میں ہر سال حجاج کی تعداد اوسطاً
 بارہ لاکھ تھی مدیکھا آپ نے کہ اللہ کا یہ وعدہ ۱۔

کہ لوگ دور دراز راستوں سے پیادہ اور موٹری سوار یوں پر آئیں گے
 کس دھڑلے سے پورا ہوا۔ کیوں پورا نہ ہوتا۔

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَا سَآئِبَ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ الْعَالَمِينَ

(سجده ۲۰)

(یہ کتاب بلاشبہ رب کائنات کی تنزیل ہے)

تاریخ کی شہادت

قرآن مجید کس کی تاریخی کہانیوں کے متعلق کچھ لوگ کہتے ہیں :-
۱۔ ریبلاپ نوح علیہ السلام میں تمام دنیا کا ڈوب جانا مبالغہ معلوم ہوتا ہے۔
۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مصر پر میڈ کرں کی بارش اور کنوؤں،
چشموں نیز دریاؤں میں پانی کا خون بن جانا محض ایک افسانہ ہے۔

۳۔ قلمزم کا پھٹنا - آسمان سے پتھر برسنا، اہل ایمان کا مدد کے لیے فرشتوں
کا اترنا - بعض بستیوں کا آسمانی جنگل سے تباہ ہو جانا - اور اسی نوع کی دیگر تصورات
ایسی داستانیں ہیں جن کی تائید کہیں سے نہیں ہوتی۔

آئیے! دیکھیں کہ اس تنقید میں کتنا ذوق ہے! یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ لگے
صفحات میں کچھ ایسی کتابوں کے حوالے بھی ملیں گے جو آج یا تو نایاب ہیں یا کیا اب - یہ
تمام کے تمام حوالے ایمینوئل ولیکووسکی (Immanuel Velikovsky) کی

خلاصہ تصنیف "ورلڈز این کولیشن" (Worlds in collision) سے
ماخوذ ہیں۔ یہ صرف اس کتاب کا حوالہ دے کر درج نہ کیا نام لکھنے کی زحمت سے بچ سکتا
تھا۔ لیکن میں نے یہ زحمت اس لیے گوارا کی تاکہ قاری اصل ماخذ سے بھی آگاہ ہو سکے۔
ان محققین میں سے بیشتر قرآن سے ناواقف تھے۔ یہ اپنی آزادانہ تحقیقات سے انہی حقائق
تک پہنچے جن کا ذکر قرآن اور بعض دیگر مصنف میں تھا۔ بالفاظ دیگر تاریخ نے
نادانستہ طور پر الہام کی تائید کر دی۔

۲۴۔ مصر پر لہو کی بارش

قرآن میں ہے کہ جب فرعون کی سرکشی حد سے بڑھ گئی تو اللہ نے مصر پر کئی عذاب نازل کئے۔
 خَارَسَكُنَّا عَلَيْهِمُ الظُّرَفَانَ وَالْجُبَّادَ وَالْقُتْلَ وَالْقَفَادَ
 وَاللَّعْنَ أَيْتَ مَفْقَلَتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَجِبِينَ ۝

(اعراف - ۱۲۳)

ہم نے انہیں طوفان، ٹڈی، بھڑوں، مینڈکوں اور خون کے عذاب میں مبتلا کیا۔ یہ عذاب یکے بعد دیگرے نازل ہوئے۔ لیکن فرعون اسی طرح اکرے رہے۔ کیونکہ وہ جرائم پیشہ لوگ تھے۔

اس امر پر تاریخی شہادت موجود ہے کہ دوسری ہزاری قبل از مسیح میں زمیں ایک زبردست آفتاد سے دوچار ہوئی تھی۔ تفصیل یہ کہ ایک دہائی کے بعد آرتھور جونز نامی شخص نے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ اس کی طرف بڑھا۔ اس کی دھم سے سرخ رنگ کی گیس نکل رہی تھی۔ وہ بحیرہ قلزم کے اوپر سے گذر کر مصر کی طرف گیا۔ سمندر، کنوؤں، جھیلوں، دریاؤں اور گھروں کا پانی سرخ ہو گیا۔ سروریں لکھتا ہے:-

Worlds in collision—Immanuel Velikovsky

۱۰

ص ۶ - لندن - ۱۹۵۳ء

چوتھی صدی میلادی کا ایک مؤرخ تھا۔ درجہ ۱۰-۹، آرم کا تاریخ (برطانیہ)

Servius.

۱۰

اس عبارت کی وجہ سے زمین کا رنگ خون کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔

تاک ایک قدیم تحریر قوائیں، Quinchi
اسرکیہ میں زلزلے آئے۔ زمین ڈرنے لگی۔ سورج کی حرکت میں بے قاعدگی پیدا ہو گئی۔
اور دریاؤں کا پانی سرخ ہو گیا۔

مصر کا ایک فاضل (Ipuwer) اس واقعہ کا یہی شاہد ہے۔ کہ اس غلہ
پر ماتم کرتا ہوا لکھتا ہے۔

” دریاؤں کا پانی خون بن چکا ہے۔ سارا ملک گرفتار غلاب
ہے۔ لوگ پانی کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ ساحل پر نالیں
پانی کے لیے گڑھے کھود رہے ہیں۔ ہر طرف تباہی ہی تباہی نظر آتی ہے
سرخ غبار سے انسانوں اور مویشیوں کے جسم پر چھوڑے نکل آئے ہیں
اور سب کے سب غاروں میں مبتلا ہیں۔“

لے ورلڈ این کوریشن۔ م۔ ۶۰

لے میکسیکو کا ایک نسا۔ ا۔ رطانیکا،

Brasseur:—Histoire des nations civilisées du MEXIQUE. لے

لے ایپوور غلابا خروج (مصر سے بنی اسرائیل کا خروج جو تقریباً ۱۲۵۰ ق م میں ہوا تھا)
کے زمانے کا آدمی تھا۔ اس کی کچھ تحریریں بھی پرتھیں جو لیڈن میں محفوظ ہیں۔ اور ایک
برطانوی مؤرخ گارڈینز (۱۸۲۹-۱۹۰۲ء) نے انہیں اپنی کتاب ص ۱۳

Admonitions of an Egyptian Sage from a hieratic papyrus in Leiden.

میں شامل کر لیا ہے (کوریشن م ۶۰ حاشیہ ۳)

مقریں (یونان) کا پہاڑی حصہ (خونی) کے نام سے مشہور ہے۔ اپالوڈورس لکھتا ہے کہ ایک دفعہ دو دیوتاؤں زئوس (ZEUS) اور تائیفون میں جنگ ہو گئی۔ زئوس نے تائیفون پر بجلی کا ایک طوفانک شرارہ پھینکا جس سے تائیفون کی رگ کٹ گئی اور اس کے لبہ سے مقریں کے پہاڑ سرخ ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ مصر کا ایک شہر بھی سرخ ہو گیا تھا۔

بابل کی مینائی کہانیوں میں قتل ہونے والے راکشش یا دیوتے کا نام تیامت دیا برا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اس کے لبہ سے دنیا سرخ ہو گئی تھی۔

۱۔ Apollodorus نام کے تین آدمی تھے۔ تینوں کا تعلق یونان سے تھا دو مسیح سے پہلے گذرے تھے۔ ایک تقریباً ۲۸۰ سال اور دوسرا ۱۵۰ سال پہلے۔ دونوں شاعر اور طریقہ نگار ڈرامسٹ تھے۔ تیسرا قرن میلادی کے آغاز میں گذرا تھا۔ یونانی مینیات کا ماہر۔ اس کی تصنیف کا ترجمہ "دی لائبریری" کے نام سے جے جی فریزر نے ۱۹۲۱ء میں کیا تھا۔

Cassell's Encyclopaedia of literature

(لنڈن ۱۹۵۳ء ج ۱- ص ۶۱۴)

۲۔ ایک دیوتا جس کا ایک بازو مشرق اور دوسرا مغرب تک پھیلا ہوا تھا۔ ان کے ساتھ ایک سواڑا ہلکے ہوئے تھے۔ اس کی لاتوں سے بھی بھسکارنے والے زہریلے سانپ چپٹے ہوئے تھے اور اس کی آنکھوں سے آگ نکلتی تھی۔

Frezer's comment to Apollodorus library

The Seven tables of creation.

(تدوین۔ ایل۔ ڈوبلیو۔ گنگ (۱۹۰۲ء)

فن لینڈ کی جنگی داستانوں سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم زمانے میں جب دنیا پر کئی
مصائب ٹوٹی تھیں۔ آسمان سے سُرخی رنگ کا دودھ جلی برساتا تھا۔

سائیریا اور منگولیا کا ایک پہاڑ آنتائی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے لغزوں
میں ابلتاتاری کہتے ہیں کہ دنیا بار بار دو مصیبتوں کا شکار ہوتی ہے پہلے ہلوکی بارش
سے دنیا سُرخی ہو جاتی ہے اور پھر آگ بھڑک اٹھتی ہے۔

اس بات پر عرصے سے بحث ہو رہی ہے کہ بحیرہ قازم کا نام سُرخی سمندر
(بحیرہ احمر) کیوں پڑا۔ بعض نے کہا کہ اس کے ساحلی پہاڑوں کا رنگ سُرخی مانا ہے۔
ایک اور توجہ یہ کہ اس پر اڑنے والے پرندوں کا رنگ سُرخی تھا۔ لیکن حقیقت
یہ ہے کہ جب اس ڈمار ستارے کی وجہ سے اس کا رنگ سُرخی ہو گیا۔ تو یہ بحیرہ
احمر کہلانے لگا۔ اٹلی کے ایک نقاش رافیل (۱۴۸۳ - ۱۵۲۰) نے جب اپنی ایک
تصویر میں حضرت موسیٰ کی گزرگاہ بنائی تو سمندر کا رنگ سُرخی دکھایا۔

خون باری کے کچھ واقعات عروج کے بعد بھی ہوئے تھے۔ ان کا ذکر مشہور

لے (Rune Kalevala Rune) سکینڈی نیویا کا زبان تھی
اس میں فن لینڈ کی جنگی کہانیاں (Kalevala) کے نام سے لکھی گئیں (اسٹیلرڈ)
U. Holmberg لے

۱۹۲۷ء میں ۳۰
Finno Ugric Siberian Mythology,
کے کہ لٹریچر ۶۲
Sinai:—H.S. Palmer ۱۸۹۲ء

۱۹۲۲ء میں ۱۳۱

۵۰ ملین نیچرل ہسٹری جلد ۲ ص ۵۰

رومن ادیب و مؤرخ پلینی (۲۳ - ۷۹ء) اور بائبل کے بعض تاریخ نگاروں نے کیا ہے
یہ سرخی دوا رستاروں اور غمباروں سے لکھی تھی جو قطبیں کی بن پر بہت نمایاں تھی۔

هَذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ -

(جاثیہ - ۱۲۹)

(ہماری یہ کتاب (قرآن) تمہیں صحیح صحیح باتیں سناتا ہے)

۲۸۔ طوفانِ نوحؑ

ہر قوم میں ایک تباہ کن سیلاب کی روایت ملتی ہے۔ یہ سیلاب یا تو چاند کی کشش سے اٹھتے ہیں یا کوئی دھماکہ ستارہ زمین کے قریب آکر پانی کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ یا کچھ دیر کے لیے زمین کی رفتار سست پڑ جاتی ہے اور پانی قطبین کی طرف بھاگ نکلتا ہے۔

چینی روایات میں مذکور ہے کہ شہنشاہ یا ہو کے زلزلے میں اتنا بڑا طوفان آیا کہ

Abredged astronomie . - Lalande

۱۷

۱۷۹۵ء میں ۳۳۰ -

اس مصنف نے حساب لگایا ہے کہ اگر ایک دھماکہ ستارہ سے کاسر زمین جتنا ہو۔ اور وہ زمین سے ۱۳۲۹۰ میل دور بلندی پر سے گزر رہا تو سمندر سے چار لاکھ بیس (۴۰۰۰۰ فٹ) اونچے لہریں اٹھیں گی۔

La Theorie de la Relativite

۱۸

Kirchenberg

۱۹۲۲ء میں ۱۳۱ -

سے زمانہ قبل از تاریخ کا ایک چینی شہنشاہ جس نے اپنے علماء سے کہو اور سمندروں کا تعین کیا تھا نیکیلنڈ بنوایا۔ اور ایک قانون وضع کیا جو چین کی ایک قدیم کتاب The Shuking میں محفوظ ہے۔ (کوئینز میں ۱۷۱۱ء)

پھاڑ ڈوب گئے۔ صحرا مندر میں تبدیل ہو گئے اور پانی چین کی سرزمین میں داخل ہو گیا۔
جنرل امریکہ کی ایک ریاست پیرو کی تاریخ بتاتی ہے کہ ایک مرتبہ مندر کا جنگلات
ہوتی لہریں خشکی پر چڑھ آئی تھیں اور ساری زمین کی مینٹ و صورت بدل گئی تھی۔
اوکلاہوما کے رہنے والے سرخ ایلیگمیاں کہتے ہیں کہ ایک دفعہ زمین پر تاریکی چھا
گئی۔ کان دونوں کے بعد شمال میں روشنی نظر آئی۔ یہ دراصل مندر کی کوہ پیکر موجیں تھیں
جو لحظہ بہ لحظہ قریب آ رہی تھیں۔

عہد نامہ قدیم کی عبرانی تفسیر بدرشل میں یوحنا قلم کے اس راستے کے متعلق جہاں سے
بنی اسرائیل گذرے تھے۔ لکھا ہے کہ مندر کا پانی راستے کے دونوں جانب سولہ سو میل
اوپرچی دیوار بن کر کھڑا ہو گیا تھا اور ساری دنیا اسے دیکھ رہی تھی۔
آج سے اڑھائی سو برس پہلے اسوہویں صدی اجب ہسپانوی امریکہ میں پہنچے
تو یقیناً دمایا قوم کے ماسکی اسکے رہنے والوں نے بتایا کہ ان کے آبا و اجداد مشرق
سے آئے تھے۔ اور خدا نے ان کے لیے مندر کو بھاڑ کر بارہ راستے بنائے تھے۔ اگر یہ

Die Flutsagen :- Andree

۱۵ ص

۲۰ لیکساز کے شمال میں نو ایس۔ اسے کی ایک ریاست۔

۲۱

Moong:- H.S. Bellamy

Myths and Man, 1938.

۱۹۳۸ ص ۲۷۷

Ginzberg legends-III

۱۱ ص

گینزبرگ ایک عبرانی متون (۱۸۳۸ تا ۱۹۱۴) تھا۔ وارسا کا سہنے والا

Yucatan :- De Lande

۱۲

روایت درست ہو تو پھر قیطان کے باشندوں کو آبی پیو تسلیم کرنا پڑے گا۔

تارو سے اور پرنی لینڈ کے درمیان ایک علاقہ لیب لینڈ (Lapland) کہلاتا ہے۔ اس کی آبادیاتی داستانوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ لوگوں کے گناہ مد سے بڑھ گئے تو خدا نے کائنات جھل (Jumbal) کو بہت غصہ آیا۔ وہ آسمان سے اتر آیا۔ اورد کہا کہ میں کائنات کو آٹا دوں گا۔ دریاؤں کا سرخ پھیر دوں گا۔ سمندر سے کہوں گا کہ وہ پانی کی ایک بلند دیوار خشکی پر پھینک دے اور یوں میں تمہیں تباہ کر دوں گا۔

انیسویں صدی کے حکماء کہتے ہیں کہ بعض مقامات پر ایسی بڑی بڑی گولی چٹانیں نظر آتی ہیں۔ جن کے ہم جنس پتھر گرد و فواج میں کہیں دکھائی نہیں دیتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی کھجلا ب میں بہہ گئی تھیں۔

کہتے ہیں کہ چین کے ایک شہنشاہ یا ہمو کے زمانے میں ایک مرتبہ سمندر دس دن تک چمکا رہا۔ درختوں کو آگ لگ گئی۔ سارا ملک پہاڑوں سمیت پانی میں ڈوب گیا۔ بادشاہ نے فورسں تک میدانوں سے پانی نکالنے کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوا۔ یا ہمو کا دنا

:- J. Hubner

Leonne de Combrey Lapland Legends

(۱۹۲۹ء)

Daly

The Changing world of the ice age

ص ۱۱

سک

Kurze Fragen aus der Polilishen Historie

(۱۹۲۹ء)

کے بعد شوگل ٹنٹ نشین ہوا۔ اس نے مک سے پانی لگنے کا کام یاہو کے بیٹے نو (۷۶) کے سپرد کر دیا۔ اس نے اس نالییت سے یہ فرض پورا کیا کہ شوگل کے بعد لوگوں نے یو کو اپنا بادشاہ بنایا۔ اس کا خاندان دیر تک برسرِ اقتدار رہا۔ اور یہی کے نام سے حکومت کرتا رہا۔

جنت کی تاریخ بتاتی ہے کہ ایک مرتبہ ایک دُدار ستارہ زمین کے قریب سے گزرا جس سے مندر میں اتنی بلند ترین لہریں اٹھیں کہ بت کی ریخ مرفع ٹوب گئی۔

افلاطون لکھتا ہے کہ کسی زمانے میں لہریں اور افریقہ باہم متصل تھے۔ درمیان میں سمندر (اطلانٹک) نہیں تھا۔ یہ خطہ اطلانٹس کہلاتا تھا۔ یہ ایک طاقتور ریاست تھی۔ جس میں افریقہ کا شمالی ساحل مراکش سے مصر تک اور جنوبی یورپ جبرالٹر سے اٹلی تک شامل تھا۔ اس پر ۱۹۶۶ تک ۱۰۰۰ کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ پھر نہ جانے کیا ہوا کہ ایک رات اس پر پانی چڑھ آیا۔ اور یہ سارا خطہ گہرے پانی میں ڈوب گیا۔

دوسری عالمی جنگ سے پہلے ماہرین آثارِ قدیمہ کی ایک جماعت اطلانٹس کی تلاش میں نکلی۔ لیکن جنگ چھڑ جانے کی وجہ سے وہ واپس چلی گئی۔

یونان کی تاریخ میں دو بڑے بڑے سیلابوں کا ذکر ملتا ہے۔ ایک

۱۸۶۹ء The Shaking
James Legger

انگریزی ترجمہ

Andree Die Flutsagen

۱۸۹۱ء ص ۳۱

۲۲ء Timaeus

کے افلاطون :-

۱۵۱ء ایضاً ص

کے کورینٹن ص ۱۴۹

ڈکالین کے نام سے مشہور ہے۔ اور دوسرا اگیگس کہلاتا ہے۔ پہلا ساری دنیا پر آیتا اور دوسرا خروج کے وقت اٹلی کے صرف ایک صوبے اٹیکا میں۔ آگستین فلسفی (۳۵۳ء - ۴۳۰ء) کا خیال ہے کہ ڈکالین کا سیلاب خروج کے وقت آیا تھا اور طوفان اگیگس پہلے آپکا تھا۔ ایشیلیہ کے مؤرخ پادری اسیڈور (Isidore)

۱۲۶۶ء کی تحقیق بھی یہی ہے۔
تیسری صدی میلادی کا ایک مؤرخ سولینس (Solinus) لکھتا ہے کہ اگیگس کے طوفان کے بعد تقریباً نو دن تک رات چھان رہی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہزار آتش فشاں پہاڑوں کے یک دم پٹنے سے فضا دھوئیں سے بھر گئی تھی اور اندھیرا چھا گیا تھا۔ تو یہ ہے چند سیلابوں اور طوفانوں کی مختصر تعداد۔ طوفان فوج بھی اسی نوعیت کا ایک حادثہ تھا۔ اس کی تفصیل قرآن میں یوں ہے۔

وَأَوْحَىٰ إِلَىٰ نُوحٍ بَعْدَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (ہود ۶۷-۶۸)

اہم نے نوح کو وحی بھی کہ اے لوگوں کے سوا جو چاہے ہی تم پر ایمان لائے

۱۔ ڈکالین (Deucalion)۔ یونان کا ایک دیوتا تھا۔ ایک دفعہ جب دنیا ایک عظیم سیلاب کی لپیٹ میں آگئی تو اس نے ایک کشتی بنائی۔ اس میں اپنی بیوی سمیت سوار ہو گیا اور بچ گیا۔ (سینڈروڈ)

۲۔ یونانی ماسٹالوجی میں سورج کا بیٹا۔ نیز اٹلی کے ایک خلیے کا بادشاہ۔

(بطانیکا)

(باب ۱۰-۱۱)

انگریزی ترجمہ از لے گوڈنگ

The City of God

Polyhistor

۳۔ آگستین

۴۔ سولینس

طبع لندن ۱۵۸۶ء باب ۱۶۔

ہیں اور کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ سو ان کے اس رویے سے عہت نہ لے دو۔
 ہمارے ہدایت کے مطابق ہمارے آنکھوں کے سامنے ایک کشتی تیار کرو اور میرے
 پاس ظالموں کی سفارش مت کرو کہ میں انہیں غرق کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں
 چنانچہ نوحؑ نے کشتی بنانا شروع کر دی۔ اس کی قوم کے سردار جب بھی اس
 کے پاس سے گزرتے تو اس کا مذاق اڑاتے۔ نوحؑ جواب دیتے کہ تم آج
 مذاق اڑاؤ۔ کل ہمارا باری ہوگی۔ تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا کہ سوا کوئی خدا
 کس پر نازل ہوتا ہے۔ پھر جب ہمارا حکم آیا اور پانی بطن زمین سے اچھل
 اچھل کر باہر آنے لگا تو ہم نے نوحؑ کو کہا کہ کشتی میں ہر جاندار کے دودھ جوڑ
 بھر لو، سوائے ان کے جنہیں ہم غرق کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں اور نوحؑ پر
 ایمان لانے والوں کی تعداد بہت کم تھی پھر نوحؑ نے کہا کہ آؤ سب اس میں
 سوار ہو جاؤ۔ اس کا چلنا اور رکنا اللہ کے نام سے ہوگا۔ اللہ بڑا غفور
 الرحیم ہے۔ جب کشتی کو پیکر موجوں کو جبرئیلؑ ہوئی آگے بڑھی تو نوحؑ نے
 اپنے بیٹے کو جو الگ کھڑا تھا آواز دی کہ آؤ ہمارے ساتھ اور کافر مت
 بنو کہنے لگا کہ میں سیلاب سے بچنے کے لیے پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔
 نوحؑ نے کہا آج اللہ کے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔ پھر ایک مہینے کے
 بعد لپیٹ لیا۔ اور وہ ٹدب گیا۔ کچھ عرصے کے بعد ہم نے زمین سے کہا کہ
 پانی جذب کر لو۔ گھٹاؤں سے کہا کہ تم جاؤ۔ پھر پانی جذب ہو گیا ہمارا
 بات پوری ہو گئی۔ کشتی کو جو دی (ارمیلیہ) پہنچا جسکی اور ظالم دست و
 لعنت کا شکار ہوئے۔

۲۹۔ اَرْض و سَمَاء کی تباہی

قرآن حکیم میں بار بار اس ملک سے ڈراتا ہے۔ جب:-
يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ مِنَ الْجِبَالِ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا
مَهِيلًا۔ (مزل - ۱۴)

(زمین تھر تھر کانپ اٹھے گی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔)
بلکہ دھن دھن کرنے کی طرح صدیوں بکھر جائیں گے۔

(القاصہ - ۵)
إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ۔ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَشَرَتْ۔
(الفطار - ۲۱)

(جب آسمان بھٹ جائے گا اور ستارے گر پڑیں گے)
كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ مِنْ دَوَّكَا۔

(فجس)

(جب زمین کی دھبیاں اڑ جائیں گی)
يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ
وَبَدَّلُوا إِلَهُ الْوَاحِدَ الْقَهَّارَ۔

(ابراہیم - ۱۴۸)

(جب اس زمین و آسمان کی جگہ نئی زمین اور نیا آسمان تعمیر ہو جائے گا)

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِّينِ لِلْحُكْمِ وَكَمَا
بَدَأْنَا أَقْلًا خَلَقْنَا نُفُوسًا لَّهُ دَعْمًا اَعْلَيْنَا اِنَّا كُنَّا
فَاعِلِينَ . (الانبیاء ۱۰۴)

اجب ہم آسمان کو طوہار کی طرح لپیٹ کر ایک طرف پھینک دیں گے اور
عمل تخلیق کو دہرائیں گے۔ یہ بار بار وعدہ ہے جسے ہم پورا کریں گے۔

ان آیات کا حاصل یہ کہ یہ دنیا تباہ ہو جائے گی۔ اس زمین و آسمان کی جگہ نئے ارض و سما
آجائیں گے۔ اور تخلیق کا عمل دہرایا جائے گا۔

تخریب و تہہ کا یہ تصور تمام اقوام و مملکتوں کے ہاں ملتا ہے۔ روم کا ایک مؤرخ
واریو (Varro ۱۱۶-۷۷ ق م) لکھتا ہے کہ اٹلی کے ایک علاقے ایٹروریا —

(Etruria) کی قدیم تاریخ میں کائنات کے سات مرتبہ فنا ہونے اور پھر
پیدا ہونے کا ذکر ہے۔ تیسری صدی میل دی کا ایک فلسفہ کار سنسورینس (Censorinus)

جو ویریو کی تحریروں کا جامع بھی تھا۔ کہتا ہے کہ اٹلی کے لوگ ستارہ شناسی میں ماہر
تھے۔ اور وہ بعض آسانی علامات سے کائنات کی تباہی کا پتہ چلا لیتے تھے۔ اس قسم
کی روایات ایرانیوں کے ہاں بھی ملتی ہیں۔ ارسطو کہتا ہے کہ کائنات ایک دفعہ بانی
سے تباہ ہوئی ہے اور دوسری دفعہ آگ سے۔ یونانی کے ایک فلسفی ہرقلیطس
(Heraclitus ۵۴۰-۴۷۵ ق م) کا خیال یہ ہے کہ دنیا ۱۰۸۰۰ سال کے

بعد آگ سے تباہ ہو جاتی ہے۔ ایرانیان کا ایک اور حکیم ارسٹارکس (۲۲۰-۱۴۰ ق م)

Censorinus : — liber de die natali XVIII

لے
کے کو لیژن ۔ م م

سے (Aristarchus) منجم۔ محاسب اور گریٹری تھا۔ یہ سمورج کو ساکن اور زمی
کو متحرک سمجھتا تھا۔ سکندریہ میں تعلیم پائی اور قبرص میں وفات۔ (برطانیکا)

کہتا ہے کہ ۲۴۸ سال میں دنیا دو دفعہ تباہ ہوتی ہے۔ ایک دفعہ پانی اور دوسری دفعہ آگ سے۔ زینو فلسفی (۳۴۰ - ۲۶۰ ق م) کے پیرو۔ جو سٹائیکس کے نام سے مشہور ہیں کہتے ہیں کہ یہ دنیا بار بار آگ سے تباہ ہوتی اور پھر پیدا ہوتی ہے۔ یونان کا ایک یہودی فلسفی فیلو (Philo ۱۰ - ۵۰) بھی ان کا ہم نوا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ یونان کے دو دیگر فلسفی دیمقراطیس (۳۶۰ - ۳۰۰ ق م) اور اپیتوریس (۳۶۱ - ۳۰۰ ق م) بھی دنیا کی تباہی اور پھر تخلیق کو کے تائل تھے۔ یونان کا ایک اور فلسفی ہیسٹڈ (Hesiod) (تقریباً ۸۰۰ ق م) لکھتا ہے کہ اس سے پہلے دنیا چار مرتبہ تباہ ہو چکی ہے۔ گنہگاروں کے گناہوں کی وجہ سے دنیا سے مٹا۔
خلج بنگال کے ساحل بہت اور ہندوستان کے بعض حلقوں میں چار تباہ شدہ

۱۔ کویشن ص ۱۲

On the Eternity of the world

۲۔ فیلو۔

(الف - ایچ - کالس کا ترجمہ - ۱۹۴۱ء)

Works and Days

۳۔ ہیسٹڈ۔

(انگریزی ترجمہ از ایڈریس واسٹ - ۱۹۱۲ء - ج ۱ - ص ۱۶۹)

۴۔ ٹرائے شمال مغربی ترکی کا ایک شہر جس کا شاہزادہ سپارٹاک ایک حسینہ ہیلن کو بچھڑا گیا تھا۔ سپارٹا والوں نے بازیابی کی بہت کوشش کی۔ لیکن شاہزادہ نہ مانا۔ بالآخر سپارٹا والوں نے ٹرائے کا محاصرہ کر لیا۔ جو دس سال جاری رہا۔ پھر ایک پال سے شہر میں داخل ہو گئے اور ہیلن کو واپس لے آئے۔ یونان کے ایک مشہور شاعر ہومر تقریباً ۸۵۰ ق م کا مشہور شاہکار ایڈ (Iliad) اسی واقعہ کے متعلق ہے۔

(کیسل - انسائیکلو پیڈیا)

Visuddhi Magga

دنیاؤں کا تصور ملتا ہے۔ بدھوں کی ایک کتاب ویدھی مگھا
میں لکھا ہے کہ دنیا سات مرتبہ تباہ ہوگی۔ پہلے تباہی آگ، سیلاب یا آندھی سے ہوگی۔ آئینہ
بھی سات تباہیوں کا قائل ہے۔

قرآن بھی کائنات کی مکمل تباہی کا قائل ہے۔ لیکن یہ تباہی ایک ایسے زلزلے سے ہوگی
جس سے انفرادی سماں تباہ ہو جائیگا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّ كَمَا تَقُونَ أَنْزَلَ

السَّاعَةَ شَيْءٌ مِّنْ عَظِيمٍ

(الحج - ۱۰)

(اے لوگو! اللہ سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ بڑا ہی ہولناک ہوگا)

ابنِ عیینہ کنفوشس تک تباہ شدہ دنیاؤں کا تعداد دس بتاتے ہیں، ہر تباہی میں دریا اپنی
گزرگاہوں سے اچھل کر باہر آ جلتے ہیں، پہاڑ پھٹ جاتے اور تمام جاندار مر جاتے ہیں۔

امریکہ کے بعض قبائل مثلاً مایاز (Mayas) اور ازیٹیکس (Aztecs)

میں بھی جہاں تباہیوں کی روایات ملتی ہیں۔ میکسیکو کی تاریخ میں مذکور ہے کہ سورجوں

Budhism in Translations :- H.C. Warren

۱

سن ۱۸۹۹ء - ص ۳۳

The Sacred books of the East.

۲

تقریریں - ایف - ایم - ٹر - ۱۸۸۰ء ص ۱۹۱

M. Murray

۳

An Historical and Descriptive Account of China

جلد ۱ - دسرا ایڈیشن ۱۸۳۰ء ص ۱۰

۴

Unanographic chinoise :- G. Schlegel.

۱۸۵۶ء - ص ۷۰

ص ۱۵

۵

جلد ۱ ص ۵

۶

ارض و سما سے پہلے کائنات چار مرتبہ تباہ ہو چکی تھی۔

بعض بحر کا اہل جزائر مثلاً ہوائی اور پولی نیشیا میں تو تباہیوں کی روایت موجود ہے۔
آس لینڈ واسے بھی تو تباہیوں کے قائل ہیں۔ یونان کا یہودی فلسفی فیلو (۱۰ - ۵۰) کہتا
ہے کہ دنیا آگ اور سیلاب سے بار بار تباہ ہوتی رہی ہے۔ ایک ہندی روایت کے مطابق
یہ دنیا چھ بار تباہ ہو چکی ہے۔ اور اب یہ آس کی ساتویں زندگی ہے۔

کیا اب بھی اس حقیقت میں کوئی شک باقی ہے کہ کائنات کو بار بار تباہ کرنے والا
خدا اس دنیا کو ایک مرتبہ اور تباہ کرے گا۔ اور غالباً یہ آخری تباہی ہوگی۔

فَإِذَا انْفِخَتِ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ لَا وَحِيلَتِ
الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَذُكَّتَا ذِكَّةً وَاحِدَةً لَا فَيَوْمَئِذٍ
وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَا وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ
وَهْيَةٌ لَا وَالْمَلَكُ عَلَى أَرْجَائِنَهَا وَيَعْمَلُ عَرَشُ
رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَلَاثِينَ (الحاقة - ۱۷، ۱۸)

جب بھونک جائے گی۔ اور زمین پہاڑوں سمیت اپنی جگہ سے اٹھا
ل جائے گی تو اس روز قیامت قائم ہو جائے گی۔ آسمان ڈھیلے ہو کر پھٹ
جائے گی اور فرشتے آسمان کے کناروں پر جمع ہو جائیں گے۔ اُس وقت
اللہ کے تخت کو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوں گے۔

۳۔ کٹھملوں، جوڑوں اور دیگر حشرات کا عذاب

حشرات کا عذاب نہ صرف مصر پر نازل ہوا تھا۔ بلکہ بعض دیگر ممالک بھی اس کا شکار ہوئے۔ ایران کی ایک کتاب "بندارسنس" (Bundehis) میں مذکور ہے کہ بہت قدیم زمانے میں آہرمن آسمان پر گیا۔ وہاں سے سانپ بن کر زمین پر لپکا۔ پھر کھٹی بن کر ساری کائنات پر پھیل گیا۔ سوسج کا روشن رک گئی۔ اور گہری تاریکی چھا گئی۔ بعد ازاں اس نے لاتعداد سانپ، بچھو، کھٹل وغیرہ زمین پر پھوڑ دیے اور دنیا بیچ اٹھی۔

عذاب مصر کے متعلق قرأت کہتی ہے۔
 "اللہ نے مصر پر ایسی کھیاں بھیجیں جو انسانوں کو نکل جاتی تھیں۔ نیز ایسے مینڈک بھیجے جو ہر چیز کو تباہ کر دیتے تھے۔ درختوں، پودوں اور فصلوں کو ٹڈی دل چاٹ گیا۔ اور ہر گھر جوڑوں سے بھر گیا۔"
 (ملخص)

جس زمانے میں اسرائیلی مصر سے نکل رہے تھے تو عمارتیں چوٹیوں سے تنگ آ کر عرب سے کنعان کی طرف جا رہے تھے۔

مسعودی، ابوالحسن علی بن حسین بغدادی (۹۵۶ء) لکھتا ہے کہ ایک دفعہ اٹھارنے جبرہم پر تیز رفتا ربادل اور چوٹی تھے۔ ابوالفرج اصفہانی (۹۶۹ء) کتاب الاغانی میں اس کی تائید کرتا ہے۔

قدیم چین کی تاریخ بتاتی ہے کہ شہنشاہ یا ہو و ۲۳۰۰ ق م کے زمانے میں دنیا کی تباہیوں کا شکار ہوئی تھی۔ سورج کئی دن تک آگ برساتا رہا۔ جنگلات میں آگ لگ گئی۔ سمندروں میں پہاڑوں جتنی بلند لہریں اٹھنے لگیں اور زمین کی سطحوں کو ٹڈیوں سے بھر گئی۔ یونان کا ایک مؤرخ ہیروڈوٹس (۴۸۵ - ۴۲۵ ق م) لکھتا ہے کہ جب وہ مصر میں گیا تو اسے بعض مذہبی پیشواؤں اور دیگر اکابر نے بتایا کہ جب اشوریا کا ایک

۱۸۳ء میں

۱۸۳ء میں عمارتیں کے جدا علی الانام علق بن لوز بن سام تھا۔ حضرت ابراہیم کے زمانے میں یہ بچہ تھوڑا سا کے مغرب میں آباد تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں یہ صحرائے تیہرہ پر پناہ لے گئے تھے۔ ایک روایت کے مطابق یہ پانچ سو برس تک مصر پر بھی حکومت کرتے رہے۔ جب اسرائیل نے انہیں تیہرہ میں شکست دی تو یہ یمن اور اس کے نواح میں آ گئے۔ یہ لوگ حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ سے بھی رابطے میں تھے اور شکست کھائی تھی۔ (چارلس ریڈلی۔ پینلن اسیٹیلو پیڈیا ریکٹاگو (۱۹۳۱ء) ص ۲۵)

۲۵ مروج الذهب - باب سوم۔

۲۶ جبرہم کے پہلے آباد کار اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم عصر تھے (ذہیر احمد اب العزیز)

۲۷ ۱۹۲۶ء ص ۲۵

۲۸ ۱۹۲۶ء ص ۲۵

بادشاہ سننا کہ ب (۶۲-۹۸۱ ق م) مصر کے طرف بڑھا تو سرحد کے قریب مصریوں نے ایک دیوی کا مجسمہ بنا کر اس کے ہاتھ میں پتھر کا ایک چوڑا تختہ دیا۔ اس کی شان کہ رات کو لکھنوں چمکے سننا کہ ب کے کیمپ میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے خیمے اگنوں کے چلے، بورسے، پتیلیں، بٹھاتے اور چمڑے کے تمام دیوتاؤں کا ریزہ ریزہ کر دی اور حملہ آور بھاگ گئے۔

داسس دوم (فرعون موسیٰ) کے زمانے میں جنوں سمندر کے جزائر میں رہنے والے لوگ جانتے ہیں کہ ایک دفعہ بادل زمین کے قریب آگئے تھے۔ ساتھ ہی کہیں سے اتنی بڑی بڑی کھیاں پل پڑیں کہ ان کے پھولوں سے بادلوں کے ٹکڑے اڑ گئے۔

فراعہ مقرر کئے تین دور تھے۔ ہر دور تقریباً بارہ سو سال پر مشتمل تھا۔ درمیانی دور کے اختتام پر مصری علم پرکھنے کی تصویر تھی۔

کہتے ہیں کہ بہت قدیم زمانے میں ونیس (ڈنبرو) اپنی گزراہ کو چھوڑ کر زمیں کے قریب سے گزرا۔ اس کی گیس سے زمین پر زہریلے حشرات پھیل گئے۔ آج بھی جب گرمیوں میں صحرا کی جانب سے بادِ مہوم آتی ہے تو ہر طرف حشرات نمودار ہو جاتے ہیں۔

کنعان میں بتل نامی بت کی پرستش ہوتی تھی۔ اُسے کنعانی کھیتوں کا خدا کہتے

Religious and cosmic :- Williamson

۱۰

Beliefs of Central Polynesia-I

۱۹۳۳ء - ص ۲۵

۱۸۳۳ء کو لکھنوی ۱۸۳۳ء میں لکھا

۱۸۳۳ء - باب ۱ - آیت ۲

تھے۔ دسٹی برازیل میں زہرہ کو۔ ریت کی کھٹی کہا جاتا تھا۔

یہ مضمین بعض اقوام و قبائل کی روایات۔

کسی زمانے میں مصر پر بھی اسی قسم کا عذاب نازل ہوا تھا۔ اور اہل مصر جوڑوں کھٹکوں اور سینڈ کول کے سیلاب سے چیخ مچ گئے تھے۔

تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ تَتْلُو عَلَيْهِمْ مِنْ تَبَارَاتِ
مُوسَىٰ وَفِي رُءُوسِ السِّبْطِ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

(القصص - ۲۶ تا ۲۷)

ایہ ایک واضح اور روشنی کتاب کی آیات ہیں۔ ہم تمہیں فرعون و موسیٰ کی
داستان اس لیے صحیح سناتا رہے ہیں کہ تم اپنے پیروں کو بھی اس سے آگاہ
کر دو۔

۳۱۔ کائنات میں تاریکی

تورات کتاب پیدائش میں ہے :-

”تشرود میں جب خدا نے زمین و آسمان کو پیدا کر چکا تو ہر طرف پانی ہی پانی تھا۔ اور پانی پر اذھیرا۔ خدا کا تخت پانی پر تیر رہا تھا۔ اُس نے کہا: ”اجلا ہو جائے اور نور! اجلا ہو گیا“ (پیدائش ۱)

قرآن مقدس بار بار ایک ایسے وقت کی خبر دیتا ہے :-
 إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ • وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ • وَإِذَا
 الْجِبَالُ سُيِّرَتْ • (سجورہ - ۱۲۸)

(جب سورج سیاہ ہو جائے گا۔ ستارے بھرد جائیں گے۔ اور پہاڑ اڑ جائیں گے۔)

چھوٹے پیمانے پر دنیا بھر تاریک ہو چکی ہے۔ مصر کی روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ مصر میں ایک زبردست آدمی آٹھی جو سات دن تک چلتی رہی۔ اس دوران میں تاریکی کا یہ عالم تھا کہ چراغ کی روشنی تک نظر نہیں آتی تھی۔ لوگ سات دن تک کھائے پئے بغیر زمین پر پڑے رہے اور ہر سچاس میں سے انچاس آدمی ہلاک ہو گئے۔ قضاوت میں ہے کہ مصر میں تین دن تک اس ہلاکت تاریکی رہی کہ کوئی آدمی کسی کو

نہ دیکھ سکا اور نہ اپنے مقام سے حرکت کر سکا۔

سوڈانی قبائل کی داستانوں میں بھی ایک ایسی رات کا ذکر ملتا ہے جو بہت طویل تھی اور ختم ہونے میں نہیں آتی تھی۔

بن لیسٹن میں یہ کہانی آج بھی بیان ہو رہی ہے کہ ایک دفعہ آسمان سے لوہے کے گولے برسے۔ شمس و قمر آسمان سے غائب ہو گئے اور کچھ عرصے کے بعد نئے شمس و قمر کہیں سے آ گئے۔

سپین کے دو مؤرخ ایویلا (۱۵۶۱ء) اور مولینا (Molina)

۱۵۶۱ء - ۱۶۲۸ء برسوں سرخ انڈینز کی کہانیاں جمع کرتے رہے ہیں۔ ان کہانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایک مرتبہ ستارے آپس میں ٹکرائے اور سورج پانچ دن تک غائب رہا۔ جنوبی امریکہ کی ایک ریاست پیرو میں بھی یہ روایت موجود ہے کہ ایک دفعہ سورج پانچ دن تک طلوع نہ ہوا۔

بابل کی ایک داستان شجاعت گلگمش (Gilgamesh) میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک کالی گھٹا اٹھی جو ساری زمین پر بھرا گئی اور دنیا کا ایک ہو گئی۔

Dichten und Denken in Sudan.

۱۰

L. Frobenius طبع ۱۹۲۵ء - ص ۳۸

Kalevala مترجم J.M. Crawford طبع ۱۸۸۸ء ص ۱۱۲

Sources de l'Histoire :- Brasseur

Primitive du Mexique

ص ۱۱

Die Flutsagen.

ص ۱۱

Andreu

۱۱

گلگمش کا انگریزی ترجمہ از آر سی پٹا پٹن - ۱۹۲۸ء

ایران کی ایک کتاب ہذا میں ہے کہ ایک دفعہ دو پہر کے وقت سورج غائب ہو گیا اور دنیا اٹھاہ تاریکی میں ڈوب گئی۔
میکٹیکو کے لوگ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آسمان گر پڑا۔ چار سو اندھیرا چھا گیا اور
زندگی ختم ہو گئی۔

skaptar Jokull

سکاٹلینڈ میں جب آئس لینڈ کا ایک پہاڑ
پشاوروں کی ماہ تک اندھیرا چھایا رہا۔
میکٹیکو کی ایک روایت بتاتی ہے کہ ایک مرتبہ وہاں تاریکی چھا گئی جو پچیس برس
تک رہی۔ سپین کا ایک مؤرخ گو مارا (Gomara ۱۵۰۰-۱۵۵۰ء)
جو کہ لمبے کے بعد امریکہ میں گیا تھا اس کی تائید کرتا ہے۔
جپان کی ایک تاریخی کتاب ہنگی (Nihangi
Kani Yamato) میں ہے کہ جاپان کے شہنشاہ
کا مییاٹو (Kani Yamato) کے زمانے میں سورج و قمر غائب
رہا۔ اور قرآنِ عظیم کہتا ہے کہ:-

۱۔ لے ہذا میں۔ پہلی قمر۔ ترجمہ از ای ڈبلیو۔ ویسٹ (West) ۱ ص ۱۶
طبع ۱۸۸۰ء

Seler ۲

Gesammelte Abhandlungen-II

۳۹ ص

The Eruption of Krakato :- G.J. Symons.

۱۸۸۸ء ص ۲۴

Sources de L'histoire primitive :- Brasseur

۴

du mexique

۳ ص

۵۔ ہنگی ترجمہ :- ڈبلیو۔ جی۔ آسٹن ۱ ص ۲ اور مثلاً

إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ۖ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۖ
وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۖ وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ۖ عَلِمَتْ
نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ۖ

(الفطار - آیت ۵)

جب آسمان پھٹ جائے گا۔ ستارے جھڑ جائیں گے۔ دریا سوکھ جائیں گے۔ اور قبریں کھل جائیں گی۔ اُس وقت ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ اُس نے کیا کچھ آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑا ہے۔

۳۲۔ دو مشرق اور دو مغرب

۲۱ جون سے ۲۱ دسمبر تک سورج ہر صبح ایک نئی مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔ ان مشرق کی تعداد ۱۸۲ بنتی ہے۔ اور اتنی ہی تعداد مغرب کی ہے۔ طلوع و غروب کا سلسلہ آغاز آفرینش سے چل رہا ہے اور آج تک اونگٹ میں ایک سیکڑہ کمٹ تفاوت نہیں ہوا۔ اور ہوتا بھی کیسے کہ یہ نظام اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ قطعاً غلط نہیں کرتا۔

إِنَّ إِلَٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ؕ سَبَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَمَا بَيْنَهُمَا وَ سَبَّ الْمَشَارِقِ ؕ

(الصافات - ۲ - ۵)

(تمہارا خدا ایک ہے۔ زمین و آسمان۔ ان دونوں کے مابین تمام

اشیاء نیز تمام مشرق کا رب ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا۔

سَبَّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ سَبَّ الْمَغْرِبَيْنِ ؕ

(الزلزلہ - ۱۰)

(وہ دو مشرقوں اور دو مغربوں کا رب ہے)۔

لے مطلب یہ ہے کہ اگر یکم جون، ۱۹۷۰ کو سورج صبح ۵ بجے نکلا تھا تو ہر جون کی پہلی کو وہ یہی اسی وقت نکلے گا۔

دو مشرق اور دو مغرب کی بات انوکھی نہیں۔ یونان کا مشہور مؤرخ ہیروڈوٹس —
(۴۸۴-۴۲۵) لکھتا ہے کہ میں جب مصر میں گیا تو وہاں ایک مذہبی پیشوا نے مجھے بتایا کہ
مصر کے پہلے بادشاہ کی تخت نشینی سے آج تک ۳۴۱ نسلیں گزر چکی ہیں۔ اگر تین نسلوں کا
زمانہ ایک سو سال کے برابر ہو تو یہ نکل ۱۱۴۰ سال بنتے ہیں۔ اس عرصے میں سورج دو
مرتبہ مغرب سے نکل کر مشرق میں ڈوبا تھا۔ اس روایت کی روشنی میں دو مشرق ہوئے۔
ایک ہمارا مشرق اور دوسرا مصر کا وہ مشرق۔

Pomponius Mela

پمپونیوس میلاد کی ایک لاطینی مؤرخ پمپونیوس میلاد
لکھتا ہے کہ مصر کے لوگ دو باتوں پر نازاں تھے۔ اول اپنے قدیم ہونے پر۔ دوم: حقیقت
پر کہ ان کی تاریخ میں سورج دو مرتبہ مغرب سے طلوع ہو کر مشرق میں ڈوبا تھا۔
ایچ۔ او۔ لینگ (H.D. Lange) :- لکھتا ہے کہ زمیں پر بار بار ایسا وقت
آیا ہے کہ شمال جنوب بن گیا۔ مشرق مغرب اور زمین الٹی ہو گئی۔
جھلی کی ایک تحریر جو لینن گراڈ کے میوزیم میں محفوظ ہے اور جس کا نمبر ۱۱۶
ہے۔ بتاتی ہے کہ بعض اوقات زمین الٹی ہو جاتی رہی ہے۔

۱۳۳

طبع ۱۹۲۱ء

A.O. Godley.

انگریزہ ترجمہ از

Pomponius Mela)

De Sita Orbis

K. Danske Videnskaberne

(H. O. Lange)

Selskab

Journal of Egyptian Archaeology I GARDNER

منشور

افلاطون (۲۲۹ - ۳۴۰ ق م) اپنے مقالات میں کہتا ہے کہ بعض اوقات زمین
گٹے چکر لگانے لگتی ہے اور ستیں بدل جاتی ہیں۔ لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے جب
آسانی قوتیں زمین کے باسیوں سے ناراض ہو جائیں۔

یونان کا ایک المیہ نگار کوری پیلوس (Euripides :- ۴۸۰ - ۴۰۶ ق م)
لکھتا ہے کہ ایک دفعہ زیورس دیوتا نے سورج کو مغرب سے مشرق کی طرف واپس بھیج دیا تھا۔
ترکمان کا ایک فلسفی سینیکا (Seneca :- ۴۷ - ۶۵ ق م) لکھتا ہے کہ ایک دفعہ
سورج اچانک مغرب سے مشرق کی طرف بہن دیا تو لوگ ڈر گئے اور پوچھنے لگے کہ کیا
قیامت آگئی ہے۔
یہ حدیث حضرت ابوہریرہ کی روایت سے ہم تک پہنچی ہے حضور نے فرمایا:-

قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ سورج مغرب
سے طلوع نہ ہو۔

Politicus :- Plato

۱

۱۹۲۵ء - ۱۹۲۵ء

H.N. Fowler

مترجم

Electra-II

Euripides

۲

۱۹۲۵ء

A.S. Way

مترجم

Thyestes-II

Seneca

۳

مترجم۔ ایف جے۔ ٹرس ۱۹۲۵ء

مکہ تجرید الجہاد ص ۹۹۲

۳۳۔ بادِ صحر سے تباہی

قوم عاد کے متعلق ارشاد ہوا۔

وَأَمَّا عَادُ فَاهْلَكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۖ سَخَّرَهَا
عَلَيْهِمْ سَبْعَ سَبَّالٍ وَثَمَنِيَةَ أَيَّامٍ مَخْشُومًا ۖ فَتَرَى
الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى كَأَنَّهُمْ أُخِيجَازُ نَحْلٍ خَاوِيَةٌ مَقْهَلٌ
تَرَى لَهُمْ مَنَ بَاقِيَةٌ ۝ (الحاقة - ۶ - ۸)

(اللہ نے عاد کو زلزلے کی تندہ اندھی سے تباہ کر دیا۔ یہ سات راتیں،

اور آٹھ دن مسلسل چلتی رہی اور لوگ یوں گر رہے تھے جیسے کھوکھلے کھجور
کے تنے۔ کیا ان میں سے اب کوئی زندہ نظر آتا ہے!)

جب غزوہ خندق (سورہ میں کفار کا ایک بہت بڑا لشکر) تقریباً ہزار افراد
پیش قدمی پر حملہ آور ہوا تو ایک تند و تیز اندھی سے ان کے غیٹے۔ سامان اور
ریشم کے بورے اڑ گئے۔ اور وہ گھبرا کر بھاگ گئے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ذُكِّرُوا بِمَا فَعَلَتِ اللَّهُ عَلَيْكُمْ إِذْ
جَاءَكُمْ جُنُودُ فَارِسَاسٍ عَلَيْنَا عَلَيْهِمْ سَائِحٌ وَجُنُودٌ أَلَمُ
تَرَوْهَا - (احزاب - ۹)

اے ایمان والو! اللہ کے اس احسان کو یاد کرو کہ جب کفار کے

شکر مدیترہ پہلو آئے تھے۔ تو ہم نے اُن پر آندھی چلائی اور ایسی فوج
(فرشتے) بھیجی۔ جسے تم نہیں دیکھ سکتے تھے)

یہودی مذاہبات میں ہے کہ مصر کی ہر چیز سُرخ ہو جانے کے بعد سات دن تک
ایک تیز آندھی چلتی رہی۔ اور اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ مُدارتاسے کی کشش نے
زمین کی حرکت کچھ دیر کے لیے رک گئی اور عالمگیر آندھی چل پڑی یا اس ستارے کی
تیز رفتار سے گزرتے ہوئے زبردست تھلم پیدا ہو گیا۔ جس سے ہزاروں بستیاں
تباہ ہو گئیں۔ لالند اور دُرخت گر پڑے۔ زمین کی صورت تبدیل ہو گئی۔ پہاڑ اُلٹ
گئے۔ اور دنیا کی بیشتر آبادی ہلاک ہو گئی۔

ایرانی مذاہبات میں ہے کہ ایک دن دو دیوتاؤں مردوک اور تیامت میں جنگ
ہو گئی۔ مردوک نے ایسی تیز آندھی چلائی کہ جس نے تو مچھلے رہا۔ کھارڈ قوط ڈالے۔
اور ہر چیز کو تباہ کر دیا۔

شمالی یورپی لینڈ کے وحشی قبائل میں یہ روایت آج تک چلی آتی ہے کہ
قدیم زمانے میں ایک دفعہ ----- کالی گھٹائیں گھرائیں۔ پہلے اُن سے
آگ برسی۔ پھر اتنی تیز آندھی چل اُتار کہ درخت جڑ سے اکھڑ گئے۔ بطن زمین سے

۱۴ Legends-II : Genzberg

۱۴

Manuscrit Troano :- Brasseur

۱۴

۱۸۶۹ء - ص ۱۲

۱۴

Seven Tables of Creation

لوح چہارم -

:- E.B. Teylor

Primitive Culture.

۱۴

- ۱۹۲۹ء ص ۳۱۷

خوفناک گرد گردا ہٹ سنائی دینے لگی۔ اور سمندر خشکی پہ چڑھ دودھے۔

جنوبی بحر الکاہل کے چند جزائر جو پوری نیسیا کے نام سے مشہور ہیں۔ ہر سال مارچ کے مہینے میں اپنے ایک دیر تا طفا کا دن مناتے ہیں جس نے تاسیخ کے ایک ہجہ گیر طوفان میں پوری نیسیا کے طوق شدہ جزائر کو باہر نکالا تھا۔ یہ طوفان سندا اندھی سے اٹھا تھا۔ اور اس نے ساری کائنات کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ تورات میں ہے کہ خدا نے مشرق کی طرف سے ایک تیز ہوا چلا کر سمندر کا پانی ایک طرف ہٹا دیا اور نیچے سے زمین نکل آئی۔

مردغین نے مصر پر فراغندہ کے چار ہزار سالہ اقتدار کو تین دوروں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا دور کس خانہ اڑوں پر مشتمل تھا۔ دوسرا آٹھ اور تیسرا باہر پر۔ مقرر کا تخت باوری منیتھو (Manetho) ۲۸۰ ق م لکھا ہے کہ درمیانے دور کا خاتمہ باورصر سے ہوا تھا۔

بدھستوں کے ہاں یہ روایت ملتی ہے کہ کائنات ہمیشہ باورصر سے تباہ ہوتی ہے۔ یہ ہوا پہاڑوں کو اڑا کر آسمانوں پہ پھینک دیتی ہے اور اس میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ ایک کروڑ دنیاؤں کو ایک لاکھ مرتبہ تباہ کر سکے۔

Williamson

Religious and comic Beliefs of central polynesia.

۲۱ - باب ۱۲ - آیت ۲۱

۲۲ - کویشون - ص ۴۹

World cycle (Budism) : Warren.

۳۲۸ ص

۳۳۔ آسمان سے پتھر

قرآن مقدس میں اللہ نے انسان سے ایک سوال پوچھا ہے۔
 اَمْ اَنْتُمْ مِّنْ فِي السَّمٰوٰتِ اَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ
 حَاصِبًا ۝
 (المائدہ - ۱۷)
 اگر آسمان کا رب تم پر پتھر برسائے گا تو کیا تمہیں یقین ہے کہ تم محفوظ رہو گے؟

پھر قوم لوط کے متعلق فرمایا۔
 فَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَاقِلًا وَ
 اَمَطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَابًا ۝
 (ہود - ۸۲)

(سوجب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے قوم لوط کی بستیوں کو تھلکا کر دیا اور
 ان پر کھنگروں کی لگاتار بارش برپا کی۔)
 اس سنگباری کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ بڑے بڑے شہاب یا قرآیں
 میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جائیں یا زمین سے ٹکرا جائیں۔ اور سٹو کہتا ہے کہ ایک دفعہ

سے کہ لیٹرن من ۵۲۔

ایک شہاب یونان کے ایک دریا اگا سپوٹامی Aegospotami میں
سباگرا تھا۔

۲۶ اپریل ۱۸۰۳ء کو فرانس کے ایک مقام Aigle میں شہابیوں
کی بارش برسی۔ ۷ نومبر ۱۳۹۲ء کو رومر کے شہنشاہ میکسیملین
Maximilian

۱۸۱۵ء - ۱۵۱۹ء اور اس کے درباریوں کے سامنے فرانس کے ایک مقام میسیس
Alsace میں پتھر برسے۔ جب ۲۳ جولائی ۱۷۹۰ء کو جنوبی فرانس میں
پتھر برسے تو پیرس کی سانس کا ڈھلنے نے اس واقعہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا لیکن
۱۸۰۳ء کے بعد اس کی راستے بدل گئی۔ اور سنگ باری کو ایک حقیقت سمجھنے لگے۔
۱۳ جولائی ۱۹۰۸ء کو روسہ کا ایک گولہ جو چالیس ہزار ٹن ورنی تھا اسٹیروپا میں گرا۔
یشوش کی کتاب میں مذکور ہے کہ جب کنعانی بنی اسرائیل کے آگے آگے بھاگے
تو اللہ نے ان پر آسمان سے پتھر برسائے۔ ان پتھروں سے ہلاک ہونے والوں کی
تعداد ان سے کہیں زیادہ تھی جو توار سے مرے تھے۔

پچھلے صفحات میں ہم ایک ایسے دھار ستارے کا ذکر کر چکے ہیں جس نے بھو قندرم
اور مہر کے ہر چاہ دہشتہ کو سرخ کر دیا تھا۔ یہ ستارہ نکل گیا تو معاً آسمان سے گرم گرم
پتھر برسے گئے۔ کتاب خرمد (باب ۹ - آیت ۲۲) میں ہے کہ ان پتھروں کے
ساتھ آگ اور گرج بھی تھی۔ اور ہر پتھر پر ہلاک ہونے والے کا نام بھی لکھا تھا۔

لے کویشون - ص ۵۳ - حاشیہ ۳۔

لے کتاب یشوش - باب ۱۰ - آیت ۱۱

ص ۱۷۸

Legends :- Ginzberg

ایو پیر کا ایک قلم لکھا تھا

Papyrus Ipuwer

جو بیچ سے سارے چورہ سوسان پہنے گذرا تھا۔

Visuddhi magga

بُڈھ صٹ کی ایک کتاب رُسڈ می مگار

میں لکھا ہے کہ جب کائنات کا خاتمہ قریب آتا ہے تو پہلے کالی گھٹا اٹھتی ہے۔ پھر تیز ہوا چلتی ہے جس میں پہلے گرم ہوتی ہے۔ پھر ریت اور پھر کنکر اور آخر میں درختوں جتنے بڑے بڑے پتھر۔

میکٹیکور کی داستانیں بتاتی ہیں کہ ایک دفعہ آسمان سے آگ اور گرم پتھر برسے تھے۔ فنی لینڈ میں یہ روایت بدستور زندہ ہے کہ ایک دفعہ آسمان سے لوہے کے ٹکڑے گرے تھے۔

۳۲۸ م Buddhism in Translations .- Warren.

Alexander

Latin American Mythology

Kalevala

J.M Crawford

۱۸۹۸ء

انگریزی ترجمہ از

۳۵۔ آسمانی سپاہ

قرآن مقدس میں جا بجا آسمانی سپاہ کا ذکر ملتا ہے مثلاً مکرر عین کے متعلق ارشاد ہوا۔
 لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ
 إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ صِياً وَخَافَتْ
 عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ مِنْ يِمَامَسَ حُبَّتْ تَخَوُّ لَيْتَكُمْ مَدَابِيحُ
 ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ
 وَأَنْزَلَ جُنُودَهُ لَمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا
 وَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ

(توبہ - ۲۵-۲۶)

اللہ کئی میدانوں میں تمہاری مدد کر چکا ہے اور مکرر عین میں بھی۔
 اُس روز تم اپنے لشکر کی کثرت پر مغرور ہو گئے تھے لیکن یہ کثرت تمہارے

لے حنین ایک وادی ہے کہ رطافت کے درمیان۔ شوال شہر میں جب حضورؐ فتح مکہ کے
 بعد مدینہ کو مراجعت فرما رہے تھے تو اس وادی میں دو طاقت ور قبیلوں ثقیف و ہذیل کے
 اغازاً دس ہزار آدمیوں نے حضورؐ پر حملہ کر دیا۔ اس ناگہانی حملے سے پہلے تو صحابہ جاگ نکلے
 لیکن پھر یوں جھمک کر لڑے کہ قبائل کو شکست ہو گئی۔ اس روز حضورؐ کے ساتھ ۱۰ ہزار صحابہ
 تھے۔ (فاضل محمد سلیمان منصور پوری۔ رحمۃ اللعالمین - ج ۱ - ص ۱۶۲ تا ص ۱۶۹)

کچھ کام نہ آئے۔ زمین اپنی دستوں کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی۔ اور تم پیٹھ پھر کر بھاگ نکلے۔ اس کے بعد اللہ نے اپنے رسول اور صحابہ پر تیسرے نازل کی اور ان کی مدد کے لیے ایسے لشکر کا رے جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اس طرح کفار کو سزا دی اور کافراں کی قابل ہوتے ہیں۔

ایک مقام پر اللہ نے غیبی امداد حاصل کرنے کے لیے ایک فارمولہ پیش کیا ہے۔

بَلَىٰ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَاٰیٰتُكُمْ مِّنْ فَوْصِلِمْ
هٰذَا اَتِيْدُكُمْ سَبْعَ مِّائَةٍ بِخَمْسَةِ اَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ
مُتَوٰمِنَةٍ (عمران - ۱۲۵)

اے اگر تم صبر و تقویٰ کر اپنا شمار بنالو۔ اور کوئی دشمن تم پر پہلے پڑے تو اللہ پانچ ہزار پوری فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔

یہ فرشتے بارہا ہماری مدد کرتے۔ چنانچہ قصوں کو چھوڑیے اور ۱۹۶۵ء کی جنگ پاک و ہند کو یاد کیجیے۔ ہر میدان میں سینکڑوں ہزاروں، گھڑ سواروں اور سفید قبا بنڈروں کی کہانیاں ہم تک پہنچی تھیں۔ لیکن ۱۹۶۱ء کی جنگ میں ایسی کوئی سداوت کہیں سے نہ چلی۔ کیونکہ اس وقت ہمارے سپہ سالاروں کا اکثریت خرابی تھی اور خدا بداروں کی مدد نہیں کرتا۔

غیبی لشکر کا تصور ایران کے مشہور شاعر ہومر (۸۰۰ ق م) کے ہاں بھی ملتا ہے۔ وہ ایک ڈرامے میں ایرانی دیوتا ایریس (ARES) کو ایک جنگ میں یوں دکھاتا ہے کہ تیز رفتار اور بلند قامت سفید آسمانی گھوڑے اس کے ساتھ ہیں۔

اسی طرح اہل بابل نے اپنے دیوتا مریخ کو اس حال میں دیکھا کہ اس کے ساتھ حبیب
راکشش تھے۔ جن کی رفتار سے زمین کا پتی اور انسانی آبادی جتنے عذاب ہو جاتی تھی۔
آکسٹورٹ کے ایک پروفیسر میکس ملر نے
Max Muller
Vedic Hymns
ویدوں کے کچھ اشوک
تھے۔ چند سطور کا ترجمہ یہ ہے۔

اے اندرا! اے طاقتور فاتح! ہمیں فتح و ظفر سے ہمکنار کر۔ تو ہمارے
پس اس سحر کی طرح آج رات کے سپاہ پر دوں کو سیر کر نکلتی ہے۔ سرخ
شعلوں اور دھوکے چمکتے ہوئے جہازوں اور بے پناہ رعنائی کے
ساتھ آ۔ اپنی سپاہ کو چمکتے ہوئے جہازوں اور بجلی کی طرح لہراتی ہوئی تلواروں
کے ساتھ ہمراہ لا۔ (مختلف اشوک)
یسعیا بنی نے کہا تھا۔

”آسانی کوچ بڑی تیزی سے آئے گی۔ وہ نہ جھکے گی نہ گرے گی، نہ
سوئے گی، نہ اس کا کمر بند ڈھیل پڑے گا، نہ جوتوں کے تسمے ٹوٹیں گے۔
ان کے تیر تیز ہوں گے اور کمانیں سخت۔ ان کے گھوڑوں کے سوں سے
آگ نکلے گی۔ ان کی گاڑیوں کے پیچے بگڑوں کی طرح گھومیں گے اور گھوڑے
یوں دھاڑیں گے جیسے شیر۔“

یسعیا کی کتاب پیم - ۳۰

تورات کہتی ہے کہ جب اشوریہ کے بادشاہ سنکارب (۷۰۲ - ۶۸۱ ق م) نے
اسرائیل پر حملہ کیا تو اسے جبریل نے تباہ کیا تھا۔
تو یہ ہیں غیبی امداد کے متعلق چند شہادتیں۔ کائنات کی تمام طاقتیں اللہ کے
تصرف میں ہیں۔ وہ ساتھ ہو تو ساری کائنات ساتھ دیتی ہے، نہ ہو تو سب چھوڑ
جاتے ہیں۔

إِنَّا لَنَنْصُرُ رَسُولَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ .

(الحومن - ۵۱)

ہم اپنے رسولوں اور انہیں ماننے والوں کی دنیا اور عقبی دونوں میں
یقیناً مدد کرتے ہیں۔

۳۶۔ مَنِّ وَسَلْوٰی

قرآن حکیم میں اللہ نے بار بار ان نعمتوں کا ذکر کیا ہے جن سے بنی اسرائیل کو نوازا
 مَنا۔ مثلاً: بحیرۂ کلام کو چیر کر اُن کے لیے راستہ بنانا۔ فرعون کو سرق کرنا۔ صحرائے سینا میں
 اُن کے لیے بارہ چشمے جاری کرنا۔ دھوپ سے بچانے کے لیے اُن کے سروں پر ہلکا
 تان دینا اور مَنِّ وَسَلْوٰی نازل کرنا۔

وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوٰی - (البقرہ - ۵۷)

اور ہم نے تم پر مَنِّ وَسَلْوٰی نازل کیا۔

سَلْوٰی سے مراد بیروں کی ڈاریں ہیں۔ جو ہر سحر کو اُن کے خیموں کے قریب آتیں۔
 اور یہ انہیں پکڑ لیتے تھے۔ مَنِّ سے مراد ایک سفید رنگ کی لذیذ مٹھائی ہے جو ہر
 منوں کے سب سے برسی۔ اور لوگ اُسے جمع کر لیتے۔ اگر وہ بعد از طلوع کچھ
 دیر تک رہ جاتی تو تحلیل ہو کر شبنم کی طرح اُڑ جاتی۔ اس کا ذائقہ شہد جیسا تھا۔

صحرائے سینا میں ایک پودے تمرکس (Tamarix) کے ساتھ بالکل مَنِّ
 جیسا پھل لگتا ہے۔ یہ صبح کے وقت زمین پر خود بخود گرتا۔ اور دھوپ میں پھیل
 جاتا ہے۔ وہاں کے لوگ اسے پچھلا کر بوتلوں میں بھر لیتے اور شہد کی طرح ڈبل روٹی
 کے ساتھ لگا کر کھاتے ہیں۔ اسے عموماً آسانی پھل کہا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آئس لینڈ میں آگ بھڑک اٹھی۔ دوا دیوں کے سوا باقی سب کچھ جل گیا۔ ان کا گزارہ شبنم پر تھا۔ جو گرنے کے بعد جم جاتی۔ آئس لینڈ کی موجودہ آبادی اپنی دو کی اولاد ہے۔

نیوزی لینڈ کے سرکاری قبائل کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آندھیوں، گھٹاؤں اور طوفانوں سے ان کے گھر تباہ ہو گئے۔ بعد میں دیر تک گھر چھائی رہی اور فضاء سے بھاری دھند شبنم برستی رہی۔

بدھ متی روایات میں ہے کہ جب دنیا کا ایک چکر ختم ہو جاتا ہے تو آسمان سے غذا برسنے لگتی ہے۔ رگوید اور اتر واید میں بھی بادلوں سے شہد برسنے کا ذکر ملتا ہے۔ یونانیوں کے ہاں ایک ایسی آسمانی غذا کا ذکر ملتا ہے جس کا ذائقہ شہد جیسا تھا۔ یہی شہد جب دریاؤں پر بہتا تو ان کا رنگ دودھ کی طرح سفید ہو گیا۔ اور ذائقہ شہد جیسا۔ اسی بنا پر یونانی شاعر اووڈ و Ovid ۴۳ ق م۔ ۱۷ء نے کہا تھا کہ ہمارے ملک میں شیر و فہد کی نہریں بہتی ہیں۔

Edlic Mythology :- J.A. Mac-Culloch

۱۹۳۰ء کو لیزرن ص ۱۳۸۔

۱۹۳۰ء ص ۱۶۸

Budduism in Translations :- Warren.

ص ۳۲۲۔

Hymns of the Arthera Veda-

ص ۲۶۹ - اور رگ وید - ۱ - ص ۱۱۲۔

Nektar and Ambrosia :- Roscher

۱۹۱۶ء متروجم

F.J. Miller Metamorphoses.

۱۹۱۶ء

۳۰۔ آسمانی چنگھاڑ

قرآن حکیم اس حقیقت کو بار بار بیان کرتا ہے کہ بدکار اقوام و افراد اللہ کی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا
سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (عنکبوت ۲۵)

اکیا بدکار لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہم سے بچ کر نکل جائیں گے۔ ان کا یہ فیصلہ کتنا غلط ہے۔

فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذُنُبِهِ فَعَمَّهُمْ مِنَ الرَّسُولِ عَلَيهِ
حَاصِبًا ۖ وَمِنْهُمْ مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۖ وَمِنْهُمْ
مَّنْ خَفَّيْنَا بِهِ الْأَرْضَ ۖ وَمِنْهُمْ مَّنْ أَغْرَقْنَا ۖ وَمَا
كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ
يُظْلِمُونَ (عنکبوت - ۲۶)

(ہم نے سب کو گناہوں کی سزا دی۔ کسی پر پتھر برساتے، کسی کو چنگھاڑ سے ہلاک کیا۔ کسی کو زمین میں دھنس دیا۔ اور کسی کو پانی میں ڈبو دیا۔ اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا، بلکہ وہ گناہ کر کے) اپنے آپ پر ظلم توڑتے رہے۔

اللہ نے قوم کو ط پر پتھر برساتے۔ فرعون کو قلم میں غرق کیا۔ قارون کو زمین

میں دھنس دیا اور شعیب ہمارے ساتھ السلام کی قوموں کو آسمانی جنگیں لڑے ہلاک کیا۔
 فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا
 مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَمِن خِزْيٍ كَثِيرٍ إِنَّكَ
 هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْئَةَ
 فَاصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جُثَيِّنَ

(ہود - ۶۶ - ۶۷)

اجب ہمارا حکم آیا تو ہم نے صالح اور اس پر ایمان لانے والوں کو
 بقا ضائع نہ دیا اور ان کی رسوائی سے بچالیا۔ بے شک تمہارا رب
 صاحب قوت و عزت ہے اور بدکاروں کو آسمانی جنگیں لڑنے بجایا۔
 اور وہ اپنے گھروں میں منہ کے بل گر کر ہلاک ہو گئے۔
 حضرت شعیب کے متعلق فرمایا۔

عجب ہمارا حکم آیا تو ہم نے شعیب اور اس پر ایمان لانے والوں
 کو بقا ضائع نہ دیا اور ان کی رسوائی سے بچالیا۔ اور بدکاروں کو جنگیں لڑنے بجایا۔ اور
 وہ اپنے گھروں میں اونڈھے گر گئے۔

(ہود - ۶۴)

حضرت داؤدؑ نے اس جنگی لڑکر خدا کی آواز کہا تھا۔
 ”تمہارے خدا کی لشکار سے میرے قدیش (تیمہ) لڑا اٹھا۔
 اس کی گرج آسمانوں تک پہنچی اور اس کے لشکار سے میری
 کائنات چمک اٹھی۔“

زئیل برانزیل میں یہ روایت ابھی تک چل رہی ہے کہ ایک مرتبہ اتنے زور سے
جھلیاں کڑ گئیں کہ آسمان چھٹ گیا۔ اس کے ٹکڑے گرنے لگے اور ہر جاندار ہلاک
ہو گیا۔

پلینی (۲۳ - ۱۰۹) لکھتا ہے کہ زلزلوں کے ساتھ ایک خوفناک آواز بلینی میں
سے نکلتی ہے۔ جسے خدا کی آواز کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ اس طرح کی آواز
آتش فشاں پہاڑوں سے بھی نکلتی ہے۔ جب ۱۸۸۳ء میں جزائر شرق الہند کا
ایک ولکان (کوہ آتش فشاں) کرا کر تو آ پھٹا تو اس کی آواز تین ہزار میل دور
جاپان میں بھی سنی گئی۔

جب کہ طور پر قورات کے ابتدائی دس احکام نازل ہوئے تو پہاڑ لرزنے
لگا اور کرناکی بلند صدا دودھ دور تک پہنچی۔

یونان کا فلسفی شاعر ہیسیڈ (۸۰۰ ق م) لکھتا ہے کہ جب دو آسمانی دیوتاؤں، زئوس
اور تایفون میں جنگ چھڑ گئی تو ہتھیاروں کے ٹکرانے سے زمین و آسمان کانپ اٹھے۔
فیثاغورث ۵۸۲ - ۵۰۶ ق م آسمانوں کی موسیقی کا قائل تھا۔ اس سے مراد وہ

Moons Myths and Man :- Bellamy.

۸۰ ص

۷۰ پلینی انیچرل ہسٹری جلد ۲ ص ۸۲

The Eruption :- (تفویض) G. J. Symons.

۷۰

۱۸۸۸

of Karakataa, London.

سکہ خروج - باب ۱۹ - آیات ۱۸ - ۱۹

Theogony-II ۱۹۱۳ ر م ص ۸۲

۷۰

۱۰۵ کو لیرن - ص ۱۰۵

صدائیں ہیں جو کسی وقت بطنِ زمین سے خارج ہوتی ہیں۔

مفسر کا مورخ ایپور (۱۲۵۰ ق م) لکھتا ہے کہ سالِ خورشید بلند صداؤں کا سال تھا۔ اس سال بطنِ زمین سے اتنی آوازیں نکلیں کہ زمین کے تباہ ہر جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔

تالمود اور دیگر اسرائیلی ذرائع سے پتہ چلتا ہے کہ جب اشوری بادشاہ سنارکب (۶۰۲ - ۶۸۱ ق م) نے سلطنتِ اسرائیل پر حملہ کیا تو اس کے لشکر پر آسمان سے آگ برسی جس سے سپاہیوں کی ارواح تک جل گئیں۔ لیکن کپڑے سالم رہے۔ آگ تپنے کے ساتھ ایک خوفناک جنگاڑ بھی شامل تھی۔

كَذَبْتَ تَمُودُ وَعَادُ يَا قَارِعَةُ فَاَمَّا تَمُودُ
فَاَهْدِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ (الحاقة ۴-۵)

تمود و عاد و فون نے یوم الحساب کا انکار کر دیا تھا۔ سو ہم نے تم کو ایک جھینگاڑ سے تباہ کر دیا

PAPYRUS IPWNER-4

۱۔ یہود کی مذہبی و فقہی تحریکات کا مجموعہ جو برداشتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کو دیا تھا۔ اس کے دو حصے ہیں، مشائخ یعنی فقہی مسائل کا مجموعہ اور جبرائیل یعنی تفسیرِ قرآن (سینڈ ٹری)

۳۸۔ عَادِ اِرم

سورۃ الفجر میں ہے :-

اَلَمْ تَزَكِّیْ فَعَلَّ سَبَّحْتَ بِعَادٍ ؕ اِسْمِ ذَاتِ

(الفجر - ۷۶)

اَلْعِیَادِ ؕ

رکھ کر تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے اونچی عمارات والے

عَادِ اِرم کی کیا ڈرگت بنائی تھی؟

اس آیت میں دو لفظ وضاحت طلب ہیں۔ اِرم اور ذَاتِ الْعِیَادِ۔ اِرم سے متعلق

بعض مفسرین نے کہا کہ یہ ایک شہر کا نام تھا جس کی عمارات سونے اور چاندی کی اینٹوں

سے تعمیر ہوئی تھیں۔ اور بعض نے اُسے ایک قبیلے کا نام بتایا ہے۔ بہ ذَاتِ الْعِیَادِ

قرآن کی تین تفسیریں دیکھنے میں آئی ہیں۔ اول۔ غیروں اور بانسوں والے قبائل جو ہمیشہ

سفر میں رہتے تھے۔ اور غیروں کو بانسوں دستروں اسمیت ساتھ لیے پھرتے تھے۔

دوم۔ قوی و طاقت ور۔ سوم۔ طویل القامت۔ کہتے ہیں کہ عاد لڑکوں کا قد اسی سے

سو گز تک تھا۔ ان تفاسیر کی تائید نہ تو تاریخ سے ہوتی ہے اور نہ تازہ تحقیق سے۔

کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ہم تازہ ریسرچ اور جدید انکشافات کی روشنی میں اس کی

تفسیر پیش کریں؟

ارم

تورات کہتی ہے کہ نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔ سام، حام اور یافث۔
 سام کے پانچ بیٹے تھے۔ عیلام، افسس، ارم اور کلد۔ ارم ہی کو
 قرآن نے ارم کہا ہے۔ یہ تبدیلی بعض دیگر ناموں میں بھی پائی جاتی ہے۔ تورات
 کا نسخہ قرآن میں صالح ہے اور تارح آزر بن گیا ہے۔ ارم ارم اسکے چار
 بیٹے تھے۔ عمو، اسول، جیتر اور ممش۔ عمو عاد ہی کی جگہ لی ہوئی صورت ہے۔
 پروفیسر زبید احمد اپنی معتقدانہ کتاب ادب العرب میں لکھتے ہیں کہ عاد۔
 ارم بن سام بن نوح کی اولاد تھے۔ جو ۲۲۰۰ ق م سے ۱۰۰۰ ق م تک زندہ رہے۔
 ان کے دو ظہور تھے۔ پہلے ظہور میں ان کی حکومت احقاف (حضر موت) نجد،
 عراق، شام اور مصر پر تھی اور یہ عاد اولی کہلاتے تھے۔ بابل کے مشہور دانشور
 بادشاہ حمورابی کا تعلق اسی دور سے تھا۔ ان کا دوسرا ظہور ۱۸۰۰ ق م میں ہوا
 تھا اور کوئی دو سو سال پہلے ہوا تھا۔ اس دور میں ان کا مرکزی شہر وائی صالح
 تھا جو تبرک کے جنوب میں ساحل کے قریب واقع تھا اور یہ عمو و ثمود کے نام سے
 مشہور تھے۔

عاد مصر میں

علاء جبریل طنطاوی کی تحقیق یہ ہے کہ عاد اولی مصر پر ۲۵۰۰ ق م میں قابض ہوئے۔

۱۰۔ پیدائش۔ باب۔

۱۱۔ زبید احمد ادب العرب حصہ اول۔ طبع بریلی ۱۹۲۶ء ص ۲۶

۱۲۔ جزیرہ نمائے عرب کے شمال مغرب میں۔

۱۳۔ تفسیر جوامع القرآن جلد ۲۵ ص ۱۵۸۔

تھے۔ یہ دماں چرواہے کہلاتے تھے۔ ان کی حکومت تقریباً پانچ سو برس تک رہی۔ مصر پر فراعنہ کے تیس خاندان تقریباً چار ہزار برس تک حکمران رہے تھے۔ یہ چرواہے سولہواں خاندان شمار ہوتے ہیں۔ دیگر فراعنہ کی طرح انہوں نے بھی دلاں اپنے عظیم الشان مقبرے بنوائے تھے۔ جنہیں اہرام کہا جاتا ہے۔ ان کی کچھ اور عمارات بھی تھیں جو کرپٹ فلسطین اور بغداد تک پھیلی ہوئی تھیں۔

مشہور سیرت نگار اور مؤرخ ابن اسحاق (۷۶۷ء) فرماتے ہیں:-

کان ساهر بن نوح له اولاد متھار ارمین ساهر
..... فمن ولد اسمر بن ساهر العمالة والفراغة
(بحوالہ تفسیر القرطبی۔ جلد ۲۰ ص ۴۵)

اسام بن نوح کے کئی بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک اسام بن سام تھا

فلسطین کے علاقہ اور مصر کے فراعنہ اسی اسام کی اولاد تھے (

اگر تمام فرعونوں کو اسام کی اولاد سمجھا جائے تو پھر اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ فراعنہ العاد سے مراد اہرام بنالے والے فراعنہ ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے میری کتاب معجم القرآن - "عاد" اور "فرعون"۔

كَذٰلِكَ يُوحٰى اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۗ اللّٰهُ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (شوری - ۳)

غالب و صاحب حکمت رب نے تم پر اسی طرح وحی نازل کی ہے

جیسے اس نے پہلی امتوں پر کی تھی

۳۹۔ منہ کے بل

حضرت صالح علیہ السلام ۱۰۰۰ اقم میں قوم ثمود کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ انہوں نے قوم کو نیکی کی طرف بلایا۔ لیکن وہ نہ مانی۔ اور جب اس کی سرکشی حد سے بڑھ گئی تو اللہ نے انہیں ایک مہیب آواز یا خوفناک چٹکھاڑ سے ہلاک کر دیا۔ قرآن حکیم کہتا ہے کہ وہ نہ پیٹ کے بل گرے نہ پہلو کے بل، بلکہ منہ کے بل اوندھے گرے تھے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ

(اعراف - ۷۸)

جَثِيئِينَ

اس آیت میں جاثیین کا لفظ مل طلب ہے۔ لغات القرآن کے مصنف جناب عبدالرشید نعمانی فرماتے ہیں:-

”جَاثِيئِينَ: اوندھے پڑنے والے۔ ناز یا سینے کے بل زمین پر

گرنے والے۔“

(لغات القرآن - دہلی ۱۹۴۵ء ص ۱۲۶)

امام راجب اصفہانی فرماتے ہیں:

”جَثْمٌ جَثْمًا، وَجَثْوًا، پرنڈے کا زمین پر سینے کے بل بیٹھنا۔۔۔۔۔“

فَاَصْبَحُوا..... جَثِيئِينَ

وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (مفردات القرآن - اردو ترجمہ)

محمد عبدہ الخلاح فیروز پوری - لاہور ص ۱۰ ۱۹۶۳ء

آیت کا ترجمہ:-

(قوم ثمود کو ایک غوفناک چٹھاڑنے آیا - اور وہ اپنے گھروں

میں منہ کے بل گر گئے)

ایک غیر مسلم نقاد کو یہ پوچھنے کا حق حاصل ہے - کیا ثبوت ہے کہ چٹھاڑ کے بعد وہ لوگ منہ کے بل گرے تھے؟

اس سوال کا جواب سید علی اصغر بلگرامی کے اس سفر نامے میں ملتا ہے جو نیاز فتح پوری کے مشہور جلد سے لگا (مئی ۱۹۴۹ء ص ۱۹) میں شائع ہوا تھا - فرماتے ہیں کہ ۱۶ مئی ۱۹۴۴ء کو ہماری ریل تقریباً تین سو زائریں کولے کر دمشق سے مدینہ کی طرف روانہ ہو - جب یہ مدائن صالح کے اسٹیشن پہنچی تو انجن میں کسی خرابی کی وجہ سے وہاں رگ گئی - اور میں بتایا گیا کہ اگلی صبح کو روانہ ہوگی - چنانچہ ہم چند آدمی اس شہر کے قدیم کھنڈرات کر دیکھنے کے لیے نکل گئے - فوراً کھپٹانیں ہی چٹانیں نظر آتی تھیں - بن میں سے جیٹر اندر سے کھدی ہوئی تھیں - اور باہر چھوٹے چھوٹے دروازے تھے -

وَتَنَحَّطُونَ مِنَ الْجِبَالِ يَوْمَ تَذْهَبُ

(نسخہ ۱۰ - ۱۳۹)

(تم پہاڑوں کو تراش کر بڑے بڑے ٹکڑوں سے گھر بناتے تھے)

یہی وہ مقامات ہیں جو پہلے عام اور پھر ثمود کے مسکن تھے - ان اقوام کو سنگ تراشی میں بڑی مہارت حاصل تھی - یہ سخت چٹانوں کو اندر سے تراش کر اپنے لیے گھر بناتے تھے - انہی پہاڑوں میں وہ پتھر بھی تھا - جہاں حضرت صالح کی ناقہ کو پانی پینے سے روکا گیا تھا - ان کا سلسلہ نسب ارم بن سام بن نوح سے ملتا ہے اور ارم کے معنی پہاڑ اور سنگ میل کے بھی ہیں -

قدیم کتب سادہ عامہ ثمود کے ذکر سے خالی ہیں۔ ان کا ذکر صرف قرآن نے کیا ہے۔ ثمود کے یہ ساکن کوئی دو سو مربع میل میں پھیلے ہوئے تھے۔ یہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ان گھروں کی سیڑھیاں اُلٹی تھیں۔ بھتیں زمین پر اور ندھی پڑی تھیں۔ انسانی اور حیوانی (اُونٹ، گھوڑے اور مویشی) ڈھانچوں کے سر نیچے اور ٹانگیں اوپر کر تھیں اور بعض ڈھانچے فاسلہ (مجرى صورت میں تبدیل ہو چکے تھے)۔

(مخلص)

کیا اتنی بڑی عینی شہادت کے بعد قرآن حکیم کے بیان میں کسی شبہ کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا

(النساء - ۸۴)

(اللہ سے زیادہ سچا کون ہے؟)

۰۲۰۴

۴۔ صرف آلِ نوحِ باقی

ماہرینِ نسلِ انسانی اس بات پر متفق ہیں کہ طوفانِ نوح کے بعد صرف آلِ نوح باقی رہی تھی اور باقی تمام نسلیں ختم ہو گئی تھیں۔ مغرب کا ایک محقق لکھتا ہے:-

Noah on account of his righteousness was saved by God from a flood that exterminated all living things except for Noah and his life his three sons and their Wives and a pair of every living species.

(زیوریکسٹر۔ انسائیکلو پیڈیا۔ فنٹن - ۱۹۹۹ء - جلد ۴، ص ۴۴۰۲)
نوحؑ را سبباری کی وجہ سے اس طوفان سے محفوظ رہا۔ جس نے خود نوحؑ، اُن کی زوجہ، اُن کے تین بیٹوں، اُن کی بیویوں اور تمام جائدادوں کے سوا باقی سب کو ختم کر دیا تھا۔
بلکہ آف نالج میں "نوح" کے نیچے درج ہے:-

The God sent rain until all the earth even to the highest mountain was deep under water and all living things perished except Noah and Those who were in the ark (his wife three sons and their wives).

Stowell

بلکہ آف نالج

ج ۵ صفحہ ۸۹

(ساری زمین بلند پہاڑوں سمیت پانی میں ڈوب گئی۔ اور تمام زندہ اشیاء نوح اور اس کے ساتھیوں یعنی اُن کی زوجہ تھیں بچوں اور اُن کی بیویوں کے سوا سب ہلاک ہو گئے)۔
دی۔ کر لیا کنگ ڈسک انسائیکلو پیڈیا میں مذکور ہے۔

Noah was the builder of the ark that saved human and animal life from the Deluge. His sons Shem, Ham and Japhet are ancestors of mankind.

(کر لیا انسائیکلو پیڈیا میں ۱۲۲۹)
(نوح اس کی کشتی کا معمار تھا۔ جس نے انسانی اور حیوانی زندگی کو طوفان سے بچا لیا تھا۔ نوح کے تین بیٹے سام، حام اور یافث نوح انسان کے باپ ہیں۔
مشہور مستشرق ایچ۔ آر۔ گب لکھتا ہے،
”طوفان میں سب کچھ غرق ہو گیا سوائے اُن لوگوں کے جنہوں نوح نے کشتی میں سوار کر لیا تھا۔ چاروں کا ایک ایک جوڑا بھی بچ گیا تھا“ (شارٹر انسائیکلو پیڈیا۔ لندن ۱۹۱۳ء۔ ص ۴۴۰)

قتادہ بن دعار بصری کا قول ہے :-
 " تمام لوگ حضرت نوحؑ کی اولاد ہیں "
 (تفسیر ابن کبیر - صفات ۱)

ابن عباسؓ کا ارشاد ہے -

لما خرج نوحٌ من السفينة مات من معه من الرجال
 والنساء الاولاد والنساء

(تفسیر قرطبی ج ۱۵ - ص ۸۹ - قاسم - ۱۹۶۷ء)

جب نوحؑ کشتی سے باہر آئے تو اس کے بیٹوں اور گھر کی عورتوں
 کے سوا دیگر تمام ماضی رفتہ رفتہ مر گئے ۔

علاء طنطاوی اور صاحب جلالین قصۃ نوحؑ کے سلسلے میں لکھتے ہیں :-
 فَالْإِنْسَانُ كُلُّهُمْ مِنْ نَسْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ لَهُ
 ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ نَامٌ وَهُوَ أَبُو الْعَرَبِ وَفَارِسُ وَالزُّمَرِ
 وَحَامٌ وَهُوَ أَبُو التُّودَانِ وَيَافُثٌ وَهُوَ أَبُو الْتُرْكِ
 الْخَنْزَرِيِّ وَبِالْجُوجِ وَبِالْجُوجِ -

(صفات کی تفسیر - آیت ۷۷)

تمام انسان نوحؑ علیہ السلام کی نسل سے ہیں ۔ نوحؑ کے تین بیٹے
 تھے ۔ اقل نام بصریوں ، ایرانیوں اور رومیوں کا جدِ اعلیٰ تھا ۔
 دوم ۔ سیاہ نام اقوام و قبائل کا باپ ۔ سوم یافث ۔ بحیرہ خزر کے
 ترکوں اور یاجوج ماجوج کا مورثِ اقل

حکمائے مغرب جو بات آج کہہ رہے ہیں وہ قرآن مقدس نے چودہ سو سال پہلے
 کہہ دی تھی ۔ اور کسی محقق کو آج تک اس کی تردید کی ہمت نہیں پڑی ۔

وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ وَنَجَّيْنَاهُ
وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ
هَمًّا لِّلْبَاقِينَ (صافات - ۵، ۶، ۷، ۸، ۹)

دے شک نہ تھے ہم کو پکارا، اور ہم نے عمدہ طریقے سے اس کا
جہاں بے دیا۔ ہم نے اُسے اور اُس کے گھر والوں کو ایک بڑی مصیبت
سے بچا لیا۔ اور زمین پر صرف اُسی کی اولاد کو باقی رکھا
تَنْزِيلُ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ (۱۰) اَفَبِهَذَا الْحَدِيثِ اَنْتُمْ
مُذْهِبُونَ (الواقفہ ۸۰ - ۸۱)

(یہ قرآن اللہ کی تنزیل ہے۔ کیا تم اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے
گریز کر رہے ہو؟)

حرفِ آخر

مسلمانوں کی وہ ہیں۔ ایک وہ جو قرآن کی صداقت پر غیر مستزائل ایمان رکھتے ہیں اور دوسرے وہ جو محض اس لیے مسلمانوں میں شامل ہیں کہ وہ مسلمانوں کے گھر و میں پیدا ہوئے تھے۔ ورنہ وہ عیاشی کی درجہ سے خدا اور رسولؐ کی کوئی بات سننے کو تیار نہیں ہیں اور قرآنِ عظیم کو داستانِ پارہ نہ سمجھتے ہیں۔ یہ لایقینی مغرب میں پہنچی تو وطن کی کدھروں خواتین کو لطائف اور لائقہ و فوجوانوں کو ہتھی بنا دیا۔ اور اب یہی لہر پاکستان میں داخل ہو رہی ہے۔ اگر ابھی سے انداد و تدابیر اختیار نہ کی گئیں تو ہم بھی انہی ہولناک عواقب کا شکار ہوں گے جن سے آج مغرب دوچار ہے۔

بیان میں نکتہٴ توحید آ کر سکتا ہے

اگر دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے

جہاں میں بندہٴ مکر کے مشاہدات ہیں کیا

اگر نگاہِ غلامانہ ہو تو کیا کہیے

وَ اخِذْ دَعْوَانَا مِنَ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ماخذ

کتاب

مصنف یا مدون

- 1- ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی تفسیر القرآن - قاہرہ - 1968ء
- 2- حسین بن مبارک زبیدی تجرید البواری - لاہور - 1354ھ
- 3- مسعودی - ابو الحسن علی بن حسین بغدادی مروج الذهب - طبع اول
- 4- علامہ جوہری منہاری تفسیر جواہر القرآن - مصر 1346ء
- 5- جلال الدین سیوطی تفسیر جلالین
- 6- ابو عبد اللہ محمد ابن اسماعیل البواری الجامع الصحیح
- 7- ابو یسعی محمد بن یسعی ترمذی سنن
- 8- ابو داؤد سلیمان بن اشعث سنن
- 9- احمد بن حنبل مسند
- 10- شیخ الہند مولانا محمود الحسن فارسی ترجمہ قرآن - کابل 1345ھ
- 11- محمد فخر الدین حسین خان تاریخ یکہ - دہلی - 1310ھ
- 12- قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمتہ للعالمین - لاہور - 1949ء
- 13- محمد حنیف یزدانی اصحاب بدر - لاہور - 1930ء
- 14- محمد عبده افندہ مفردات القرآن - لاہور - 1963ء
- 15- ذاکر خلیفہ عبد الحکیم نفسیات و واردات روحانی - لاہور - 1958ء

- 16- پروفیسر زید احمد ادب العرب۔ بریلی 1926ء
- 17- محمد رشید رضا الوحی الحمدی ترجمہ رشید احمد ارشد۔ لاہور۔ 1960ء
- 18- محمد حسین بیگل زندگی۔ امرتسر۔ 1940ء
- 19- ڈاکٹر ڈیچہ معرکہ مذہب و سائنس، اردو ترجمہ از مولانا ظفر علی خاں۔ طبع اول
- 20- ونڈرک فان لون نوع انسان کی کمانی، اردو، لاہور۔ 1939ء
- 21- پنجاب یونیورسٹی دائرۃ المعارف الاسلامیہ لاہور 1964ء
- 22- لندن انسائیکلو پیڈیا برطانیکا 1950ء
- 23- شکاگو کامپن انسائیکلو پیڈیا 1956ء
- 24- لندن کیکشن انسائیکلو پیڈیا 1969ء
- 25- ہوم لائبریری کلکتہ شیڈرڈ انسائیکلو پیڈیا بمبئی۔ طبع اول
- 26- فرانس مین، امریکہ 1972ء Great Design
- 27- Kenneth Bailey چلڈرن انسائیکلو پیڈیا، لندن 1975ء
- 28- Albrecht Unsold 'The New Cosmos' نیو یارک 1969ء
- 29- Thomas Robert Malthus: 1798ء
- Essay on the Principle of Population
- 30- Ask Me Why: Geoffrey Hoyle لندن 1976ء
- 31- کیسل انسائیکلو پیڈیا آف لرنیج۔ لندن

لنڈن ۱۹۵۳ء

- 32- چارلس۔ ریٹڈل۔
ہیپلز بائبل انسائیکلو پیڈیا شاگا ۱۹۲۱ء
- 33- ولیم سمتھ
ڈکشنری آف دی بائبل طبع اول
- 34- سینی طبع اول
Herald Wheeler : The Miracle of Life
- 35- جارج جیمس طبع اول
The Creation and Destruction of the Sun
- 36- پروفیسر وجاہت
اشرف کمیپور ۱۹۷۶ء
An Approach to Biological Science
- 37- ہنری ڈرمینڈ طبع اول
Ascent of Man
- 38- چارلس ڈارون
The Origin of Species
- 39- سر ہیمز جنیر ملندن ۱۹۲۹ء
Astronomy and Cosmogony
- 40- جارج لارنس
ٹیکسٹ بک امریکہ ۱۶۵۵ء
- 41- آر۔ ڈبلیو۔ ٹرائن (طبع اول)
In tune with the Infinite
- 42- بائبل
عہد نامہ قدیم
- 43- بائبل
عہد نامہ (جدید) انجیل
- 44- لک میگزین
اشاعت ۲۴ ستمبر ۱۹۶۳ء مضمون
- 45- ٹائم۔ نیویارک۔
25 نومبر ۱۹۶۶ء
- 46- ریڈرز ڈائجسٹ
مارچ ۱۹۵۴ء
- 47- آکسفورڈ پریس ۱۹۳۴ء

- 47- آکسفورڈ پریس 1934ء J.D.Unwin : Sex and Culture
- 48- ریڈرز ڈائجسٹ، اشاعت 1955ء مقالہ: روس کے ناراض کاشت کار
- 49- F.Fordhem 1975 U.K An Introduction to Jung's Psychology
- 50- ڈاکٹر الیگزینڈر کانن: طبع اول The Inavisible Influence
- 51- ولیم ہنر اردو نفسیات و واردات روحانی ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم طبع اول
- 52- آر ٹکلس روی لندن
- 53- ٹارمن و سنٹ اپیل لندن 1974ء Stay Alive All Your Life
- 54- لندن۔ طبع اول L.Powels. Th Morning of the Magicians
- 55- لاہور 1975ء W.S. Blunt The Future of Islam
- 56- ڈاکٹر سبھی محمدانی اردو ترجمہ از محمد احمد رضوی، لاہور 1955ء
- 57- لندن 1869ء John Daven Port : An Apology for
- Mohammad and the Quran
- 58- محمد اسد آسٹری جیوا۔ 1964ء Can the Quran be Translated
- 59- حفظ الرحمن سوری۔ قصص الانبیاء۔ دہلی 1958ء
- 60- بائبل سوسائٹی لندن آکسفورڈ 1892ء Companion to Bible
- 61- ایلیٹ سمتہ لندن 1906ء

- 61- ایلیٹ ستم لڈن 1906ء
Contribution of the
Study of Mummification
- 62- محمد ضیم صدیقی سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر لاہور 1965ء
- 63- لڈن 1953ء
Immanuel Velikovsky, Worlds in Collision
- 64- 1857ء
Brasseur, Histoire des Nations Civilisees du Mexique
- 65- Papyrus - Ipuwer
- 66- جے جی فریزر دی لائبریری 1921ء
- 67- فریزر
Comment to Appollodorus Library-I
- 68- 1902
L.W.Kinc, The Seven Tables of Creation
- 69- فن لینڈ کی جنگی کہانیاں۔ ترجمہ جے ایم کرافورڈ 1888
Kalevala
- 70- لڈن 1926ء
U. Holmberg; Finno Ugrie Siberian Mythology
- 71- لڈن 1927ء
H.S Palmer Sinai
- 72- ہلینی ٹیچل، سٹری
- 73- 1909-10ء
F.X. Kulgar : Babylonischi Zeitord- numa
- 74- 1795ء
Lalande, Abrege d'astronomie
- 75- 1922ء
P. Kirchenberg, La Theorie De la Relativite.
- 76- 1891ء

Andree Die Flutsagen

H.S Bellamy, Moons, Myths and Man لٹن ۱۹۳۸ء -77

Ginzberg, Legends لٹن ۱۹۲۵ء -78

Diego De Landa Yucatan. W. Gates انگریزی ترجمہ لٹن ۱۹۳۷ء -79

Leanne De Cambrey Lapland Legends ۱۹۲۶ء -80

R.A. Daly, The Changing World of the Ice Age ۱۹۳۴ء -81

J.Hubner: Kurze Fragen aus der Polischen Historie ۱۷۲۹ء -82

Timeas فلاطون -83

The City of God آکسٹن -84

Solinus Poluhistor انگریزی ترجمہ از اے گولڈنگ لٹن ۱۵۷۷ء -85

Censorinus: Liber de die natali XVIII -86

Hesiod: Works and Days انگریزی ترجمہ لٹن ۱۹۱۴ء -87

(H.G.Evelyn White)

Philo: On the Eternity of انگریزی ترجمہ از ۱۹۴۱ء -88

the World F.H.Colson

H.C Warren, Buddhism in Translation. لٹن ۱۸۱۶ء -89

F. M. Muller: The Sacred Books of the East ۱۸۸۰ء -90

M.Murray: An Historical and Descriptive

Account of China

G.Schiegal Uranographic Chinoise ۱۸۵۷ء -92

Humboldt, Rescarches-II -93

Brasseur Historie des nations ۱۸۵۷ء -94

R.B.Dixon: Oceanic Mythology ۱۹۷۶ء -95

Philo Moses-II -96

E.W.West ہند اس (پہلو) ۱۸۸۰ء انگریزی ترجمہ از -97

R.W.William Son: Religious and Cosmic. ۱۹۳۳ء -98

Beliefs of Central Polynesia

L.Frobenius, Dichten and Denken ۱۹۲۵ء -99

Gilgamesh ۱۹۲۸ء -100

Seler Gesammelte Abhandlungen -101

G.J.Symons, The Eruption of Krakato ۱۸۸۸ء -102

-103 ہنگی۔ جاپان کی ایک داستان جس کا انگریزی ترجمہ کیا گیا۔

A.O.Godley ہیروڈوٹس کی تاریخ ۱۹۲۱ء انگریزی ترجمہ از -104

Pomponius Mela -105

۱۹۲۷ء -106

H.O.Lange, K.Danske Videnskabernes Selskat

Gardner Archaeology-I 1914ء -107

Journal of Egyption افلاطون حرم ایچ این ۱۹۲۵ء -108

Electra A.S.Way Euripides -109

Seneca Thyestes II حرم ایف جے ٹر -110

Brasseur, Manuscrit Troano 1869ء -111

E.B.Taylor, Primitvie Culture 1929ء -112

C.P.Olivier, Meteors 1925ء -113

H.C. Warren, Budhism In Translations 1896ء -114

H.B.Alexander, Latin American Mythology 1920ء -115

Bollenrucher Gabets and Hymnen on Nergal -116

J.A Macculloch Eddic Mytholgy 1930ء -117

Roscher Nektar and Ambrosia 1883ء -118

G.J Miller Metamorphoses 1916ء -119

Theogony ہسبڈ انگریزی ایولن وائٹ 1914ء -120

انگریزی ایولن وائٹ 1914ء

بک آف ٹال لٹن طبع اول -121

Siowell کولمبیا کنگ ڈسک انسائیکلو پیڈیا کولمبیا -122

1913ء لائینڈن شارٹر انسائیکلو پیڈیا آف اسلام لائینڈن -1913 -123